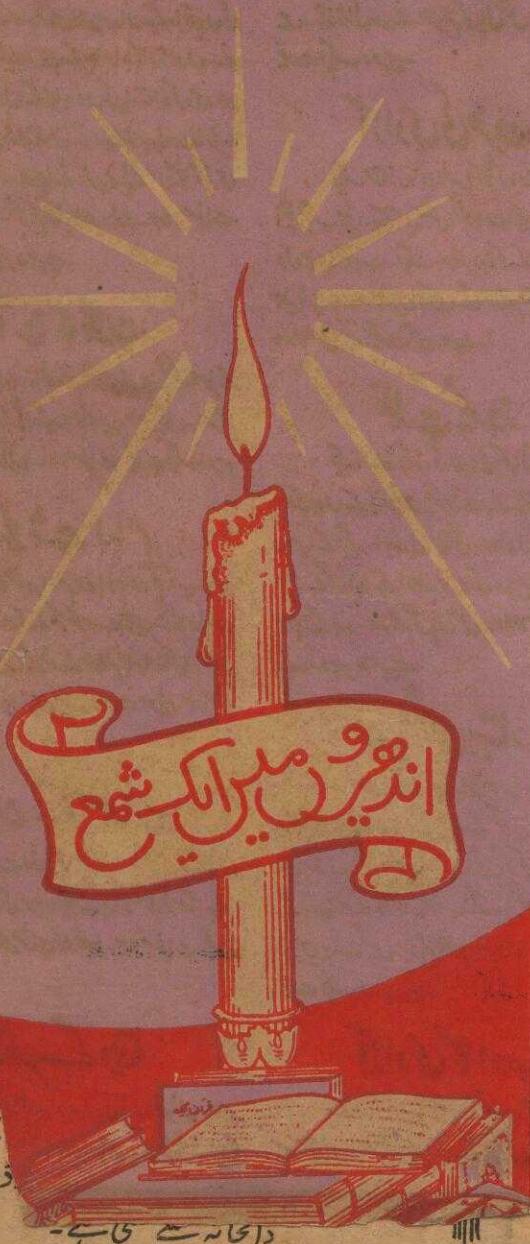


دیوبند

بَلْ

TAJALLI  
DEOBAND U.P. INDIA



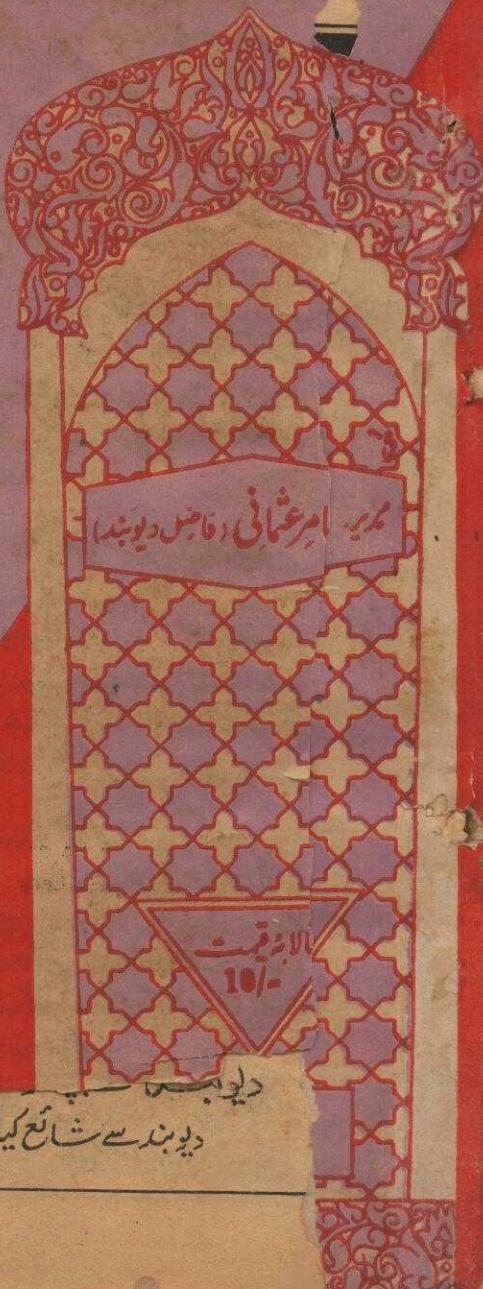
۱  
۳۳  
۳۷  
۴۰

زما

پاکستان)

پتہ پہنچ اڑی  
ڈر کر تینو قت

دعا گاہ سے یا ہے۔



دیوبند سے شائع کیا

# کیمیز نہ کرنے والی کتابیں

## ادب میں ارتقی پسندی

ارتقی پسند تحریر کتابے لائے اگر تاریخی اور نظریاتی جائزہ، گوپاں تسلی کے قلم سے۔ اپنے موضع پر پہلے جائز کتاب جس کا تحریر کنی غیر اندازوں میں ہوا۔ ۲۰ صفحات قیمت ایک روپیہ۔ انگریزی ایڈیشن درودیہ۔

## سورما کی ہار

نیکی اور بُری کی اڑی کٹش کی خیالی نزد وہ تاب موجوہہ صدی کا ایک عظیم اول۔ روکی ادب کا شہزادہ ترجمہ گوپاں تسلی۔ قیمت ایک روپیہ۔

## لینین

انقلاب روس کے بانی نکولائی لینین کی مسند تینیں مواعظ عمری لینین سے تقریبی ربط رکھنے والے انقلابیوں کے تاخیم پڑ کر منتہ بنتے تھیں اسی۔ روس کے ایک انقلابی رہنمائی رواداد ایری جس نے اپنی بے گناہی کے باوجود موت کی سزا پائی۔ اوز اقبال جوں نے کے بعد۔ ترجمہ گوپاں تسلی۔ ۲۹۶ صفحات۔ قیمت ایک روپیہ۔

## عالمی سیاست میں جمہوریت

بین الاقوامی سیاست میں جمہوریت کے کاردار اور جمہوری اصولوں کی کارفرائی کے احکامات کا سیرہ ماضی تحریر۔ موجودہ عالمی سیاست کے پرچم و جوانات کو مجھے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ بسی جذبہ دہی ہے۔ ترجمہ گوپاں تسلی۔ ۱۰ صفحات۔ قیمت ۵ روپیہ۔

## امیں سوچواری

مارچ آرولی کاظم ناول جس میں تیا گیا ہے کہ گز نظاہم پر کو درکا گیا تو اسے چل کر یکتا ہم گز بولے چکا۔ ۱۹۸۳ء میں دنیا کا بونقش پورستھا ہے۔ اس کی جیانک تصوریہ ہے۔ ترجمہ سید سعیل داٹی۔ قیمت دو روپیہ۔ ۵ پیسے۔

کیمیز پر ایمان لانے کے محکم بنے۔ اس کے بعد انھوں

نے اس روایاتی کتب کا ذکر کیا ہے جس نے ان کے ایمان میں رخنے والی دھیئے۔ ترجمہ گوپاں تسلی۔ ۲۹۸ صفحات

قیمت ایک روپیہ۔

## عثمان بطور

پہنچنے کے مجاہد عثمان بطور اور اس کے ساتھیوں کی ہوں ایجنسی گزشت۔ جن کے بہادرانہ کارناموں نے

ہلالم کے دراول کے مجاہد وہن کی یاد تازہ کرو۔ ان

مجاہد وہن کی سرگزشت جھوٹ نے اپنے نہبہ درعا شرے

گیا معاویہ نظمیں اسے چانے کے لیے اپنے ہون کا آخری

قلمہ تک بہادریا۔ ترجمہ شاہزادہ احمد بلوبی۔ ۲۵۲ صفحات۔

قیمت ایک روپیہ۔ ۵ پیسے۔

## آزادی کی طرف

ایک ممتاز روزی افسر دیکر ان شیکوکی اکٹھا

انجیز آپ بیتی۔ یہ کتاب حقیقی ایکٹھا انجیز بہت اتنی ہی

دل چھپ کی ہے۔ ایک بار ارشاد گر کے اسے ختم کے

بینر آپ باختہ نہیں کھینچ گئے۔ ترجمہ سید نہدش اک

۲۹۸ صفحات۔ قیمت تین روپیہ۔

## ظلمت نیمروز

ایک ایسے ناک کی لارہ خیز کہانی جو آرٹش ادی

انقلابیوں کے تاخیم پڑ کر منتہ بنتے تھیں اسی۔

روس کے ایک انقلابی رہنمائی رواداد ایری جس نے

اپنی بے گناہی کے باوجود موت کی سزا پائی۔ اوز اقبال

جوں نے کے بعد۔ ترجمہ گوپاں تسلی۔ ۲۹۶ صفحات۔ قیمت

ایک روپیہ۔ ۵ پیسے۔

## اور یانگسی بہترارہا

دو صوصم دلوں کی کہانی جو سیاست کی تربیان گاہ

پر جھینٹ چڑھا دیتے گے۔ جن کے تشتیں کے جیں خوابوں

اور بہتر زندگی کی حصوں اور آرزوں کو کیون فٹھکاروں

کے تھببات کا میں اور غصب ناک یا نکسی کی طوفانی

لہریں بیٹھا لے گئیں۔ ترجمہ جلیس عابدی۔ ۲۰۔۰ صفحات۔

قیمت ایک روپیہ۔

## آج کا جیلن

شہرہند و ستافی عالم دا اکڑا رس چند ٹکھوکا اس فرنڈ

نیجیں کی زندگی کے بہرہ پا کیری جوصل تجزیہ۔ ترجمہ

عثمان فارقیط۔ ۲۰۰ صفحات۔ قیمت ایک روپیہ

## سرگزشت امام

کے شہرہ امام کا دا ادبیان کی آپ بیتی۔

ست کرنے والا تکڑے سے چین گئے اور خودتے

بیانی پا دا سیں کیون فٹھ مظالم کا سامنہ کیا۔ ترجمہ

مہمنیر صاحب میر روز نامہ دھوت۔ دلی۔ ۳۔۰ صفحات۔

## چین کے مسلمان

یہ علمات افزارکتا ہم چینی مسلمانوں کے تاریخی

ت اور ان کی موجودہ مالت پر روشی ڈالتا ہے۔

ناؤ مولانا عثمان فارقیط۔ ۷۶ صفحات۔ قیمت

## پتھر کے دیقا

### آزادی کا ادب

ہندوستان اور پاکستان کی تحریک شاہزادہ نشاۃ

اور ناقہوں کی تھب تھوڑیں۔ ترجمہ سعید سعیل داٹی۔

قیمت تین روپیہ۔

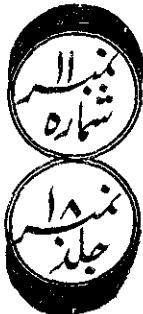
بچہ شہرہ ادبیوں کی آپ بیتیاں۔ ان

مول نے ان اساب پر روشی ڈالی ہے جو

ہر انگریزی ہمینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت دنی روپے - فی پرچہ ایک روپیہ

غیر مالک سے سالانہ قیمت ایک پاؤ نہ بٹکل پوٹھل آرڈر  
پوٹھل آرڈر پر کچھ نہ تائیں بالکل سادہ رکھئے



دیوبند

## تسلی خبر وی

فہرست مضمونین ماہ جنوری ۱۹۷۶ء

۳	عامر عثمانی	اعنا ز سخن
۱۱	=	تجھی کی طاک
۲۵	عبد المعنی	جلس شوریٰ دار از علوم فنیں
۲۷	شمس توید عثمانی	ملائیں العرب کے طنزگاری
۳۳	دستگیر عزیزی	کیا ہم مسلمان ہیں؟
۳۷	گوبال متن	جا بہر بن حیان
۴۱	امام الدین رام نگری	اسلام کے تینیں و سکھ مصلحت احقر
۴۳	ملا این العرب می	حکماء یونان و رتنا سخن
۵۱	قیصر سرست	مسجد سے میخانے تک
۵۹		شہنشاہ عالمگیر

اگر اور وائے دائترے میں سُرخ نشان ہے تو  
سبھ تجھے کہ اس پرچہ پر آپ کی خدمداری  
ختم ہے یا تو منی آرڈر سے سالانہ قیمت تھیں  
یادی پی کی اجازت دیں۔ آئندہ خدمداری  
جاری نہ رکھنی ہوتی بھی اطلاع دیں شاموشی  
کی صورت میں اکٹا پرچہ وی پی سے بھیجا  
گیر،

عائے گاجسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض  
ہو گا دوی بی دش روپے ستر پیسے کا ہو گا،  
منی آرڈر بھی کہ آپ وی پی خرچ سے شج  
جائیں گے۔

پاکستان کا پتہ :- مکتبہ عثمانیہ - ۲۲۰۰ بینا بازار

پیر آہی بخش کالونی - کراچی (پاکستان)

پاکستانی حضورات :- مندرجہ بالا پتہ پہنچی آرڈر  
بیچمکروہ رسید ہمیں بھیج دیں جو منی آرڈر کرتی ہوتی  
ڈاکخانہ سے ملتی ہے۔

تزریل زر اور خط و کتابت کا پتہ

سر جعلی - دیوبند - ضلع سہارپور (پی)

عامر عثمانی  
مدبیر

فہل دیوبند

عامر عثمانی پر نظر پلشنے محمدی پریس  
دیوبند سے چھپو اکر اپنے فقرت جعلی  
دیوبند سے شائع کیا

## اعتناء سخن

اب اندازہ کیجئے۔ جس دستور میں واضح طور پر اطمینان دلایا گیا ہوگہ کسی بھی نزدیکی فرضیت کی تہذیب، تکمیل اور نزدیکی قوتوں میں دخل نہیں دیا جاتے گا اسی دستور کے زیر سایہ حکومت کرنے والے افراد بڑے اطمینان سے دستور ہی کی ایک دوسری دفعہ کا سہارا لے کر مسلمانوں کے پیش لے کر نشانہ بنانے کا رادہ فرمائے ہیں اور ملک کی مرتبے بڑی اقیلت اس بذریعہ اور قطعی امر کو دلیل و برہان نہیں خاتم کرنے پر جو رہ ہو رہی ہے کہ مسلمانوں کے پیش لامیں کسی ششم کی جبری تدریجی سیکولر اسلام کے مکمل استرداد اور جمہوریت کی کامل نقی کے ہم معنی ہو گی۔ یعنی بے کسی اور ذلت کا شیخ ہے۔ یہ کسی مقہوریت اور خواری کی نظر ہے۔

ہم نہیں جانتے کہ دفعہ ۲۷ دستور میں کس نئے درج ہوتی جب کروہ دستور کی تمام اپرٹ ہی نہیں بلکہ اس کی واضح و تتمم دفعات کی طاہر صورت ہے لیکن انکو واقعی اس کی کوئی اور شرح نہیں کی جا سکتی تو پھر اسے حدف کئے جانے کے علاوہ چارہ نہیں۔ لیکن طیکی حکومت اپنی عذر دشمنی کو حد انتہا تک نہ لے جانا چاہتی ہو۔

ستم تو یہ ہے کہ بلاہی و اسلام پیش لالے کے ایک ایسے جزئیہ پر کرنے کا قرار کیا جا رہا ہے جو ملک بھر میں کسی کے لئے کوئی مستحلہ نہیں۔ بھلا نظر تو ڈالئے۔ آس پاس۔ دور قریب کئئے مسلمان ہیں جنہیوں نے ایک تکمیلی معلوم ہے کہ ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت کا قانون شرعاً خداوندان نعمت گو جبری طرح مکمل رہا ہے اور بعض دریدہ دہن ترا سمے وحشیانہ اور مشرمناک کہتے ہیں چونکے۔

اگر آپ سے کوئی مطالبہ کرنے لگے کہ تماست کرو سوچ گرم ہے۔ دلیل دو کہ چودھویں کا چاندروش ہوتا ہے۔ برہان لاد کہ آدمی اور جانور میں کوئی فرق ہے۔ تو بتائیے آپ پر کیا گذرسے گی؟ مسلمات ویدیہات پر دلیل و برہان طلب کرنے کی منزل ہمیشہ اسی وقت آتی ہے جب ایک فریق زنجروں سے باندھ کر بے دست و پا کر دیا جاتے اور دوسرا آقانی کے تحت پڑھا پنی قوت کا اندازہ ہوگرہا ہو۔ مطالبہ ظاہر ہے یہ دوسری ایسی فرضی کرے گا اور دست و پابستہ فریق جمہور یوگاکار حمقوں کی طرح آگ کی پیش اور پانی کے سیلان پر دلائل لائے۔

پھر اسی نوع کا معاملہ مسلم پیش لالا کو قبیلہ کا ہے چند مہینوں سے ملک بھر میں خبر گوئی رہی ہے کہ حکومت دستور کی دفعہ ۲۷ کے تحت تمام ملک کے سوال کو دو کیسا کرنے کا عزم رکھتی ہے جس سے اقليتوں کے پیش لائی میں نہیں۔ دوسری کسی اقليت کا تو ہم علم نہیں کہ اس کے پیش لالا کا کون سا جزئیہ خاص طور پر حکومت کی نظر میں ہے لیکن مسلمانوں کے بارے میں ہیں۔ اور سمجھی کو معلوم ہے کہ ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت کا قانون شرعاً خداوندان نعمت گو جبری طرح مکمل رہا ہے اور بعض دریدہ دہن ترا سمے وحشیانہ اور مشرمناک کہتے ہیں چونکے۔

جائے گی یا چھر اس کی کوئی ایسی تشریح شامل دستور گی جائی کی جس کی رو سے یہ اندر شہر ہمیشہ کے لئے مدد جائے کہ جب بھی کسی عزت مآب کو ترزاں اُٹھے گی وہ مسلم پر سل لائگی طرف فکر کا ڈنڈ اسے کر دو ڈے گا۔

خدا کی مناہ۔ آج ہم اس طرح پر پہنچا دیتے گئے ہیں کہ اپنے نصف شدہ حقوق کی بازیابی کی بجائے ہمیں واویا کرنی پڑے ہی ہے کہ خدا کے لئے ہمیں اور مت ستاؤ۔ ہماری مزید آبروریتی مدت کرو۔ ہمارے دین کو تو اپنے تیرستم سے حقوق ہی رہنے دو۔

مگر کہنے کی ضرورت نہیں کہ صحف و تعاہوت سے لرزتی ہوئی ایسی کمزور الحجاؤں پر کان دھڑنا کم سے کم ہمارے دلیں کی حدود میں تو فیشن کے خلاف ہی قstrar پا چکا ہے۔ جو سر کا مسلسل احتجاج اور توجہ دہمیوں کے باوجود کورس کی کتابوں سے — نام نہاد سیکولر ازم اور جمپوریت کے خلک شکات دعووں کے باوجود دو حصہ خارج نہ کر اسکے جو سرا امر فتنہ پر داری 'جہالت' جھوٹ اور توہات کا ملغوب ہے تو اس سے کیا تو قمع ہو سکتی ہے کہ کسی اور مسلمان میں کمزوروں اور مظلوموں کی فریاد و اتمم پر تو جس کی زحمت اٹھائے گی — یہ الگ بات ہے کہ پر پر آئے ہوئے ایکشن کی مصلحت سے وہ تھوڑی سی طہیل ڈال دے۔ مگر ہن ماہر عالی ہی ہے کہ مسلمانوں کے لئے نالہ و شیون کرتے کرتے بیٹھ جائیں گے اور پر نالہ دہیں گرے گا جہاں خداوندان نعمت چاہتے ہیں۔

ان دو ہمیزوں میں اپنے مسلم رہنماؤں کی تقریروں اور تحریروں میں متنا اور بڑھا کس نے ہمیں کہ پر سل دہا خللت پرداشت نہیں کی جائے گی — دوچار لاٹل دینے کے بعد یہ تیرے لیڈروں نے یہ جملہ ضرور دہرا لایا کہ

"مدخلت قی الدین ناقابل بہداشت ہے۔"

مگر ناقابل برداشت تو اُردو کی قسط و ارموت بھی ہے — ناقابل برداشت تو اُسے دن کے فسادات بھی

زیادہ بیباں کر رکھی ہوں — اعداد و شمار کی زبان میں پائچ فی صدی اوس طبقی تو نہ تکل سکے گا۔ اور جتنے پچھے مسلمان ایک سے زائد بیویوں والے مل ہی جائیں گے ان کا بھی یہ عمل ترسی درجے کا کوئی نہ ہے بلکہ پر ابم پسدا کرنا ظریف نہ آئے گا۔ ترسی کے پیٹ میں در دیکیوں پوچھ میں نے اپنی کسی مصلحت یا ضرورت کے تحت دو یا تین بیویاں کر رکھی ہوں۔

مگر چو لوگ اپنی جا ہلانہ روشن فنکری کا منظا ہرہ کرتے ہوئے اس قانونِ اسلامی کے درمیں ہیں ان کا مقصد حقیقتاً کسی مفروضہ خرافی کو دور کرنا یا کسی طبقے یا جنس پر عذیل کا دروازہ ہکولنا نہیں بلکہ وہ تو اپنے جارحانہ جذبات اور تصریب بھرے ذہن کی لئے اسلام کے حرم میں نقاب لگانا چاہتے ہیں تاکہ اس حرم کی روایتی تقدیس اور تاریخی عظمت خاک میں مل جائے اور مسلمانوں کے سینے پر ایک ایسا کاری رخم نہیں جس کے چکر میں وہ فرستت ہی تر پا سکتیں کہ ان زیادتیوں کے خلاف موثر احتجاج جاری رکھ سکیں جن کا ناشادہ مسلسل بنائے جائے ہیں۔

احتجاج ملک بھریں ہو رہا ہے مسلمانوں کا کون قابلِ لحاظ جریدہ ہے کہ جس نے اس مسئلے پر فسرا یاد فرمکی ہو۔ مگر سرکار و البارکے کاون پر جوں تک نہیں رکھتی ایک دو گرامی قدروں نے اگرچہ اپنی ذاتی حیثیت میں نظام اطمینان دلایا ہے کہ حکومت ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتی مگر مسئلے کی اہمیت اور امت مسلمہ کے ہمسر گیر احتجاج کی کمیت و کیفیت کے مقابلے میں اس اطمینانِ ذاتی کا طبول و عرض ذرا بھی تشفی بخش نہیں ہے۔ تھوڑا جو امت اُردو اور تحفظِ جان و مال کے سلسلے میں ارباب اقتدار کی ذاتی حیثیت والی خوش نمایقین دہمیوں کا طویل تحریر کر چکی ہے وہ تو انگاروں ہی پر لوٹتی رہے گی جب تک کہ اسے کامل ممتاز اور ذمہ داری کے ساتھ بینہ باور کر دیا جائے کہ دستور سے دفعہ الہ خالج کر دی

بھی ہیں اس لئے ان ہیں کسی ترمیم کی گنجائش نہیں ہے۔ آنحضرت نے اس کی وضاحت میں فرمایا کہ الگزماً کے بدلے ہوئے حالات اور معابر کے نئے روحانیات کی اسلامی قانون میں شرطی اور وحشت کے تفاصیل ہوں تو یہ کام مسلمانوں کے سلمہ اور مستند علماء کرام اور مفتیان عظام ہی انجام دے سکتے ہیں۔ کسی بڑے سے طریقہ لیڈر اور بڑی سے بڑی مسلم حکومت کو بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ علماء اسلام سے مشورہ کئے بغیر کوئی تو پیغمبر امام کے نام پر ختمی قدم اٹھائے۔ ترمیم اور تبدیلی تو بہت دوسری کی بات ہے مولانا نے حکومت سے کہا ہے کہ وہ کوئی قدم اٹھانے سپتہ مسلمانوں کے دینی اداروں اور ان ذمہ دار علماء اور مفتیوں کی طرف رجوع کرے تاکہ مسلمانوں کے لئے اس کا کوئی اقدام ناقابل برداشت نہ ہو سکے۔ آپ نے مسلمانوں سے بھی درخواست کی ہے کہ وہ مسلم پرستی لا میں تبدیلی کے خلاف کوئی موتور قدم اٹھائیں اور دین کے ان جیسے مسائل کو باہمی اختلاف کا شکار نہ ہونے دیں۔

مولانا حضرت کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ جمیعت علماء ہند نے اس سلسلے میں جو یہم احتجاج منایا تھا اس کی پذیرائی اسلامی حلقوں میں کی گئی اور خدا سے فضل سے اختلاف میں ایک فرد کی بھی آوارنہ اٹھ کی اور اسکو وہی ہے کہ اسلامی پرستی لا جو قرآن کریم سے مانوذ ہے اس میں اختلاف کی سرے سے کوئی گنجائش ہی نہیں ہے لیکن علماء کرام کے لئے صرف یہی کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ اسلامی پرستی لا میں کوئی ادھی تبدیلی بھی قابل برداشت نہ ہو گی۔ بلکہ انہیں یہ بھی سوچنا چاہئی گہرے حکومت کی ضرور پر قائم رہی اور مسلمانوں کی گرونوں پر آئیں کی دفعہ ۲۷ مئی کی تاریخی رہی تو پھر ان پر اور ان کی دساطت سے عام مسلمانوں پر اس کا رٹ عمل کیا ہو گا؟ ۹ مئی چاہتے

ہیں۔ ناقابل برداشت کو مسلم یونیورسٹی سے کئے جانے والا سلوک بھی ہے۔ ناقابل برداشت یہاں کیا پچھہ نہیں پھر؟

ذراسوچنے تا۔ آزادی کے فرماجعہ ہی سے یہاں بہت کچھ ایسا موجود ہے جس کے بارے میں شعلہ نوا خلیلیوں اور گردن افسر از مقربوں نے یارہاڑتکے کی چوڑ کیا کہ وہ ناقابل برداشت ہے۔ مگر وہ سب کچھ نہ صرف موجود چلا آ رہا ہے بلکہ روز افزوں ہے اور عدم برداشت کا اعلان بالآخر کرنے والے بھی نہ صرف زندہ ہیں بلکہ موجودوں پر تاؤ دے رہے ہیں۔

تو کیوں نہ ہماری سرکار وال انتاریہ اطمینان رکھنے میں حق بجا نہ ہو۔ کہ ناقابل برداشت کا مطلب اس دلیل کی امانت سلمہ کی لغت میں صرف تقریریں چھاٹ نارہ گیا ہے اور اس۔ ہم اپنا کام کریں اور تم تقریریں چھاٹے جاؤ۔

اجازت ہوتو ہم مقبوضہ جمیعت علماء ہند کے ارگن روڈ ناما جمیعت سے اس سلسلے میں کچھ پیش کریں جمیعت علماء کے لیڈر رابنی داشت میں پوری بھارتی امانت مسلمہ کے واحد کائنات سے اور خصوصاً ہی۔ ذرا دیکھنے الجمیعت کے حضرت ایڈ میران سے کیا کہہ رہے ہیں۔

۱۶ جنوری کے جمیعت میں "اسلامی پرستی لا اور دارالعلوم دیوبند" کے عنوان سے فاضل مدیر نے ایک شیزادہ لکھا ہے۔ وہ پورا ہی آپ پڑھ لیں تو شاید تفہیقی باقی نہ رہے۔

"ایشیا اور ہندوستان کی مشہور اور قریم درس گاہ دارالعلوم دیوبند کے دیکٹر جناب مولانا قاری حمیط صاحب تھے اپنے ایک بیان میں مسلم پرست لا کی اسلامی حیثیت اور اس میں حکومت کی ناروا مداخلت پر اظہار خیال فرماتے ہوئے کہا ہے کہ اسلام کے تمام قویوں اور اس کی تعلیمات نہ صرف ایسا ہی اور ناقابل ترمیم ہیں بلکہ بذات خود نہایت مکمل اور متعال

تعداد کے بعد ہی صاحب ہوتا جمعیۃ علماء تبلیغ مسلم مجلس مشاکل گیر یوم ہوا  
مناچکی ہے۔ تاہم آج کی صحبت اختلافی پہلو ابھارنے کے لئے نہیں،  
 بلکہ تم محترم مدبر الجمیعت کو اس سوال کا جواب دینا چاہتے ہیں جو  
 انہوں نے اپنے شذرے میں علمائے کرام اور قائدین عظام  
 سے کیا ہے اور کوئی یہ جواب ہمارے بزرگوں کو برداشت ہو گا  
 مگر ہم کیا کریں کہ گھر سے مطالعہ اور جائزے کا پخوار بس یہی  
 جواب ہے جسے واحد قطعی اور حقیقت پسندانہ کیا جاسکتا ہے۔  
 ہمارے آج کے علماء کو بہت قریب سے دیکھتے رہا تو اوناں میں ہم  
 بھی شامل ہیں لشیر طیکہ آپ ہمیں عالم یانش میں منتمی نہ ہوں  
 عقیدتوں اور فریب خود گیوں کی آلاتشوں سے بلند ہو کر دیکھئے  
 تو آپ بہت واضح طور پر ملاحظہ کر لیں گے کہ ان کے پاس  
 اصطلاحی عبادتوں، مقدس جامزوں یوں، علمی مونوگرافیوں، صوفیات  
 نکتہ سنجوں، واعظانہ لسیزوں اور کشف و کرامات کی روایتوں  
 کا خزانہ چاہئے کتنی ہی دافعہ تداریں ہو، لیکن دین و ملت کے  
 لئے وہ تربیت وہ سور و درد وہ لگن وہ بنے میں پر دگی اور شفیقی  
 دُور دُور نہیں ہے جو مسلمان کو جمل کے ستر سے اٹھا کر کاٹنے کے  
 فرش پر لے جاتی ہے۔ جو دعاوں کے لئے اُنھیں دائے ہنہوں  
 کو تلوار کے قبضے تک پہنچاتی ہے۔ جو دل و دماغ کی تمام صفاتیوں  
 کو صرف اس نکتے پیر مرکوز کر دیتی ہے کہ آزمائشوں کی زد پر  
 آئے ہوئے دین و ملت کے بیش قیمت سرمائے کو کیونکرے اب وہ  
 اور پارہ پارہ ہونے سے بچا یا لائے۔ جو روح کو شعلہ جو الہ بنا  
 دیتی ہے۔ جس نے رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ  
 وسلم جیسے صلح جو، نرم دل اور امن پسندی پیغمبر کی پوری حیات  
 رسالت کو حرب و ضرب، تصادم، اقدام اور تباہ سے  
 بھروسہ رہا۔ علماء قوتی دے سکتے ہیں۔ جنتیں کر سکتے ہیں۔ زید و  
 تقویٰ کی باریکیاں بتا سکتے ہیں مگر یہ نہیں بتا سکتے کہ حکومت  
 وقت کو حق تلقینوں سے باز رکھنے کے لئے کیا کیا جائے۔

یہ بات نہیں کہ ان میں عقل نہیں ہے۔ عقل تو بہت ہے  
 لیکن وہ عقل جس کی پشت پر عزم، جرأت، جذبہ ایشارا اور  
 طلب صادق نہ ہو ایسی آنکھی کیمانی ہے جو پہلی سے محروم ہو۔  
 واقعہ یہ ہے کہ علماء و قادیین کی سمجھیں دنایع و مقاومت کا

ہیں کہ علمائے کرام مسلمانوں کو یہ بتائیں کہ الگ اسلامی  
 پرنسپل لا کو ترمیم کی سان پر جڑھایا گیا تو وہ مقابله اور  
 خلافت کی کیا سکل اختیار کریں گے اور مسلمانوں سے  
 کیا کام ہیں گے؟ حکومت دوسروں کی دھمکیوں میں  
 اُنکر الگ صوبہ بسا سکتی ہے اور فیڈرل بینا پر اسلام  
 کی تبلیغ جدید کا اعلان کر سکتی ہے اور جگت گورہ  
 سے ذیح جاؤ پر اپنی دی کے اسے میں اپنیں کر سکتی  
 اور خوشامد کاریکاری اور خدمات کر سکتی ہے تو وہ مسلمانوں  
 کے ذہنی معاملات میں دراندازی سے تو ہم معا  
 کرے۔ مگر گیا وجد ہے کہ حکومت مسلمانوں کے بارے  
 میں اپنے اندر کوئی لمحہ پیدا نہیں کرتی؟ علماء  
 کرام کو بتا نہچاہئے کہ اگر صورت دوسرا ہے تو  
 مسلمان کیا کریں اور وہ خود کس منصوبے پر عمل کرنا  
 کرنا چاہتے ہیں؟

جمعیۃ علماء نے جو یوم احتجاج منایا وہ ٹھیک ہی کیا۔  
 اگرچہ اس کی پلیسٹی اس نے ایسے بے لائق اور مخلصانہ  
 انداز میں نہیں کی جس کی ضرورت تھی۔ اس نے اس ہمہ گیر ملی  
 مسئلہ کو گروہ ہی سیاست کی آلات سے ملوث کئے بغیر نہ  
 چھوڑا۔ مثلاً سہارنپور کے احتجاج جلسہ میں مجلس مشاہورت  
 کے ایک عزیز لوگوں نے تائیدی تقریر کرنی چاہی تو یہ کہہ کر  
 اجازت دینے سے انکار کر دیا گیا کیہ جمعیۃ کا انتیج ہے سی غیر  
 جمعیتی کو اس پر بولنے کا اذن نہیں جا سکتا۔ اس طرز عمل سے  
 مسلمان خالصے بدل ہوتے اور اس اذ عان کو نقیبان پہنچا کر  
 پرنسپل لا کا مسئلہ مشترکہ کی مسئلہ ہے۔ علاوه ازی احتجاجی  
 جلسوں اور جمعیتی لیسٹروں کی تقاریر کی اشاعت اخبار الجمیعت  
 میں بارہا ایسے اندازوں عنوان سے کی گئی جیسے یہ احساس دلناکی  
 جمعیۃ علماء ہی کا کارنامہ رہا ہو کہ سلم پرنسپل لا پر حکومت  
 کی دست درازی قابل صداقت ہے حالانکہ جمعیۃ سے  
 باہر کے تمام ہمہ شہنشہ مسلمان بھی اسے اپنے طور پر شرکت سے  
 محروم کر رہے تھے اور یہ ہرگز ایسا مسئلہ نہ تھا کہ اسکا عرقان  
 اور احساس و ادراک عامۃ اسلامیین کو جمعیتی لیسٹروں کی

ساتھ سنا اور مظلوموں کے ساتھ اضاف کرنے کا وعدہ کیا۔ کسی جلسہ میں ایک درود ارادی مٹھوڑ کر لی گئیں مظلوموں کے لئے چندے ہوتے ہوئے اور وہ تقسیم کر دیئے گئے اور خوشی کے ساتھ یہ تہبیخی سنی کہ حکومت نے متاثر لوگوں کو مالی امدادی جیسا کہ وہ شام کے مصیبتوں کو اتنی سرکاری امدادی گئی کہ تین چار روز سے زیادہ اس سے فائدہ نہ اٹھایا جاسکا۔ سنا ہے کہ حکومت نے فریضی ۱۲-۱۲ روپے کی امداد کی۔

الجمعیت ۱۶ جنوری میں دشمن کے مصیبتوں کا حال پڑھتے، اگر کوئی اور زمانہ ہوتا تو حالات کو پڑھ کر بہت سے لوگ رورو کر اپنی بینائی ختم کر دیتے۔

بہر حال ہر فساد میں بھی ہوتا ہے۔ پھر ب کوئی دوسرا فساد پھوٹ پڑتا ہے تو پرانا چکر پھر چلنے لگتا ہے۔ وقتی جوش، وقتی ملاقیتیں، وقتی چندے، وقتی قراردادیں اور وقتی احتجاج اس کے بعد اور فساد ہوا تو پھر وہی دادیلا۔ ہمارے رہنماؤں نے نہیں سوچا کہ آسان پھٹے یا گرسے، فسادات صرف مسلمانوں کے رونکے سے ہوں گے مگر مسلمان فسادات کو کیونکروں گی؟ اس کا پروگرام رہنماؤں کو بنانا ہو گا۔ دل بیٹھتا ہے جب تم پاریمیٹ کے مسلمان مجرموں کی شکلیں دیکھتے ہیں، قورت نے ان کی ایمانی قوت ملب کر لی ہے۔ لیو نکر حرکت تک نہیں دیتے، کسی کو محنت نہیں جو یہ پوچھ کر لکھتے اور جیسید پور کے فسادات تو مشرقی پاکستان کے فسادات کا در عمل تھے، لیکن یہ جو ہمارے دن فسادات ہوتے رہتے ہیں وہ کس کا در عمل ہیں؟ پرستی یہ کہ جب ہم دلکھتی رہیں پرانگی رکھتے ہیں تو حکومت کے احیرہ میں مایوسی پھیلاتے کا الزام دیتے ہیں، خود بھلے بنتے ہیں، چاچا باکر باشیں کرتے ہیں اور اس جھلکی کا اد پر سے پورا معاد و ضرر وصول

کوئی عملی طرق نہیں آ رہا ہے۔ وہ بس اسی چکر میں ہیں کہ رہنمی احتجاج کئے جاؤ شاید حکومت کو حرم آہی جاتے نہیں آتا اور ہم میں جاؤ۔

خلاصہ یہ کہ پیر المجمعۃ یا کسی اور درمند کو علماء و قفت سے کسی عملی رہنمائی اور دفاعی سرگرمی کی توقع نہیں رکھنی چاہئے۔ فاعل مدار المجمعۃ ایک درمند اور خلوص سے بریز دل رکھتے ہیں اپنی شاید خود بھی اپنے رہنماؤں کی طرف سے مایوسی پوچھی ہے چنانچہ ۱۹ جولائی کے ایک شذرے میں وہ بڑی یاس اور کر بے ساتھ لفظ ہیں کہ:-

”نہ مسلمان ہی ہماری بالتوں پر دھیان دیتے ہیں اور نہ ہمارے کارکن اور رہنماؤں پر حدود سے تجاوز کرنا چاہتے ہیں۔“

یہ شذورہ سہار نپور کے تازہ فساد کے سلسلے میں لکھا گیا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ اس کا بھی کچھ حصہ آپ پڑھتے ہیں۔

”ہم نے واشم وغیرہ مقامات کے فسادات پر لفظ ہوئے عاجزانہ درخواست کی تھی کہ خود ہمارے رہنمائی فرض کرتے ہوئے کہ ہندوستان میں یہ طرز فسادات کا انت آساتی سے نہیں ہو گا۔ مسلمانوں کے لئے کوئی لا تکمیل مرتب کریں۔ پولیس چمظلوں کی حافظت ہے اس کا فقر و اثر فسادات میں جو کوڑا درہ ہے اس سے مسلمانوں کا بچپن بچہ واپس ہے۔ اور یہ کا بیان بھی پولیس کی زیادتیوں کیخلاف پُر زور احتجاج کرتے ہوئے دیا گیا ہے۔ ایسی صورت میں اپنے بجاوے کی تدبیر احتیار کرنا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ مگر میں سال سے ہم صرف ایک ہی

ڈگر پر جل رہے ہیں۔ فساد ہوا، لیدر اور کارکن پانچ اخبارات میں حقیقتی بیانات شائع ہوئے۔ پولیس اور ایڈمنیسٹریشن کی جانب دار انزیادتیوں کا دکھڑا روا گیا، دوچار تار اسال کر دئے گئے۔ حکام سے ملے تاں ہیں پولیس، وزیر و میں سے گفتگو ہوئی اور انہوں نے وفاد کی معروفیات کو ”تجھے“ کے

کی قیمت ایک روپیہ ۲۵ پیسے ہوگی۔ ضخامت بھی اسی مناسبت سے زائد ہوگی اور ضخامت ہی کے اعتبار سے نہیں بعض اہم مضمایں کے اعتبار سے بھی یہ پرچہ انشا اللہ قیمتی ہوگا۔ وَ إِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ۔

## مشدہ جائز

ظاہر ہے کہ اس اعلان کو اہل نظر کی زبان میں مشدہ ہی کہا جائیگا کہ مولانا مودودی کی شہر آفاق تفسیر تفہیم القرآن کی چوتھی جلد بھی مکتبہ تجھی آپ کو پیش کر سکتا ہے۔ ہماری پیش رو پی و اضخم رہے کہ بہت تھوڑے نسخے آئے ہیں لہذا فسرائشوں کی تعلیل اسی ترتیب سے کی جائے گی جس ترتیب سے وہ موصول ہوں گی۔

اس تفسیر کی پہلی تین جلدیں تو مکتبہ پہلے ہی سے آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ اب بھی طلب فرماسکتے ہیں۔

جلد اول :— بارہ روپے۔

جلد ثانی :— پندرہ روپے۔

جلد ثالث :— سترہ روپے۔

چاروں جلدیں ایک ساٹھ طلب کرنے والے اپنا ریلوے اٹیشن صور کھیں کیونکہ اتنا بڑا بندل ڈاک سے نہیں جاسکے گا۔ ویسے کسی صاحب کو دیں مستحکم میں دشواری ہو اور وہ ڈاک کے زائد مصارف کی پرواہ کریں تو چاروں جلدیں دوپیکٹوں میں ڈاک ہی طلب فرماسکتے ہیں۔

هر کتابی ضرورت کے وقت

مکتبہ تجھی۔ دیوبند (یو۔ پی)

ضرور یاد رکھیں

کرتے ہیں مگر ہم کو قومی طہیر است ہیں۔ ہم نے سہارنپور کے فساد پر کچھ نہیں لکھا جیتہ علماء کے عزیز لیڈر دہان موجود ہیں۔ جب ان کے مشاہدات سامنے آئیں گے تو مسلمان خود یکلیے گے حالات کس قدر سلیمانی ہیں۔ ہمیں کاشا بدلے کا انتظار ہے اور یہ صرف مسلمانوں کے بدلے سے پڑے گا اس کے بعد نہ احتجاج کی ضرورت نہ ہے گی اور نہ ماتم مراہی کی۔ وَ إِلَّا مَا عَالَمَ عَلَيْهِ أَهْرَةً۔

اگر موجودہ سلم رہنماؤں کے باشے میں خود ہم اس نوع کا احتجاج اور گلہ شکوہ کریں تو آسانی سے کہدا یا جائے گا کہ یہ تجمعیت علماء کا مخالف ہے۔ جماعت اسلامی کا ظیفہ خوار ہے۔ گستاخ اور دردیہ دہن ہے۔ لیکن اب یہ کچھ لمحے مدیر الجمیعتہ کیا کہہ رہے ہیں اور ”ہمارے رہنماؤں“ سے انکی کیا مراد ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بھارتی مسلمان اجڑاکشی کے ماننے والوں کے رحم و کرم پر ہے۔ ناخدا تو چچہ چھوڑ چکے۔ اب یہ ناخدا عام مسافروں کی طرح چیخ چلا تو سکتے ہیں تکشی کو مطلوبہ رُخ پر نہیں کھے سکتے۔

## اگلا شمارہ

یہ کوئی نئی بات نہیں کہ زیر لنظر شمارہ لیٹ ہوگی۔ اب سبب و علت پر داستان مراہی بے کار ہی ہو گی۔ دل کو لگے تو اس عذر کو قبول فرمائیجے کہ ہم جیسے بندگان نفس روزہ رکھ کر لکھنے پر حصہ کا کام معمول کے مطابق انجام نہیں دے سکتے۔ بھجوں یہ ہوتی کہ ہم نے پچھلے پرچ میں حکیمی کا اعلان نہیں کیا۔ ہماری ہر بھجوں اور ستی تو فراخ دل قارئین پہلے بھی معاف کرتے رہے ہیں اور انشا اللہ اس بار بھی معاف فرمائی دیں۔ ماہ اشاعت سے مطالقات پیدا کرنے کے لئے ارادہ کیا گیا ہے کہ اگلا پرچہ جو مژد عماج میں شائع ہو دہ فروری و ماچ کے دو تھینوں پر مشتمل ہو۔ اس سے موجودہ تا خیر کا پیار کردہ خلا پر پہنچاٹے گا۔

ایگذر حضرات فوٹ فرما لیں کہ اس دو ماہی پرچے

امام غزالی کا فلسفہ نہب اخلاق تو روپے  
تھے جماؤ الشنہ را دردمع عربی تین جلد و نہیں مجلہ چالیس روپے  
حیات پنج عبدالحق حیدر دہلوی چھ روپے  
عرب اور اسلام (انگریزی سے ترجمہ) آٹھ روپے  
مسلمانوں کا عروج وزوال ساٹھ پانچ روپے  
صدیق اکبر صاحب اسلام کا اقتضادی نظام ۵/-  
قرآن اور تغیریت سیرت ساٹھ پانچ روپے  
سلاطین دہلی کے نہایت رحمانات آٹھ روپے  
قصص القرآن دیکھ چار جلد و نہیں۔ غیر مجلد ۶/- (مجلد ۵/-)  
نہایت علم کا تاریخی روز نامچہ ساٹھ تین روپے  
عروج وزوال کا الہی نظام  
اخلاق اور فلسفہ اخلاق  
اسلام میں غلامی کی حقیقت  
فاروق اعظم کے سرکاری خطوط  
فہم قرآن ۵/-

## فتاویٰ عالم دیگری

بتانے کی ضرورت نہیں کہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب اُرد و ترجمے اور فوائد کی شکل میں قسط وار چھپ رہی ہے۔ فی قسط دو روپے ۵ پیسے فیس ممبری ایک روپیہ۔ ممبروں سے ڈاک خرچ نہیں لیا جاتا۔ اب تک دس طیں چھپ چکی ہیں۔ یہ سب طیں ایک ساتھ طلب فرمائیں گے تو قیمت فی قسط دو روپے لگائی جائیگی اور ڈاک خرچ بھی معاف ہو گا۔

**مکتبہ تجلی - دیوبند (یو۔ پی)**

**کتاب التوجید** محمد بن عبد الوہاب تجدی کی معرکہ الاراء بدعات و شرکت کا رد اور تقریب احادیث کے دلائیں تے ارد و ترجمے کے ساتھ عربی متن بھی موجود ہے قیمت مجلہ تین پیسے پیسے۔ ۵/-

**امام ابن ماجہ اور علم الحدیث** صحاح متہ حدیث کی بجو شریف بھی ہے۔ اسکے جامع امام ابن ماجہ بڑے پائے کے حدیث تھے۔ انہوں نے علم حدیث کی طلب میں کیا بھی مشقتوں اٹھائیں اور انکی کتاب سے متعلق کار آمد معلومات کا حال اس دو چھپ کتاب سے معلوم کیجئے۔ مجلد دس روپے ۵/-  
**بستان الحشیش** (داردو) نام معروف دینی معروف حشیش تھیں کی شخصیتوں اور کتابوں کا محققہ تعارف شاہ عبدالعزیز حدیث دہلوی کے کلم سے۔

قیمت مجلہ ساڑھے پانچ روپے ۵/-  
**عقائد اسلام** مولا ناعبد الحق حفاظی کی ایک گرانقدر کتاب پر تفہیں رکھنا مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے۔ ایک مفصلہ اور مستند کتاب۔ چار روپے ۵/-  
**مخزن الولایت** مخطوطات شاہ خام صفحی کا ارد و ترجمہ تحقیقی جو شیخ مولانا منفی حمد شفیع صاحبؒ کے مختلف مضامین کا کشکول ۱۴۷۳ دلچسپ، مفید اور ایمان افزود جمیوں۔ گوناگون معارف و لطائف۔ قیمت ساٹھ سات روپے ۵/-

**صفات الاجریں** قرآنی و نبیوی دعائیں جماعت اسلامی تحقیقت کے آئینے میں نصایب جدید (ترمیت گاہوں کے لئے) اسلامی معاشرے میں فرد کی حیثیت دین کی سر بلندی

۱۹ پیسے

۲۵ پیسے

۳۷ پیسے

۴۵ پیسے

۵۵ پیسے

مستقل عنوان

# تجھی کی طاک

کی نہیں خبروں کی ہے۔ خبروں پر تبصرہ تو ممکن ہے فتحی بحث کا محل نہیں۔

جہاں تک تمہیں معلوم ہے جماعت تبلیغی کو سماست سے سرو شکار ہی نہیں ہے لہذا اس کے کسی رکن کو اسی تبلیغ و تلقین سے پہنچنے کرنا چاہئے کہ فلاں کو ووٹ دا اور فلاں کو نردد اور جہا تک جماعت اسلامی اور مجلس مشاورت کو خطرناک اور غریہ قرار دینے کا فعلت ہے یہ تبلیغی جماعت کے مزاج و مذاق سے جڑ نہیں ہٹاتا۔ لیکن شیطان اپنے نایاں مقاصد کے حصوں میں جو کچھ بھی جادوگری دھکراتے کہم ہے۔ تمام دنیا میں بفرقہ رہائی یہی ہو رہا ہے کہ دین ملت کی حقیقی خلاص کے لئے جاری جہد کرنے والی جماعتوں کے دشمن اور کفر و زندقة کی فروغ دینے والی قوتوں کے درست بہترے دہی لوگ بننے ہوئے ہیں جنہیں علمائے دین اور اہل زہد و تقویٰ کیما جاتا ہے۔ اسی لئے پوری دنیا میں اسلام عرب و مغلوں سے اور بے دینی رئیس و غالب۔ ہم مولوی قطب الدین جلیسی لوگوں کی حالت پر سوائے سرد آہ بھرنے کے کیا کہ سکتے ہیں۔ الشرعاً ای انجین عقل سلیم دے اور جاہلیت کی خدمت گزاری سے باز آئے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

## اعمال کفر

سوال ۱:- (الیضا)

## بے عنوان

سوال ۲:- از:- ماسٹر عبدالرشد۔ ضلع چہار اشتر۔  
مولوی قطب الدین صاحب امیر تبلیغی کا غذنگر بعد ناز فرض آہستہ دعا مانگنا افضل نکتہ ہیں (بالکل خاموشی سے) علاوہ جمیعۃ العلماء اور تبلیغی جماعت کو ایک ہی کہتے ہیں۔ کاشتگریں کو ووٹ دینے کا مشورہ مسلمانوں کر دیتے ہیں۔ جماعت اسلامی اور مجلس مشاورت کو خطرناک اور ضلالت زدہ جماعتوں سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں کو ان سے دور رکھتے ہیں لوگوں کو لٹریجیرٹری سے منع کرتے ہیں۔ جماعت کے اغراض و مقاصد کتاب و سنت کے خلاف بیان کرتے ہیں دیوبندی اور بریلیہی جھگڑے کھڑے کر کے اپنی قیادت کا سکھ لوگوں پر بھانٹے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے بالے میں ہدایات سے مطلع فرمائیں۔

## جواب :-

ناز فرض کے بعد خاموشی سے دعا مانگنا ہمارے نزدیک بھی افضل ہے کیونکہ قرآن و حدیث اور آثار سے اسی کو تقویٰ ملتی ہے اور اکثر قہار اسی کے قائل ہیں۔ عقلی دلائل بھی اسی کے حق میں ہیں۔

رسنے والے اعمال و اقوال جنہیں آپنے مولوی قطب الدین صاحب کی طرف نہ سوپ کیا تو ان کی حیثیت استفادہ کی

یعنی کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کیا ہے الٰہ کی رحمت سے ناممید نہ ہوا۔“ اس آیت کو میرے بین لفظ عباد بہ صیغہ: جمع ارشاد فرمایا ہے جس کا مفرد عبد ہے اور اس مفرد لفظ عبد کی دوسرا میں جمع عبید بھی آتی ہے۔ ما یبدال لقولِ لدای و ما اناب لظلام مر للعبدیدا (سورۃ ق رکوع<sup>۲</sup>)

”نهیں بدی جاتی بات میرے تردید کے اور نہیں مظلوم کرنے والا بندوں پر۔“ اس آیت میں عبید کے معنی خلوق خدا کے ہیں اور لفظ عبد کے دو معنی ہیں اور بندہ یعنی خلوق خدا دو میں بندہ، ”ملوک، معنی غلام“ آیت قبل یا عبادی اسکو فرائخ میں معنی بنتا۔ اور غلام ملوك کے ہیں تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمان اکر یوں کہدیجیت یا عبادی یعنی لے میرے بندوں اے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ (اے ہمارے محبوب) لوگوں کو اپنا بندہ کہہ کر مخاطب کیجئے!

پس جب کہ اس آیت سے انسان کا بندہ رسول پکارا جانا صاف طور پر ثابت ہے تو بھر عبد الرسول اور عبد النبی ہماں رکھنا بھی صحیح اور جائز ہے۔ (صفحہ ۱۹۶)

اس کے برخلاف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بیارک کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سلم لکو یقولن احد کم عبدی دامتی کلکم عبدی اللہ و کل نسائم کم امام ایاع اللہ و دلکن

یقل غلامی و جاریتی و فتا فی و فتاتی۔

عربی زبان میں غلام کے لئے عبد اور امنہ بونڈی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور اسلام سے قبل عرب لوگ بونڈی اور غلام کے معنوں ہی میں استعمال کرتے تھے۔ اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منع فرمان اشارک کے چھوٹے سے چھوٹے دروازے کو بھی بند کرنا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و ارشادات کے خلاف اس آیت کی توضیح پر تبصرہ فرمائاں ہیں سنت والجماعت کی مرہنمائی فرمائی۔

ایک صاحب مسلمان کے ہاں پدر اہمیتے نام بھی مسلمانوں جیسا ہے موصوف نے طیکہ بھی لکھا۔ زمین کی پوچھ جبکی کی اور ایک موقع پر مردار بھی کھل گئے۔ موصوف عید کی نماز پر ہی اتفاق کرتے ہیں۔ آیا ایسے صاحب کو کسی دینی اور دو مدرسے میں بحثیت سرسرست رکھنا کیسا ہے؟ اور موصوف سے ربط یا خوشی اور غمی میں کس طرح کا برداشت کرنا مناسب ہے؟ موصوف اس وقت کا نگریس کی جانب سے ایک فہرست عہدوں پر ہے۔

### جواب :-

جو مسلمان قشقة لگائے اور سوائے خدا کے کسی کی بھی بوجا کرے وہ مرتد ہے۔ ہمیں علوم ہے کہ کتنے ہی کامل بیرونی مسلمان ایسے عادات و اطوار اختیار کئے ہوئے ہیں جن کا کوئی جواز مسلمان کے لئے نہیں۔ اگرچہ یہ بھی ہمیں یقین ہے کہ یہ عادات و اطوار ایکوں نے محض خوشنام، مفاد پرستی اور مطلب برآری کے لئے اختیار کئے ہیں لیکن قشقة، ”زنار“ زمین کی پوچھ خیرہ ایسے اعمال ہیں کہ خواواخیں کسی بھی نیت سے کیا جاتے ان کے کرنے والے پر حکم کفر جائید ہو گا۔ ان سے ربط و ضبط اور معاشرتی تعلقات ختم کرنے چاہتیں۔

### عبد الرسول جیسے نام غلط ہیں

سوال ۱:- اے۔ عبد الغور سکیں۔ جیدر آباد۔

سیرت العارفین حسنہ اول جس میں فخر العارفین حضرت سید شاہ محمد عبد الحیؒ کے حالات و احوال تحریر کئے گئے ہیں اس کتاب سے صرف ایک اقتباس جوں کا توں نقتل کرو رہا ہوتا یوں تو حضور حرمہ کے ایک ایک قول پر حقیقی بھی سینہ کو بی کی جائے کم ہے۔ میلا حظہ ہے ”عبد الرسول“ کے عنوان سے قرآن کے ساختہ کسی قسم کا نہ اقی کیا گیا ہے۔

”ارشاد ہوا قل یا عبادی الَّذِينَ آسَرُ قرَا عَلَيْهِ أَنفُسُهُمْ لَا تَفْتَأِلُوْا مِنْ تَرْحِمَةِ اللَّهِ (یا بھی ای)

## جواب :-

ذریعہ اس کی اطلاع باہر کرنا دینا چاہتا ہے۔  
اب اطلاع کئے لئے وہ ذکر طرح کے جملے کہ سکتا ہے  
یا تو وہ ملازم سے یوں کہے گا کہ جا کر کہد و مصروف ہوں۔ یا یوں کہے گا کہ کہد و مصروف ہیں۔

یہ دونوں ہی اسلوب کلام ہمارے ہمراں راجح ہیں اور دونوں ہی کے مقوم و مراد قطعی طور پر معلوم و معین ہیں پہلا اسلوب میں ضمیر متكلم "پس" استعمال کی تھی اور دوسرا میں ضمیر غائب "وہ" لیکن کسی بھی امر و دار کو شتمہ برداشت کرنا ہے ہیں کہ لے رہے رسول! لوگوں کو "ایسا بندہ" کہہ کر خاطب کرو بلکہ یہ فرمادے ہیں کہ لے رہے رسول! لوگوں سے کہد و ذکر اے نبہ کے وہ پہنچ جھوٹ نے گناہ کئے ہیں اللہ کی رحمت سے یا پس مرت ہو۔

یہ قاعدہ ہے کہ جو امور مسلمات میں شامل ہوتے ہیں انھیں ہر مقام پر لازماً ملاحظہ رکھا جاتا ہے خواہ عبارت میں ان کا ذکر ہو یا نہ ہو۔ مثلاً اسی آیت میں سالفہ ہیں۔ **إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْضِ** (بَلْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ) اب یہاں یہ ذکر نہیں کیا گیا بلکہ اللہ مشرک کو معاف نہیں کرتا لیکن مشرک کا ناتابی معاون ہونا چونکہ دیگر آیات سے مسلم ہو گیا ہے اسلئے یہاں مشرک کا استثناء مذکور نہ ہونے کے باوجود طبقہ ہے کہ مشرک کی معافی نہیں ہو گی۔

اسی طرح مل ماعبدی میں اگرچہ یہ ذکر نہیں کہ عبادی کی یا متكلم کا مصادقہ کو دیتے۔ اللہ یا رسول ہے لیکن چونکہ پورے قرآن میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے صراحت کے ساتھ تمام انسانوں کو اور خود حضورؐ کو اپنا بننے کہا ہے اس لئے شتمہ بر ابر شک بھی اس میں باقی نہیں رہ جاتا کہ آیت زیر بحث میں عبادی کی یا متكلم کا مصادقہ اللہ ہے ذکر حضورؐ۔

اور دو استعمال کی ایک شاخ رکھتے ہیں۔

ذریعہ میں تسلیم کا لفظ مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ یا عبادی میں یا متن متكلم کا لعلت اللہ سے ہے نہ کہ رسول ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرمائے ہیں کہ اے رسول! تم لوگوں کو "ایسا بندہ" کہہ کر خاطب کرو بلکہ یہ فرمادے ہیں کہ لے رہے رسول! لوگوں سے کہد و ذکر اے نبہ کے وہ پہنچ جھوٹ نے گناہ کئے ہیں اللہ کی رحمت سے یا پس مرت ہو۔

اسی طرح مل ماعبدی میں اگرچہ یہ ذکر نہیں کہ عبادی کی یا متكلم کا مصادقہ کو دیتے۔ اللہ یا رسول ہے لیکن چونکہ پورے قرآن میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے صراحت کے ساتھ تمام انسانوں کو اور خود حضورؐ کو اپنا بننے کہا ہے اس لئے شتمہ بر ابر شک بھی اس میں باقی نہیں رہ جاتا کہ آیت زیر بحث میں عبادی کی یا متكلم کا مصادقہ اللہ ہے ذکر حضورؐ۔

ذریعہ بکرے دروازے پر آگر آواز دیتا ہے کہ ذر اباہر تحریف لاستے۔ بکر اس وقت کسی ایسے کام میں مصروف ہے کہ باہر نہیں جا سکتا ہے اس ملازم کے

### جواب :-

اس طرح کے سوالات کا جواب مصالح کرنے کیلئے آپ علامہ ابن قاسم کی کتاب الرؤوح پڑھئے جس کا اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے اور غالباً مکتبہ تجلی سے بھی مل سکتا ہے۔

### انیس کا ایک شعر

سوال :- از:- میر مقصود علی مسائی۔ کراچی۔  
انیس مشہور مرثیہ گو کے ایک مرثیہ کے بند کا تیسرا  
شعر ہے ۵

پیوندِ صدرِ رزیں جسد و فرق ہو گیا  
طور اُمیں میں سینہ تک غرق ہو گیا  
گزارش یہ ہے کہ کیا فرق کے معنے دھنسے کے بھی  
آتے ہیں ؟

(۱) غرق سینہ تک ہوتا ہے یا بالکل ہی پانی میں ڈوب جاتے اس وقت غرق ہوتا ہے (۲) رزیں میں کس طرح غرق ہو سکتا ہے۔ آج تک تو غرق شدن کے معنی پانی میں ڈوبنے کے سنتے تھے مگر اب انیس کے اس شعر غرق کے معنی کچھ اور ہی سمجھ میں آئے۔ لکھنؤ کے ایک شاعر جب اس کے معنی پوچھے تو انہوں نے فرمایا کہ انیس نے جو کچھ کہا ہے جس طرح بھی کہا ہے وہ نہ غلط ہے نہ غلط ہو سکتا ہے اور نہ کبھی غلط ہونے کا امکان ہو گا۔ جناب محترم کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے ؟

### جواب :-

یہ تو خوش عقیدگی کی بات ہے کہ انیس نے جو کچھ کہا اس میں علمی ہو ہی نہیں تھکتی۔ تاہم یہ ایک طے شدہ امر ہے کہ انیس اپنے مرثیہ کو تھے۔ لفظ "غرق" کے بارے میں پہ کی تشویش دچھپ ضرور ہے مگر بر محمل نہیں۔ اس کے معنے بے شک ڈوبنے ہی کے آتے ہیں لیکن شاعری میں لغوی معنوں کا التزام ضروری نہیں ہوتا۔ ضرورت شعری کے

لے میرے بندو۔ یا پھر یوں کہیں گے کہ اے اللہ کے بندها! چنانچہ پورا ذخیرہ حدیث شاہد ہے کہ حضور نے کبھی بھی کسی کو اپنا بندہ تھا کہ مخاطب نہیں کیا۔

ہم سمجھتے ہیں میں آتی واضح بات ہے کہ غفل سیم رکھنے والے اس کی وضاحت پر کاغذ اور سیاہی خروج کرنے کا اسراف میں شامل فرمائیں گے۔ لیکن آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ جن لوگوں کے دل و دماغ کو مبدأ الغة آرائی کے شوق نے طیڑھا کر دیا ہے وہ اس واضح ترین اور مکبرہ بھی بات کو بھی الٹ پلٹ کر اپنے غلط دعووں اور غلوت آمیز خیالات کی تائید میں استعمال کرتے ہیں۔

عوام، بخارے فخر العارقین اور زبردة الکاملین جلیس القاف و آداب دیکھ کر دھوکا کھا جاتے ہیں اور پوری محضیت کے ساتھ ان کی عقیدت تاریخ رسول مشرک اور تو ہم پرستی سے جا ملتی ہے۔

خلاف صدیہ ہے کہ عبدالالمول اور عبد النبی جیسے ناموں کا ہرگز کوئی جواز نہیں۔

### مرنے کے بعد کے احوال

سوال :- از:- قاضی محمد راشد۔ سلطانپور۔

(۱) جیسا ثابت ہے کہ مرنے کے بعد دعیں عالم بزرخ میں پہنچادی جاتی ہیں۔ تو کیا مرنے کے بعد جب مردہ قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے جزا اوسی دن سے متروع ہو جاتا ہے یا قیامت کے دن کے لئے وہ کچھ حضور اگیا ہے ؟

(۲) کیا مردے ہم لوگوں کی باتوں کو شن سکتے ہیں یا ہم اگر نہیں تو اپنے قبور کو سلام لیوں پڑھتے ہیں ؟

(۳) جیسا کہ مشہور ہے کہ ڈراؤنی شکلوں میں طرح طرح کی شکلیں لوگوں کو اکثر دکھائی پڑتی ہے اس کی کیا امہلیت ہے ؟

(۴) روحوں کو ادھر ادھر پھرنے کے لئے کوئی آزادی دی جائی یا نہیں ؟

(۵) مزاروں پر روحوں کا کوئی اثر رہتا ہے یا نہیں ؟

کارشتر قائم ہو گیا۔ اب ان کے درمیان مناکحت کا کوئی جواز نہیں۔

رہے خالد کے دوسرا بھائی تو ان میں سے بھی کسی سے سلمہ کا نکاح جائز نہیں۔ کیونکہ وہ سلمہ سے رضا عی بھائی بن چکے ہیں۔ خالد کی والدہ عائشہ سلمہ کی خالہ تھیں لیکن جب سلمہ نے صدیقہ کا دودھ پیا تو یہی خالہ سلمہ کی بہن بن گئیں اور عائشہ کے تمام لڑکے سلمہ کے بھیجے قرار پاتے۔ خالہ بھائی کے مابین مناکحت حلال نہیں۔ اس لئے اب سلمہ کو عائشہ کے کسی بھی لڑکے سے نہیں بیا بنا جاسکتا۔

(۲) یہ دوسرے سوال جعلکت ہے۔ اسے بھی نام ہی فرض کر کے بھاجا جاسکتا ہے۔

متذکرہ پڑوسی کا نام عمران۔ اس کی والدہ ریحانہ ریحانہ کا بھتیجہ زادہ۔ اب زادہ نے ریحانہ کا دودھ پر رکھا ہے لہذا یہ تو طے ہوا کہ زادہ سے ریحانہ کی کسی بھی فڑکی یا فرمائی کا نکاح نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ سبب اڑکیاں سنکی رضا عی بھیں اور ان کی لڑکیاں اس کی بھائیخان بن چکیں ہیں لیکن سوال ہیں زادہ کے نہیں بلکہ عمران کے نکاح کا معاملہ درپیش ہے اور عمران کے ساتھ اگرچہ زادہ کا تعلق دوڑہ شریک بھائی کا ہو چکا ہے لیکن زادہ کی بہنوں سے یہ تعلق قائم نہیں ہوا کیونکہ ان بہنوں نے عمران کی والدہ کا دودھ نہیں پیا ہے لہذا ان میں سے ہر ایک عمران کے ساتھ بیا بھی جاسکتی ہے۔

عمران کے والدے کفارہ کیا اور کیسا ادا کیا۔ یہ سمجھیں نہیں آیا۔ شہری اعقار سے اس باب میں کسی قسم کے کفارے کا کوئی دخل نہیں۔ اگر قواعد شرعاً یہ رضاعت دوڑہ کی مشرکت ثابت ہو رہی ہو تو پھر کوئی کفارہ اسے زائل نہیں کر سکتا اور اگر ثابت نہ ہو رہی ہو تو کفارے کا سوال ہی نہیں اٹھتا۔

بنیکنگ سسٹم

سوال ۳:- از۔ الیاس ہدایت۔ کراجی۔

تحت بقیری رعایتیں شراء کو ظی ہوئی ہیں پھر یہ رعایت کیوں نہ ملے کہ جب قافیہ تنگ ہو تو وہ کسی لفظ کا بطور مجاز و کنایہ استعمال کر لیں!

سید صہی سی بات ہے کہ اتنیں کو ”فرق“ کا قافیہ نہیں مل رہا تھا جو اغراق نظم کر دیا۔ اگر اس سے شعر کا فروم مغلق یا ہم ہو جاتا تب یقیناً اسے عیوب کے خانے میں رکھتے ہیں ایس نہیں ہو تو الفعری معنی کی بحث فضول ہے۔

### دووڑہ کا رشتہ

سوال ۴:- از۔ محمد عبدالحکیم۔ ضلع جیدر آباد۔

میرے امک دوست کو ان کی نائی صاحبہ نے اپنادوڑہ پلایا تھا اور اس طرح ان کی خالہ زاد بہن کو بھی پلایا تھا۔ لہذا ان دونوں میں دوڑہ شریک بھائی بہن کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔ اب ان کے والدین آپس میں رشتہ قائم کرنا چاہتے ہیں تو کیا دوست کی یا ان کے بھائی کی شادی اس لڑکی پاں کی بہن سے ہو سکتی ہے؟ کیا الیسی شادی اسلام میں جائز ہے؟ مزید یہ کہ ہمارے پڑوسی کی والدہ نے اپنے بھتیج کو دوڑہ پلایا۔ مگر اب ان کے والدے کو کچھ کفارہ وغیرہ ادا کر کے اس لڑکے کی بہن سے پڑوسی کی شادی کر دی ہے، ایسا اس طرح کی شادی اسلام میں جائز ہے؟

### جواب :-

ایسے سوالوں میں نام ضرور دفع کرنے چاہیں خواہ دوڑہ فرضی ہوں۔ ہم نام فرض کر کے جواب دیتے ہیں تاکہ مسئلہ منقطع ہو جائے۔

آپ کے ایک ہی سوال میں دو سوال ہیں۔ علی الترتیب جواب سنئے:-

(۱) دوست کا نام خالد۔ خالہ زاد بہن کا نام سلمہ۔ نائی کا نام صدیقہ۔ خالد کی ماں کا نام عائشہ۔

خالد اور سلمہ دونوں نے اپنی عمر رضاعت میں (یعنی دوڑہ پینے کی عمر میں) صدیقہ کا دودھ پیا ہے اور ان میں رضاعت

کیا بڑی برائی سے بچنے کے لئے چھوٹی بُرائی کے اختیار کر لینے والا مسئلہ اس زمرے میں نہیں آئے گا بلکہ بینگ

نظام کو بُردار کھا جائے؟

### حوالے:-

سب سے پہلی بات تو اس سلسلہ میں قابل توجہ یہ ہے کہ سودی نظام کا عام رواج اور سلطنت مسلمانوں کے ذمہنوں سے اس تصور کو محو کرتا جا رہا ہے کہ سود اسلام کی نظر میں کس درجے کی برائی ہے۔ مثلاً آپ ہی نے سوال کے اختتام پر اس بُرائی کو چند مفروضہ پر نشانیوں اور نصائحوں کے مقابلے میں چھوٹی بُرائی قرار دیا۔ حالانکہ اگر کسی مسلمان کو عذاب اللہ پیشوورہ دیا جائے کہ آپ قبل کے فلاں فلاں خطرات سے بچنے کے لئے اپنی ماں سے زنا کر ڈالیے تو وہ آپ کا منحہ نوچ لے گا اور قیامت تک یہ نہیں مانے گا کہ مستقبل کے کسی بھی بُد سے بدتر نصائح کے مقابلے میں ”ماں سے زنا“ چھوٹی بُرائی فتنار پاسکتا ہے!

آپ کیا یہ بھی ہم دہرا تین کو سلم شریف کی صحیح روایت کے اعتبار سے سود اتحاد بُرائی بُرائی ہے کہ ماں سے زنا کرنے کا ذیل تین فعل بھی اس کے مقابلے میں ہلکا ہے!

دوسری بات لائق غور یہ ہے کہ مر و جہ بینگ سُم کو بغیر سودی سُسٹم میں بد نہ کے خرارات و عوائق پر اعتراض کی یو چھار یہ فرض کر کے کی جاتی ہے کہ بغیر سودی سُسٹم کے علمبرداریوں دفعتاً — دن کے دن یہ انقلاب لے آجائتے ہیں۔ حالانکہ اسی ہم بات کبھی کسی اسلامی مفتکر نہیں ہے۔ ہر بُرائی کو حکیمانہ تدریج کے ساتھ مٹانا تو متروع دن ہے۔ اسلام کا طریقہ کار رہا ہے اور بھلان ان برائیوں کے استیصال میں تدریج کے بغیر کیسے کام چل سکتا ہے جنکی پشت پر باطل کی زبردست قوت موجود ہے۔

آپ نے جتنے بھی اعتراضات اٹھاتے ہیں وہ اگر چہ بھی ہیں اور ان میں سے بعض تو جھن تو ہبات کا درجہ رکھتے ہیں،

آپ نے شارہ مئی اور اسی طرح گذشتہ کئی ایک اشاعتوں میں وقتاً تو قتابہ بینگ کی مازمت کو اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے اس بارے میں میراد ماغ ایک مقتض محسوس کرتا ہے جو اپنے کم سے کم الفاظ میں بیان کر کے آپ سے امکی وضاحت کا خواہاں ہوں۔

فرض کریں کہ پاکستان میں اسلامی آئین نافذ ہو جاتا ہے اور ہم بینگ نظام کو سود سے بالکل پاک کر لیتے ہیں، تو اس سے یہ ہو گا کہ ہم دنیا کے بینظاری نظام سے الگ ہو جائیں گے اور پھر کار و بار کی رفتار بھی مشتمل ٹر جائے گی۔ یہ اس طرح کہ مال بھیج کر اپنے گاہ کے ایں بھی گھوٹک بینگ سے قبل از وقت رقم بطور قرض لے لیتے ہیں۔ اور اسی طرح مال برآمد کرتے وقت بھی کاغذات بینگ میں دے کر اداوار روپیہ بینگ سے لے لیا جاتا ہے اور بھر مال فروخت کرنے کے بعد بینگ کی تمام رقم بعد سود و اپس جمع کردادی جاتی ہے۔ اس طرح ہم ٹھوڑے روپے سے زیادہ کا بزرگ نس کر سکتے ہیں۔ چلیئے ہم ایسا بھی کریں کہ جس قدر روپیہ میسر ہے اسی سے کار و بار کریں تو جب ہم اپنے ملک کے بینکوں سے سود ختم کر دیں گے تو ہمارا دوسرا ہمالک کے تمام بینکوں سے مقاطعہ ہو جائے گا جس پر ہمارے ملک کا مال نہ باہر جاسکے گا اور نہ باہر کا مال ملک میں آسکے گا۔ اس کی وجہ یہ ہو گی کہ دوسرا ہمالک کے لوگ تو سود پر مال کے لین دین کا کام کرتے ہوں گے اور ہمارے ملک کے بینک ایسا کرنے سے انکار کر دیں گے۔ اس سے ہم جن اشیاء میں خود کھل نہیں اُن کو حاصل کرنے سے محروم رہیں گے۔ اور جس مال کو مکشرت پیدا کرتے ہیں اُس کو باہر نہ بھج سکیں گے اور اس طرح ہمیں صرف اپنے ہی وسائل پر زندہ رہنا ہو گا جو ناممکن ہے۔ فرض کریں کہ تم غلے میں خود کھل نہیں ہیں تو پھر ہمارے ملک کے لاکھوں افراد سودی لین دین کے بجا وہ کہ بدیے میں بھوکے مر جائیں گے کیونکہ ہم بغیر ہمالک سے خلدھاں نہیں کر سکتے۔ اور اس طرح ہم ایک چھوٹی ٹینکی کو حاصل کرنے کے بدیے میں ایک بڑی ہلاکت کو اپنے لئے اختیار کر لیں گے

اس عظیم حکایت بند سے نکلنا آسان نہیں ہے۔ مجنہا سو  
معاشرے کے رگ و پی میں کیسین بن کر جاگزیں ہو چکے  
ہیں ان پر ہم اور آپ حضن نظری بحثوں سے کوئی اخیر نہیں  
ڈال سکتے۔ فتوے کی حد تک اخبار خیال ہم ضرور کرتے  
رہیں گے لیکن موجودہ بینک سسٹم کے مقابلہ میں کسی غیر سودی  
نظام کا تفصیلی خلاصہ نہیں کرنا اور تصویرہ دشوار یوں کا حل سائنس  
لانا اسی وقت مفید ہو سکتا ہے جب کسی بھی سلطان ملک کے  
ارباب اختیار اس کا رادہ نہیں کر لفڑی باطل کی رو میں  
بینہ کے عوض انھیں نظامِ اسلامی کو رو بہ کار لانا ہے۔ جن  
دل ایسا ارادہ۔ صدق دل سے کسی سلطان ملک کے حاکموں  
نے کر لیا انشاء اللہ عملاء حق انھیں مغلی طور پر بتا اور سمجھا  
سیکیں گے کہ سودی لیں دین سے بچ کر اقتداء و عیشت کا نظام  
کیونکر چلایا جا سکتا ہے۔ لیکن جب تک ارادہ ہی نہ ہو۔  
بلکہ ارادہ کیا ہعنی۔ سود کی حرمت تک کا تصویر نہیں  
سے خارج ہو چکا ہوا زندگی کی پوری گاڑی۔ اپنے  
 تمام شعبیوں اور گوشوں کے ساتھ۔ باطل انتکار و نظریات  
کی لائی پر دوڑی چلی جا رہی ہو تو ہمارا اور آپ کا ایسا  
بحثوں میں وقت برباد کرنا اس کے سوا کیا معنی رکھے گا کہ  
سوت نہ کیاں جلا ہے سے لفڑم لھا۔

### نئے انداز کے نام

سوال:۔ از۔ محمد عظیم مسلم۔

عموایغیر شادی شدہ لڑکیاں اپنے نام کے ساتھ اپنے  
والد کا نام لکھتی ہیں اور شادی ہونے کے بعد اپنے شوہر کا  
نام۔ جیسا کہ اگر لڑکی کا نام مجھ سے سکم ہے اور شوہر کا نام کیا پاپ  
کا نام سیم الدین ہے تو ”بھر سیم“ وغیرہ۔ آج کل یہیں  
بہت عام ہوتا جا رہا ہے۔ یہ کہاں تک پہنچ ہے؟

جواب:-

اس رواج میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔ اس پر  
”بدعت“ کا اطلاق بھی نہیں ہو گا کیونکہ بدعت ان نے

لیکن ان پر بحث اس نے فضول ہو چکی کہ آپ کے ملک  
(پاکستان) کے ارباب اقدار جب سود کی واجبی قباحت  
کا احساس اور غیر سودی نظام کی داعی میں ڈالنے کا رادہ  
ہی نہیں رکھتے تو حضن ناظرے سے کیا جاہلی ہو گا۔ یہ فقط  
ایک نظری مسئلہ نہیں ہے علمی مسئلہ بھی ہے۔ علمی مسائل  
میں کوئی پیش رفت اسی وقت موسکتی ہے جب ارباب  
اختیار ملک پر آمادہ بھی ہوں۔ مگر پاکستانی ارباب اختیار  
تو نظری اور عملی دونوں اعتبار سے غربی انداز فکر، غربی فلسفی  
اور مغربی نظریات و افکار سے اس درجہ مرحوب و مغلوب  
ہو چکے ہیں کہ طلاق و نکاح جیسے مسائل تک میں وہ علماء  
اسلام کی شستے کو تباہ نہیں۔ پھر بھروسہ بینک سسٹم کے سلسلے  
میں وہ کیا سینیں تھے جو کہ ان کے نزدیک ایسا معاشری معہد  
ہے جسے چھوٹے اور چھپتے تک کا اختیار علماء کو نہیں ہے۔

دنیا کی پوری تاریخ دیکھ لی جاتے۔ ایسا کبھی نہیں  
ہوا ہے کہ دنیا کا کوئی ملک اس طرح قرض میں جکڑا گیا  
ہو جس طرح آج کی دنیا کے متعدد حمالک جاگرے گئے ہیں یہند  
اور پاک کو حضن سودی اپنے قرضوں کا ارباب روپیہ ادا  
کرتا ہے اور مزید سودی قرضوں کی ہر دم احتیاج ہے۔  
صورت یہ بن گئی ہے کہ مزید سودی قرضے نہ لیے جائیں تو  
چھپلے قرضوں کا سودہ تک ادا نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سلسہ آئے  
کے لئے رلف درزلف بن گیا ہے اور کوئی صورت نظر  
نہیں آتی کہ کب کس حد پر یہ رک سکے گا۔ اصطلاح میں  
مشقی ترقی، ثقا فتحی فروع اور میعاد زندگی وغیرہ کی  
آپ ختنی چاہیں استعمال کر لیں حقیقت اس کے سوا کچھ  
نہیں ہے کہ ان اصطلاحوں کا چارہ ڈال کر امریکیہ جیسے  
جہا جنوں نے دنیا کے پہتیرے ملکوں کا باال باال وسیع میں  
باندھ دیا ہے اور ان قرضوں کے ہولناک سودہ“ معیشت  
ضنك“ کی وتر آئی اصطلاح کو اس طرح ابھارا ہے کہ  
بعیرت اور احساس رکھنے والا کوئی بھی انسان انکار رہ  
تر دید کی ہمت نہیں کر سکتا۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متنین در بارہ ذی الحجه کے کم سماں مگل بہار کا نکاح شرعی ۳۱ ۴۷ کیا جائے۔ اس رواج سے ایسا کوئی تصویر و استہانہ نہیں ہے لہذا اس کا شمول اُمور جائزہ میں ہو گا۔ یہ الگ بات ہے کہ فیش کی طرف ذہن کا غیر معمولی روحانی بجائے خود ایک پیگاڑہ ہے جس کی اصلاح ہوتی چاہیے۔

نکاح حسیریش کے عرصہ قریباً دو سال بعد خانہ آبادی۔ خصیٰ تاریخ سے چھ ماہ چھ دن بعد ایک لڑکا تولد ہوا۔ اب اس کو اہل خانہ دلدار ناگردانی ہے اور دسری شادی پہلی بیوی کی رضا مندی بغیر نہیں ہو سکتی اس کو گھر سے نکال دیا ہے لٹکا بھی والدین کے گھر قولد ہوا۔ نوٹس طلاق جاری ہو کر یہ وجہ خاوند نے ظاہر کی ہے لٹکا حمل حرام ہے۔ اب بیٹھلہ مل طلب ہے کہ واقعی یہ لڑکاولد الزنا کی تعریف میں ہے ہے۔

### جواب :-

اگر حورت زنا کا اقتدار نہیں کرتی تو یہ لڑکا ہرگز ولدار نہیں ادا جائے جائے کیونکہ استقرار حمل کے چھ ماہ بعد ولادت ہو جانا ممکنات میں سے نہیں ہے بلکہ ہر دو میں اسکا وقوع ہوتا رہا ہے۔

حد طلاق توجیں وجہ سے چاہئے ہے ملتا ہے لیکن یہ باد شہی کہ اگر حورت اقتدار زنا بھی کرے اور لڑکا واعظہ ولدار نا مان لیا جائے تب بھی اس کی نیفاد پر طلاق دینے سے جرساقط نہیں ہو گا۔

دوسری شادی پہلی بیوی کی رضا مندی کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ یہ قانون آپ کے یہاں خلاف شرع بنایا گیا ہے شریعت میں دسری شادی کے لئے ایسی کوئی پابندی نہیں۔ اب اگر قانون ہی خلاف شرع ہو تو مفتی کی اعلان کر سکتا ہے۔

### تماش کھیلنے کا حکم

سوال :- از:- تم الدین احمد الصاری۔

- (۱) تماش کا کھیل ازوئے حدیث و قرآن کیسا ہے؟
- (۲) ایک عالم دین کی راستے میں ایسی مجلسوں میں جماں غب بازی اور خرافات کے قسم کی گفتگو ہوتی ہے تماش کا کھیل

فعال و اعمال کو کہتے ہیں جنہیں ذریعہ تواب سمجھ کر اختیار کیا جائے۔ اس رواج سے ایسا کوئی تصویر و استہانہ نہیں ہے لہذا اس کا شمول اُمور جائزہ میں ہو گا۔ یہ الگ بات ہے کہ فیش کی طرف ذہن کا غیر معمولی روحانی بجائے خود ایک پیگاڑہ ہے جس کی اصلاح ہوتی چاہیے۔

### گناہ کی بخشش

سوال :- از:- ..... بمعنی۔

میری ایک سہیلی شادی شدہ ہے۔ شادی ہو کے بھی کافی عرصہ ہو گیا ہے۔ مگر اس سے کچھ محصوری کی بناء پر ایک ایسا گناہ سرزد ہو گیا ہے جس کو ..... کہتے ہیں۔ اس کی وجہ سے بہت پریشان رہتی ہے اور یہ راز میں جانتی ہیں مجھ سے اس کی پریشانی دیکھی نہیں جاتی۔

بھائی جان اگر ہو سکے تو اس سوال کا جواب بھلی رسائے میں ایسا دیجئے کہ اس گناہ کی تلافی ہو سکتی ہے یا نہیں اور خدا کے پاس اس کی بخشش ہے یا نہیں؟ آپ کی طریقہ ہر ہزار بھی گیونکہ بخاری نے جان بوجھ کر ایسا گناہ نہیں کیا تھا بلکہ کچھ محصوری کی بناء پر اس سے ایسی غلطی ہو گئی ہے۔

### جواب :-

سوال ستر ک وکھر کے اللہ تعالیٰ ہر گناہ معاف فرمادیتے ہیں بشرطیکہ گناہ کا رپنچہ دل سے توہیر کرے۔ اور پنچہ دل سے توہیر اسے کہتے ہیں کہ اپنے فعل پر تہیر دل سے نادم ہو، خدا کے حضور معافی مانگے اور آئندہ اس گناہ کے پاس بھی نہ پھیلے۔ آپ کی سہیلی کو آئندہ ہر گناہ سے بچتے رہنچا ہیتے اور کچھ گناہ ہوں کے لئے خدا سے معافی طلب کرنی چاہتے۔ وہ بڑا روف و رحیم ہے امید ہے کہ انشاء اللہ معافی مل جاتے گی۔

### چھ ماہ بعد ولادت کا سلسلہ

سوال :- از:- محمد ایاس قریشی۔ ہزادہ (پاکستان)

مولانا احتشام الحنفی صاحب تھا تو می نے اس کے پڑھانے سے انکار کر دیا۔ دور این وعظ اخنوں نے کہا کہ نماز جنازہ غائبانہ اسلام میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ کیونکہ حاضر کی نماز جنازہ ہے غائب کی نماز کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نیز یہ بھی کہا کہ احباب کے یہاں یہ نماز نہیں ہے۔ اخنوں نے دعائے مغفرت اور فاتحہ خوانی کی اجازت بتائی ہے۔

جہاں تک میرے مطالعہ حدیث کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے تعالیٰ سے نماز جنازہ غائبانہ ثابت ہے۔ آپ نے اسے پڑھائی مگر خدا جانے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کیوں ناجائز قرار دیا۔ فاتحہ خوانی اور قرآن خوانی کا جواز اسلام میں کیا ہے۔ اگر دیوبندی علماء اس میں بنتا ہیں۔ کیا فاتحہ خوانی اور اجتماعی قرآن خوانی پر اعت نہیں ہے؟ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کم دلائل کی بتا۔ پیر نماز جنازہ غائبانہ کو ناجائز قرار دیا۔ اگر ہم ان کی اندھی تقیلی میں اس کو ادانت کریں تو کیا ہم شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے آئے امام ابوحنیفہؓ کے قول کو ترجیح نہیں دے رہے ہیں۔ ”تقیلی“ کا مطلب ہمیں نظر میں بہر گز ہرگز نہیں ہوتا کہ جو ہمارے امام اعظم نے کہدیا وہ حرف آخر ہے اس کی ہم پیر دی کریں اور شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن احادیث کو محض اس بتا۔ پروردگر دین کہ ہمارے امام نے اسے ناجائز کہا ہے اس لئے ہم یہ کام نہیں کرتے۔ معاذ اللہ۔ ایسی تقیلی تو بالا کت کا باعث ہو گی۔

میں نے پرسلاہ آپ سے دریافت کرنے کی اس لئے جبارت کی کہ تجھی حق و صدقۃ قلت کے نئے مشعل راہ ہے اور آپ ان اندھے مقلدوں کی طرح نہیں ہیں جو انہوں نے قید میں بخوار ہیں۔

میں سپاس گز اور ہوں گا اگر آپ سے مسئلہ کی حقیقت کو واضح کریں اور نماز جنازہ غائبانہ پر تفصیل سے قرآن حدیث سے روشنی ڈالیں۔

ایس حدیث کی کھیل جا سکتا ہے جس میں قمار کا شاہ بہر نہ ہو محض تفریح پیش نظر ہو۔ تو اس مجلس اور گفتگو سے تاش کا یہ کھیل بہر حال بہتر ہے۔

(۳) نہ ہبی طبقہ جو اس کھیل کو یا تاش سمجھتے کوہا تھیں میں لینا قطعاً ناجائز اور اس کے مورد کو ہبی قسماً اور دیا کرتے ہیں وہ بڑی حد تک خلوکرتے ہیں۔

(۴) اسی قسم کے اور کھیل جو قمار کی حد میں نہ جائیں محض تفریح کے بیش نظر کھیلے جائیں اپنے اندر وہ قیاحت نہیں رکھتے جو نہ ہبی طبقہ سمجھتے ہیں۔ امید ہے اس سلسلے پر پوری تفصیل سے روشنی ڈالیں گے اور ماجرز کو جسون و مشکور فرمادیں گے۔

## جواب ۱۱ :-

اسلام میں تصویر کشی حرما ہے اور تاش کے تپوں میں تصویریں ہوتی ہیں اس لئے ایک وجہ حرمت کی تو یہی کافی ہے۔ دوسرے اس میں اس درجہ انہاک ہوتا ہے کہ نماز میں تک غائب یا موخر ہو جاتی ہیں۔ تیسرا یہ عادۃ آللہ قمار ہے۔ یعنی اس پر جو اکھینا مارے عالم میں اسی کے لئے شدہ ہے۔ لہذا ان وجہ سے اس کی حرمت فقہا مرکے یہاں

لیکن آپ یا کوئی بھی مسلمان اگر کچھلے تمام فقہا مرکی را بیوں اور فیصلوں کے مقابلے میں آج کل کے کسی اپنے دوستی اور آزادی خال عالم دین کے پیچے چلنے کو عقل مندی تصور کرتا ہے تو اسے اختیار ہے کہ جو چاہے کرے۔

## غائبانہ نماز جنازہ

### سوال ۱۲ :- از - ناصر حیدری - کراچی -

نماز جنازہ غائبانہ کی اسلام میں کیا حقیقت ہے؟ گذشتہ دونوں قابوہ کے طیارے کے حادثے میں یہاں شہیدا اور قابوہ کے لئے بہت سی مساجد میں نماز جنازہ غائبانہ ادا کی گئی مگر یہاں کی جامع مسجد حیکپ لائن کے امام

## جواب :-

آنے سوان میں جو لب وہ جو اختیار کیا ہے وہ مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ جب آپ مسئلہ کی حقیقت سے بے خبر تھے اور اس کا سلسلہ ہم سے سوال کی زحمت اٹھائی تھی تو سوال سوال ہی کے انداز میں کرنا چاہیے تھا۔ مگر آپ کا انداز فیصلہ کا ہے۔ گویا مسلم حنفی کے دلائل سے بغیر سی آپ نے خیال قائم کریا کہ غائبانہ نماز جنازہ سے متعلق حنفی مسلم جامد اور کور انہ تقليد کا مسئلہ ہے جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل کے مقابلے میں قول ابی حنیفہ کو ترجیح دی گئی ہے۔ دفعہ باطل من ذلک۔

ہم اعتراف ہے کہ احناف میں تقليد جامد کی روشن بھی بہت کچھ حل رہی ہے مگر اس کا تعلق جملہ سے ہے یا پھر مومنی عقتل والے علماء سے عقل سليم رکھنے والے حنفی علماء نہ ہمچلے اندر ہمقدار تھے نہ اب ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ناقص علم و فهم رکھنے والے لوگ مسئلہ کی تہذیب نہ پہنچ سکیں اور اپنی نارسانی کے عہد احتجاج کرنے لیکن کہ فلاں مسئلے میں احناف قول رسول پر قول ابی حنیفہ کو ترجیح دے رہے ہیں۔

اس تہذیب کے بعد وض ہے کہ غائبانہ صلوٰۃ جنائز صرف احناف ہی کے نزدیک غیر درست نہیں بلکہ مالکیہ بھی یہی رائے رکھتے ہیں اور اس رائے کے پیچے توی دلائل ہیں۔ آنحضرت نے جو سخن طالعہ حدیث کی روشنی میں یہ فرمایا کہ غائبانہ نماز جنازہ حنفی کے تعامل سے ثابت ہے تو ہم بلا تکلف اپنے اس جملہ کا اعتراف کرتے ہیں کہ یہی تو موجود ذخیرہ حدیث میں کہیں بھی یہ تعامل نہیں ملا۔ صرف ایک واقعہ ملتا ہے کہ حبشه کے بادشاہ نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ حنفی کے پڑھی ہے۔ اس کے ملاواہ اگر کوئی دو قعہ یا قولِ رسول موجود ہو تو ہمیں ضرور بخوار سے باخبر کیا جائے۔

اس ایک واقعہ کے بالے میں احناف اور مالکیہ

کا ہنا یہ ہے کہ یہ ایک مخصوص اور استثنائی واقعہ تھا۔ میں کی پیروی امت کے لئے درست نہیں ہیں ملن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت خاص سے بجاشی کا جنازہ حنفی کے سامنے کر دیا ہے۔ اس امکان کو تقویت دینے والی ایک حدیث بھی صحیح ابن جہان میں ملتی ہے جسے امام زین العابدین فہب المراری میں لفظ کیا ہے۔ عمر بن حمینؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے نسرا یا کہ تمھارے بجاہی بجاشی انتقال کرئے ہیں اپنے ان پر نماز پڑھو۔ صحابہؓ نے صفت بندی کر لی اور حنفی گز نماز پڑھا۔ صحابہؓ کو ایسا محسوس ہوا جسے بجاشی کا جنازہ حنفی کے سامنے ہو۔

کسی بھی صحیح التعمید مسلمان کو یہ کہنے کی جرأت نہیں ہو سکتی کہ اس طرح کا خرق عادة (محظوظ) واقعہ پیش ہوا نہ حنفی کے معاملے میں ناممکن تھا۔

تاہم کوئی شخص اگر اس تو چھرہ پر ملتنے نہ ہو تو یہ سوال بہر حال پر اپنے تاسیس کے بجاشی کی صلوٰۃ جنازہ اگر خصوصی ہیز نہیں تھی تو کیا وجہ ہے کہ کسی اور کے لئے حنفی نے غائبانہ صلوٰۃ جنازہ بھی نہیں پڑھی حالانکہ سب سے ابھر اپنا موقع اس نماز کا وہ تھا جب بیرونی پر ۶۹ وہ صحابہؓ پر ہیڈ کر دیتے گئے جیسی قرار صحابہؓ کے انتسابی نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس واقعے کی تفصیل کسی کتاب پر میں ملاحظہ فریابیجھے۔ اس کا تاریخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنا شدید ہوا تھا کہ ایک ماہ بک آپ نے نماز فجر میں بعد رکوع قنوت نماز لہ پڑھی اور قاتلوں پر لعنت بھی اور بذریعا نشر میں۔ لیکن غائبانہ نماز جنازہ کسی بھی شہید صحابی کی نہیں پڑھی۔ حالانکہ جیسا نام سے ظاہر ہے ان شہداء میں تھا سیت سنت خوب صلحاء تھے۔ اب اگر غائبانہ نماز جنازہ کی کوئی تشریعی حیثیت ہوتی تو کوئی وجہ نہ تھی کہ اس اہم ترین موقع پر اس کی عملی شودنہ ہوتی۔ پھر خلفاء راشدین کے دور میں غائبانہ صلوٰۃ جنازہ کے واقعات ناپید ہیں حالانکہ اگر شاہ عبدالعزیز کی صلوٰۃ جنازہ سے امت کے لئے تھی جنت

پکڑنا درست ہوتا تو کیسے ممکن تھا کہ علما میں راشدینِ جنت نہ پڑھتے۔

یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے کہ ایک عمل صرف حضور

کے لئے خاص ہے اور امت کے لئے اس کا اتباع درست نہ ہے۔ جیسے حجوم وصال یا ایک وقت میں چار سو زائر ہیں یا ان-

سورہ احزاب میں توصیرِ حادث کے ماتھ اللہ تعالیٰ نے

تبید کر دی ہے کہ بعض چیزیں صرف رسولؐ کے ماتھ خاص ہیں۔ دیگر مومنین کے لئے ان کا حکم نہیں۔ آپ فتنہ ان

مکول کر دیجیں۔ حضورؐ کو بغیر ہبہ کے بھی نکاح کی اجازت

دی گئی اور خاص ہستہ لاک فرما کر باقی تمام مومنین کو اس

اجازت سے خارج کر دیا گیا۔ اسی طرح حضورؐ کا یہ طریقہ

بھی حدیث میں نہ کوئے کہ جب کوئی جنازہ آتا تو آپ

میت کے بارے میں دریافت فرمائیت کرو وہ مقر وض تو

نہ پڑھتے۔ آپ تائیں کیا امت کے لئے بھی اسی امام فقة

نے اس طریقہ عمل کو حکم تشریعی قرار دیا ہے۔ کیا ہمارے آپ کے

لئے بھی یہ درست ہے کہ جنازہ مسلمان آئے تو نماز سے قبل

یہ تحقیق ضرور کر لیں کہ مرنے والا مقر وض تو نہیں ہے۔

خلافہ لفظ کو ما یہ ہے کہ تنقیح مسلک قیاس حکم پر

قام ہے لیکن جو ائمہ اس کے بر عکس فائماں مصلحت جنازہ

کے قائل ہیں انہیں بھی ہم موردِ الرحم نہیں ٹھیک راست کوئی

وہ مجتہد تھے اور مجتہد کا اجتہاد اگر خلط بھی ہو تو اسے ایک

واب بہر حال ملتا ہے۔ دالشہ تعالیٰ اعلم۔

## گمراہ کن پروپیگنڈہ

سوال ۱۳۔ اے۔ اے۔ رشید۔ نزل

ایک صاحب سے آج پرسکرے جد افسوس ہوا کہ آپ نے

سلامہ کے کسی پرچے میں یہ لکھا ہے کہ آج مل کا مسلمان بھی

ریاضت کر کے شکیوں میں سر کار د عالم مصلی اللہ علیہ وسلم

کے موافق درجے میں ہو سکتا ہے۔ سرکار ۱۹۴۷ سال زندہ

رہے۔ اگر کوئی مسلمان ۸۰ سال زندہ رہ کر عبادت و

ریاضت کرے تو وہ سرکار میں سے بھی بڑھ جاتے گا۔  
یہاں بتیرے لوگ جملے کے خواہاں بھی نہیں بلکہ عاشق ہیں اور ہر ماہ جب تک جملے نہ دیکھ لیں جیں نہیں پاتے مگر کچھ لوگ اس نذکورہ پروپیگنڈے کے ذریعہ آپکی ہر لغزیزی کو ممتاز کر رہے ہیں۔ برآہ کرم جلد لکھیتے کہ اصل معاملہ کیا ہے؟

## جواب

اگر کوئی شخص ہیری۔۔۔ یا کسی بھی مسلمان کی طرف ایسے لغو باطل قول کی شبکت کرے جس کی توجی ادنیٰ سے ادنیٰ اور جاہل سے جاہل مسلمان سے بھی نہ ہو سکتی ہو تو اسی سے پورا حوالہ دریافت کرنا چاہئے۔ حاسد یا معم عقول یا بدعتی لوگ ہم جیسوں کے بارے میں ہزار طرح کی بائیں ڈالتے ہیں مگر اس کا حاصل اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ وہ اپنی غاف خراب کرتے ہیں اور ائمہ تعالیٰ نہیں اجر عطا فرماتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔ ان پر ہمارے ماں باپ تریان۔۔۔ ان کی توبات ہی کیا ہے۔۔۔ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے۔۔۔ اور اسے ہم بارہا تجھی میں میان کر آئے ہیں کوئی نہیں۔۔۔ بڑا بڑے سے بڑا بڑا دلی اور اترخ و مرشد فرزدیٰ ہبڑ عبادت و ریاضت کر کے کسی معمولی صحابی کے درجت تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔۔۔ صحابی کا ایک سجدہ غیر صحابی کے ہزار سجدوں پر فائز اور صحابی کے مرتبہ علیاً تک غیر صحابی کی پہنچ نا ملتی۔۔۔

حضر بھلادیو انگی اور جمالت کی لکھنی و افر مقدار در کار ہو گی۔۔۔ یہ کہنے کے لئے کہ امت کا کوئی شخص عبادت و ریاضت کے ذریعے خلاصہ کائنات، سرکار انس و جن، تجویز بھائی، خاتم الانبیاء مصلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ علیاً تک پہنچ سکتا ہے۔ استغفار اللہ و نور باللہ پھر یاد تو ٹرتا ہے کہ ایک مرتبہ کسی گفتگو کے دوران میں نے اس طرح کی کوئی بات لکھی تھی کہ مرائب اور درجہ کامد ارجاعات کی مقدار اور گنتی پر نہیں ہے، چنانچہ

نکاح پڑھو کہ اڑکی کو ساٹھ لے جائے تو بے جا قسم کے اجر اجاتا  
واقع ہوتے ہیں جس کو اسراف میں شمار کیا جاتا ہے۔

### جوائیں :-

جہاں تک ٹیلیفون پر نکاح کا تعلق ہے اس کوئی جواز  
قانون شرعی میں نظر نہیں آتا۔ نکاح میں کم سے کم دو مردوں کو اہ  
یا ایک مرد اور دو عورتیں ضروری ہیں۔ ٹیلیفون کے معلمے  
میں اس کی کوئی اطمینان بخش صورت نہیں۔ ٹیلیفون پر بعض  
اوقات یہ تک پورے و ثوق سے نہیں معلوم ہو سکتا اکثر آواز  
کس کی ہے۔ بارہا آواروں میں انتباہ ہوتا ہے اور فریب ہی  
کی اس میں یوری گھاشت ہے۔ کیا آپ انہیں جانتے کہ بہترے  
لوگ آوازی نقل افتخار نے میں یہ طولی رکھتے ہیں۔ ہمارے نشان  
ہی میں ایک ایسے فکار موجود ہیں جنہیں مشاعر کے ایجاد  
پر دنیا بھر کے شاعروں، خطیبوں اور لیڈروں کی آنکھیں کامیاب  
نقالی کرتے ہیں نے خود دیکھا اور نہیں کہ دب لو جھر،  
آہنگ، پرداز بالکل وہی۔ حدیث کہ وہ بعض شاعر  
عورتوں کی نقل بھی اس کامیابی سے اُستارتے ہیں کہ  
آنکھیں بن کر لیجئے تو تصویر بھی نہ ہو کہ یہ کوئی مرد بول رہا  
ایسی صورت میں کیا گا رئیسی ہے کہ ٹیلیفون پر جو اُر  
نکاح فریب ہی کے گوانگوں واقعات کو ظہور نہ دے گا۔  
آپ تو دیکھ ہی رہتے ہیں کہ دنیا کی کوئی حدالت بھی کسی  
معنوی سطح پر مقدار تک میں ٹیلیفون کی گواہی قبول  
نہیں کرتی پھر شریعت سے آپ کیوں قوچ رکھتے ہیں کہ  
اس کا قانون ہماری خوش قلعیوں کے تھکھے پھنپھن کر  
زندگی بھر کے لئے کسی خاتون کو شرکی یافت بنانے  
کی خاطر سفر کرنا اگر اسراف ہے تو پھر یہ بھی تو اسراف  
ہی ہو گا کہ یہ خاتون شوہر کے پاس انگلینڈ جائیں۔ انگلینڈ  
میں لاکیوں کی کیامی ہے۔ یہ اپنے دیہ سماں زادے  
دہیں اپنے خلے کی کسی اڑکی سے نکاح فرمائیں تو کم خرچ  
بالاشیش کا مدد ادا کرے گا۔  
بات یہ ہے کہ شریعت کا اعزاز و احترام تو دلوں سے

ستر آن ہی میں ہے کہ جن دو گوں نے فتح مکہ سے قبل اللہ کی  
راہ میں پیغمبر خرچ کیا ان کی برابری بعد والے کسی طرح بھی  
نہیں کر سکتے۔ سالقوں الادلوں کا انفاق کیا ہو ایک قول  
سو ناید میں انفاق کرنے والوں کے لاکھوں لہسوں سے  
بڑھ کر ہے۔ اگر ایک سالان سو سال تک جیتا ہے اور تمام  
 عمر نہ اس پابندی اور کثرت سے نمازوں پر مصروف ہے تو یہ  
عین ممکن ہے کہ اس کی نمازوں کی گنتی رسول اللہ کی طرح  
ہوئی نمازوں کی گنتی سے بڑھ جاتے۔ لیکن جہاں تک  
قبولیت اور بلند مقامی کا سوال ہے اس کی عمر بھر کی نمازوں  
بھی حضورؐ کی ایک نماز کے تم پایہ اور تم ربہ تھیں پہنچتیں  
جو لوگ متذکرہ پر و پلندہ کر رہے ہیں ان سے تقاضا  
کیجئے کہ تجھی لاکروہ آپ کو دھلائیں کہ ہم نے تھا کیا لکھا ہے۔  
اور اگر نہیں دھلائی تو اتنی فتنہ پردازی سے باز آجائیں  
اللہ اکبر۔ جس سی معظوم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلطیت و  
مرتبہ کیا ہے عالم پر اس کے پاؤں کے ایک ناخن کی تھیت  
بھی ہزاروں اور قطبوں کی ساری عبادتیں لاذکر سکتی ہوں۔  
— جس کی بلندی کا تھجھ تصور بھی انسان کے بیس سے باہر ہو  
— جس کے درکاگر اب اس جانا انسانیت کی معراج ہو۔  
— جس کے غلاموں کی غلامی بھی تاج شاہی سے بڑھ کر ہو۔  
— اس کے بارے میں بھلا کون سلان یہ مخوناٹ خیال ظاہر  
کر سکتا ہے کہ امرت کا کوئی فرد عبادت و ریاضت کے ذمہ  
اس کے رہتے کو پہنچ سکتا ہے۔ ہزار بار خدا کی پناہ

### ٹیلیفون پر نکاح

سوال :- از:- الیاس ہمدانی - کراچی۔  
ابھی ابھی حال ہی میں ہمارے جانشیدوں میں ایک  
رٹکی کا نکاح ٹیلیفون پر کیا گیا۔ اب اس نکو حمد خاتون کو  
اس کے شوہر کے پاس انگلینڈ پہنچ دیا جائے گا۔ اس طرح دو  
ایک نکاح گذشتہ سال بھی سننے میں آئے تھے کیا اس طرح نکاح  
میں کسی مم کی خامی تو نہیں یا می جاتی۔ یاد رہنے ٹیلیفون پر  
نکاح اس نئے گیا جاتا ہے کہ اڑکا پسے ملک اگر اور بھر

عورتوں کے لئے اس کا استعمال اچھا نہیں۔ ویسے اسمیں پروردہ پوشی خوب ہے بشرطیکری بلا ذرپیٹ اور بیٹھ کھلاہ ہو۔ ناز اس میں بلا شبہ ہو جائے گی۔

ایک مستلد اہل علم سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اگر کسی ملائق میں سارہ حی کاروائی مسلمان گھروں میں بھی عام ہو جائے اور ہندو عورتوں کی خصوصیت نہ رہے تو اسکی حرمت ختم ہو جائے گی کیونکہ یہ بھائے خود حرام نہیں ہے بلکہ تشہیر کی وجہ سے حرام ہے اور تشہیر اسی وقت تک ہے جب تک مسلمان عورتیں کشتہ سے اسے استعمال نہیں کرتیں۔ اگر کشتہ سے استعمال کرنے لگیں تو پھر تشہیر مرت جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

**انتخاب صحاح ششہ** [حدیث کی صحیح ترین کتابوں۔  
نامی اور این ماجد کی مفید تر حدیثوں کا مقبول و معروف  
انتخاب۔ قیمت مجلد۔ پانچ روپے۔

محمد بن عظام اور ان کے علمی کارنامے [کتاب۔ چاروں ائمہ اور مناز محمدین کا تحقیقی ترکرہ۔ ان کی تباوں پر تبصرہ اور مجمع حدیث کے سلسلے میں ان کی عظیم مششوں کا مفصل بیان۔ بہت نفیس اور مفید کتاب ہے۔ قیمت۔ سارٹھ چار روپے۔ آثار الصنادیا۔ ادبی کی عمارتوں، باغوں اور تاریخی شخصیتوں تصریحوں اور اضنافوں کے ساتھ۔ بے شمار نقشے اور خاکے۔

کتابت و طباعت اعلیٰ۔ قیمت مجلد۔ اٹھارہ روپے۔  
**کشکول حمزہ و ب** [خواجہ عزیز الحسن حذوب کے کلام کا مازہ اہمی، اسرار طریقت، سوز و درد و رُزرا بیان کے سریات سے مالا مال ہے۔ قیمت مجلد۔ پانچ روپے۔

**مکتبہ تجلی**۔ دیوبند (ریالی)

اصطفت اجارت ہے اہمی، احکام شریعت کی تعمیل میں اگر کوئی ذرا سی بھی دقت بیش آتی ہے تو اسے ہمہ اتنا لایا جاتا ہے اور بڑی بیٹھکنی سے قانون شریعت کو اپنی آسمانی کے مطابق توضیح دیا جاتا ہے۔ حالانکہ دنیا اور دنیا وی قانون کی تعمیل سو جتنی ترکے کی جاتی ہے۔

ایک بات اور قابل غور ہے۔ میلیفونی منکو وہ آخر پاکستان سے انگلینڈ جائیں گی کیونکہ۔ اگر کوئی حرم ساتھ پہنچانے جائے گا تو اس کے جانے اور لوٹنے میں وہی بے جا قسم کے اخراجات "پیش آئے لازمی ہیں جن سے بچنے کے لئے میلیفون پر نکاح کیا گیا ہے۔

اور اگر مو صوفہ کو تن تھار ووانہ کر دیا گیا تو اول تیری سفر بھائے خود خلافت شروع ہو گا۔ آپ کو معلوم ہی ہے کہ کسی بھی عورت کے لئے بغیر مرد کے سفر جو ناک درست ہے۔ پھر ہی ان تو ایک نوجوان لڑکی کا معاملہ ہے۔ دوسرا سے ایسی لڑکی کے بارے میں خود شوہر اور بورا معاملہ رہ آخر کیا سوچے گا جسے ایک ڈاک پارسی کی طرح والدین نے چھاڑ کے سپرد کر دیا۔ لمبا سفر، زمانہ خراب، لڑکی ذمہ اور ناجائز ہے کار۔ یہ سب کچھ اگر ایک مسلمان ھرانے کے لئے کچھ نہیں تو پھر اس کے لئے قوتی پوچھنا بیکار ہے۔ اسے اس کی ضرورت ہی نہیں کہ کیا جائز ہے اور کیا ناجائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### سارہ حی میں نماز

**سوال ۱:** از۔ محمد شیم رضا۔ در بھنگ۔  
آج تک کی زیادہ تر مسلم عورتیں سارہ حی پہنکر مازہ پڑھتی ہیں اور سارہ حی پہنکر مازہ پڑھنا جائز ہے کہ نہیں؟ برائے کرم اس مستلد پھر بھی روشی طالیں اور باختر کریں۔

**جواب:** "سارہ حی" اہل ہندو کی عورتوں کا رواج ہے۔ حدیث میں چونکہ تشہیر بالکفار کی حماغت آتی ہے اس لئے مسلم

## حامل مرطاعہ نمبر

تجھی کا مقبول مشہور خاص نمبر آج بھی مل سکتا ہے۔ قیمت — سارے چین روپے ۳۵۰۔ دی پی سے طلب گرسنگے تو تقریباً سارے چار روپے میں پڑے گا۔ لیکن متى آرڈ بھی ہیں تو صرف چار روپے کافی ہوں گے۔ جو حضرت اسی نمبر سے تجھی کے سالانہ خریدار بنا چاہیں وہ دس روپے ارسال کر دیں۔ یہ نمبر اور اس کے بعد کے سب پچھے روانہ کر دیتے جائیں گے۔ کیا سالانہ خریداروں کو ان کی خریداری ہی میں نمبر مل جائے گا۔ الگ قیمت ہمیں دینی پڑے گی۔

**میسلا دابی** حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش شرفیہ میسلا دابی سے متعلق مولانا اشرف علیہ کے ۷ بسط اور سیر حامل مواعظ کا جو عده۔ صفحات ۸ بارہ روپے۔ **تذکرہ نفس** مولانا امین حسن کی معركة الاراء تایف۔ تذکرہ نفس تذکرہ نفس کی حقیقت اور وہ کس طرح حامل کیا جاسکتا ہے۔ اعلیٰ ایڈیشن۔ قیمت — چھ روپے۔ **بدعت کیا ہے؟** (دین امداد شدہ ایڈیشن) بدعت و معصیت کے رد میں ایک غظیم کتاب۔ قیمت — مولود تین روپے۔

**اہل بیت اور اہل سنت** اس فکر آفرین کتاب میں اہل کی کئی ہے جو ان اہلیت رسولؐ کے باب میں ہوتی ہیں۔ قیمت — ایک روپہ۔ **دین کی باتیں** مولانا عبد الحمیت مشہور تایف جو ایمان کو تازہ اور ذہن کو منور کرتی ہے۔

قیمت — ایک روپہ ۵ پیسے۔

## قرآن کی تفسیر میں

**تفسیر بیان القرآن** مولانا اشرف ملکی مشہور قیمت — تربیطہ روپے ۴۰/-

**تفسیر حقائقی** مولانا عبد الحمیت حقائقی کی لا جواب تفسیر مکمل و مجلد چونٹھ روپے ۶۰/-

**البيان فی علوم القرآن** یہ تراجمی مخامن اور وسعت کے اعتبار سے مستقل کتاب ہے۔ مجلد سات روپے۔

**تفسیر ماجدی** مولانا عبدالمadjed دریابادی کی انگریزی تفسیر دو حصوں میں کامل۔

قیمت مجلد — چھین روپے ۵۵/-

**تفسیر ابن کثیر مکمل** علامہ ابن کثیرؓ کی معركة الاراء میں مکمل ہو گئی ہے۔ فی قسط دو روپے۔ مکمل بلا جلد دینا تی قیمت سانچھ روپے۔ مجلد ریگزین پیشٹھ روپے ۱۵/-

**درس قرآن** معقول قابلیت کے لوگوں سینے آسان چہب رہا ہے۔ اب تک اٹھاوارہ قسطیں چھپی ہیں۔ فی قسط دو روپے۔ لیکن ایک سانچھ سوالہ یا اس سے زائد قسطیں طلب کرنے پر فی قسط ڈیڑھ روپے کے حساب سے دامکتے جائیں گے۔

**آسان تفسیر** تیسیوں پارے یعنی پارہ عمد کی نہایت آسان منگر مستند تفسیر جو بھروسہ، عورتوں اور محرومیتیاں کے مردوں کے لئے تحفہ نہاد رہا ہے۔ قیمت مجلد — پانچ روپے نئی ۵ پیسے۔

## دارالعلوم دیوبن کا ہنگامہ

### محلس شوریٰ دارالعلوم دیوبن کا فیصلہ

دیوبن ۲۳ ربیعہ ۸۶ھ کو دارالعلوم کی محلس شوریٰ کا مشتملہ اجلاس منعقد ہوا جس میں ایک بزرگ کے سوا جو اپنی علاقت کی وجہ سے تحریک ہیں ہو سکے بقیہ تمام اداکیں نے جلسہ میں شرکت فرمائی۔ جلسہ کے آغاز میں اہم ترین موضوع یہ افسوسناک ہنگامہ تھا۔ جو ۱۷ اکتوبر کو شہر اور دارالعلوم میں پیش آیا۔ جلسہ کا زیادہ وقت اسی ہنگامے سے متعلق تحقیق و تفیض اور پرس و جو میں صرف ہوا۔ چون کہ یہ ہنگامہ دارالعلوم کی شاندار روزایات اور اس کے روایتی ذوق کے خلاف اور ان یہ ایک کاری ضرب تھا اس نے جلسہ نے اسے نارت سے محظوظ کرتے ہوئے اس بارے میں اپنی مفصل تجویز مرتب کی جو ذیل میں بلطفہ دری جا رہی ہے۔

امید ہے کہ بھی خواہاں دارالعلوم کو اس ہنگامے سے جو بے چینی اور تشویش لاحق ہوئی اور انہوں نے خطوط اور تاروں کے ذریعہ اس کا اظہار فرمایا۔ انہیں مجلس شوریٰ کی اس تجویز سے اطمینان ہو جائے اور وہ پرستور اپنے اعلیٰ مرکزی اور دینی ادارے کی خدمت میں سرگرم عمل اور احانت میں گھر جو شی کیسا تھے حصہ لیتے ہیں گے۔  
(محترم طیب - ہشم دارالعلوم دیوبند)

(الف) دارالعلوم دیوبن خالص تعلیمی اور تربیتی ادارہ ہے جس کا  
ذمیغہ عمل قسم کی علمی اور اخلاقی رسایسات اور جامعی مشیش پر مشتمل  
ہے۔ علیحدہ رہنا اور اس قسم کے خارجی اثرات سے اپنے کو محفوظ  
رکھ کر اپنے اکابر اور اسلاف کے طرز پر طلباء اور تعلیم و تربیت نیا  
ہے تام مددین، منتظرین، طلباء اور ملازمین دارالعلوم دیوبن کا  
اہم اور اولین فرضیہ ہے کہ وہ ادارے کے مذکورہ بالامثلہ کو  
ہمسروقت پیش نظر کیں اور اپنی زندگی کی ای مقصود کے تحت ڈھانی  
ادارے کی قسم بھی اس کے خلاف نہ اٹھائیں۔

(ب) شوریٰ نے اس امر واقعہ کا اطمینان کے ساتھ بڑ  
کیا کہ اس پرے ہنگامے میں طلباء کی معتدله تعداد نے عملہ

کوئی حصہ نہیں کیا اور تحریک ہونے والے طلباء میں بھری تعداد  
وہ تھی جو غلط اور مبالغہ آمیز خروں کی سماں پر مشتمل ہوئی اور  
وقتی طور پر جذبات کی ندو میں تحریک ہنگامہ بنی۔ اس کے  
باوجود چار دلوں کے اس پرے ہنگامہ میں طلباء کے ایک  
گروہ نے ایسا کردار ادا کیا جس نے دارالعلوم کی علمی و دینی  
روایات اور عظمت و وقار کو بے حد نقصان پہنچایا ہے اور  
خاص کرچے معزز تھا اور کی موجودگی میں طلباء نے جوچھ کیا  
اور اس سے ہمماں نے جو بے اطمینانی اور اذیت محسوس کی  
نیز تعلیمی مقاطعہ، دفاتر کی جرمی بندش، اساتذہ اور منتظرین  
دارالعلوم کی نافرمانی کے جو واقعات پیش آئے وہ نہ صرف یہ کہ

اس ہنگامہ پر اس طبق یا بلا واسطہ بعض مدرسین و ملازمین دارالعلوم بھی شرک ہوتے مجلس شوریٰ حسب ذیل حضرات مشتمل نفری تدبی بناتی ہے جو مدرسین و ملازمین کی ہنگامہ میں شرکت و عدم شرکت کی پوری پوری تحقیق کرے اگر کہ تدبی کسی کی شرکت پر مطمئن ہو جائے تو اسے حضرت ہم تم صاحب شوریٰ کے آئندہ اجلاس تک کے لئے معطل فرمایاں اور ہر مجلس شوریٰ تدبی کی رپورٹ کی رشتنی میں اسے قرار واقعی مزادے۔

(و) مجلس شوریٰ مستقبل میں اس طرح کے ہنگاموں کو ختم کرنے کے لئے یہ بھی ضروری تدبی ہے کہ طلباء کا کمیٹی نے کو اجتماعی زندگ دے کر تحریک کی شکل میں اٹھانا مشتمل تعليق مقاطعہ کرنا دفاتر تک کو بن کر ایسا سیسم کی کوئی دوسری حرکت منیع فرادی جائے۔ لہذا مجلس شوریٰ اس طرح ایک وغیرہ کو منیع فرادی جائے ہے جس سے ترکب کو اخراج ہمکی مزادی جاسکتی ہے۔

(ز) مجلس شوریٰ تدبی کو تحقیق کے بعد معلوم کر کے اطمینان ہو اکہ دارالعلوم کے لادا سپیکر کو شہری مجلس میں ناجائز استعمال کے بارے میں بعض ملازمین دارالعلوم پر جائز تھادہ تدبی کے بعد بالکل غلط ثابت ہوا۔

**۱۰ کائن کمیٹی**  
مولانا سعید احمد اکبر بادی مولانا فضل شاہ  
حباب اور مولانا مرغوب الرحمن صاحب۔

## طب نبوی

مختلف امراض اور حفظ اسناد صحیت کے لئے حادیث میں جن دراؤں اور جنس طریق ملائج کا ذکر آیا ہے لئے امراض میں کتابی شکل دی گئی تھی۔ اب یہی کتاب دربان و بیان کے تازہ اسلوب کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

قیمت مجلد دو روپے۔

مکتبہ تدبی - دیوبند (پاپی)

ان کی شان اور ان سے منصب کے خلاف تھے بلکہ حدد درج تکلف دہ اور لائق نفرت تھے۔ باخوص اپنے دو اکابر مولانا عقیقی عقیقی الرحمن صاحب عثمانی اور مولانا منظور عثمانی جو دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کے معزز رکن بھی ہیں اور ان میں بھی خاص مکمل حضرت صاحب کے ساتھ جسمانی اور روحانی اذیت رسائی کا جو سلوک کیا گیا اور اسی تکلیف دہ ہونے کے ساتھ حدد درجہ مذموم اور لائق شرم ہے اور اس ناروا حركت نے ان طلبہ کو جو اس میں آؤ دہ ہیں اخلاقی گراوٹ کی آخری منازل پر پہنچا دیا ہے۔ شوریٰ تدبی کی تھیں اور اذیت کو اپنی تھیں اور حضور مسیح کرتی ہے اور ضروری تدبی ہے کہ ان طلبہ کو جھوٹوں نے ارکان شوریٰ کو اذیت پہنچائی ہے قزاد افعی مزدی جعلی اور حضرت ہم تم صاحب اور حضرت حمد الدین مظلہماں کو اختیار دیتی ہے کہ پوری تحقیق کے بعد مذہب تدبی کا رروائی مکریں۔

(ج) یا قوہ طلباء جو غلط خبروں پر مشتعل ہو کر ایک بھاری تکلیف میں یہ غلطی کر دیتے شوریٰ ان کے لئے اتنا کافی تدبی ہے کہ وہ آنسے والے سال کی تعلیم مشروع ہونے سے پہلے تحریری اخبار افسوس و ندامت کریں اور آئندہ کے لئے اس طرح کی غلطیوں سے احتساب کا اطمینان دلائیں۔

(د) مجلس شوریٰ دارالعلوم کو اس کا علم ہو اکہ اراکتوبر کو جلسہ مشاورت کے موعد پر کچھ لوگوں کو ٹھیں آئیں اور زخمی ہوتے شوریٰ تمام مخدومین کے ساتھ اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے اور کسی بھی طرف سے ہونے والی ایسی حکومتوں کو حق سے لوگ مجرد ہونے کے خاترات اور نفرت کی تباہ سے دیکھتی ہے باخوص مجلس شوریٰ کو اس امر واقعہ سے غیر معمولی صدمہ ہو اکہ اس ہنگامہ میں کچھ طلباء بھی مجرم ہوئے اور ان میں چند کو ہستال پہنچا پڑے۔ شوریٰ طلباء کو اپنا عنبر نیز تصویر کرتی ہے اور اپنی تکلیف کو اپنی تکلیف تدبی ہے اور اپنی دلی ہمدردی کی یہیں دہانی کے ساتھ طلباء سے اپیل کرتی ہے کہ وہ مستقبل میں ہنگامی موقع سے مکمل اجتناب کریں۔

(۸) رپورٹوں اور بیانات میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ

عبد المغنى

## مُلَّا ابْنُ الْعَرَبِ مَكِّيُّ كَيْ طَنزِ بَنْجَارَمِي

جناب عبدالحقی جانتے پہچانے نقاد ہیں۔ مُلَّا ابْنُ الْعَرَبِ مَكِّيُّ کے فن پر ان کا یہ مختصر لینک جامع نقپہ اپارہ الگر تخلیٰ کے علاوہ کہی اور پہچانے میں چھپتا تو بظاہر یہ ایک میزون تبریں بات ہوتی کیونکہ تخلیٰ کے قارئین تو ہر چیز میل سے دوچار ہوتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن حقیقتہ اس کی اشاعت تخلیٰ میں بھی بے محل نہیں ہے کیونکہ بعض ایک سمجھتے ہیں کہ تخلیٰ جیسے علمی و اہمدادی پہچان کی تفاہرت و ممتازت کے دامن پر ملا کے قلم پارے ایک دارع کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایسے حضرات کو اس نقد پارے کے مرطاع العر سے یہ تحسوس کرنے کا موقع عطا گا کہ مُلَّا اکاظن و مزادح مخصوص ایک تفریخ اور تفہیم ہیں ہے بلکہ صلاح اور ابلاغ ہی کا ایک پیرایہ ہے جو غیر محسوس اور بالاوسط طور پر وہی خدمت انجام دیتا ہے جسے تخلیٰ کے باقی متنین و سخیروں صفحات کے ذریعہ انجام دیا جا رہا ہے۔ (دادارہ)

اس نتخاب کے اجزاء سے ترکیبی دیوبند کے شہرور علمی ماہنامے "تجھی" میں شائع ہوتے رہے ہیں اور اپنے حلقة قارئین میں کافی پسند کئے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک لاٹی تجویض یا ت خود مُلَّا ابْنُ الْعَرَبِ کی تخفیت بھی ہے جو عجیب و غریب اور از حد پر اسرار ہے۔ معاملہ یوں ہے کہ ادارہ تخلیٰ نے مُلَّا ابْنُ الْعَرَبِ کو اپنی طنزیات کا فاعل ہی نہیں بلکہ مصنعت بھی قرار دیا ہے۔ فاعل کی حیثیت سے تو مُلَّا صاحب اپنی انسانی اور معلوم و معروف حدود میں ہیں، لیکن بحیثیت مصنف ان کا طول و عرض سرحد اور اس کے پرے ہے۔ یہ بظاہر ہے کہ مُلَّا ابْنُ الْعَرَبِ مکی ایک فرمی نام ہے، لیکن اس آئینہ پسند زنگاری کے پیچھے کوئی عشق و ادراط نہ ہے، یہ ایک بالکل عین امر ہے۔ یوں قیاس کے گھوڑے تو خود میر تخلیٰ جناب علیہ السلام کے گھر تک بھی دوڑائے جاتے ہیں۔ بہر حال یہ واقعہ ہے کہ

اُردو ادب میں طنز کی روایات نہیں ہیں۔ اُردو شاعری کے ذریعہ تقدم ہی سے اس کا سراغ ملتا ہے، لیکن اُردو نثر میں طنز کے سرمائیے کو اس اعتبار سے جدید کہا جا سکتا ہے کہ اس کا فردخ موجودہ صدری کی دوسری چوتھائی میں ہوا یعنی انگریزی ادب کے زیر اثر، گوچہ یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ اُردو کی نشری طرزیات بھی اپنی قدیم شعری روایات سے ملبوہ ہیں۔ بہر حال انگریزی کے زیر اثر جدید نشری طرزیات میں انسانیت کا غصہ بہت نایا ہے۔ دراصل طرز میں یعنی ضر جدید تحریر انسانیت کے ذریعے رد شناس ہوا۔ چنانچہ اسی وقت اُردو میں طنز کی سب سے تقدیمی قماش وہ ہے جس میں نشان پر چھپیں قصتے کے پیرا سے میں لگائی جاتی ہیں۔

مُلَّا ابْنُ الْعَرَبِ مکی کی طنزیات کا انتخاب "مسجسے میخانے تک" اس قماش کا ایک اہم اور دلچسپ نمونہ ہے

مصنیعی سنجیدگی سے پیدا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنے موضع  
طنز کے ساتھ ایسی گہری رفاقت ظاہر کرتے ہیں جو امور موضع  
کی تمام بوجیجوں اور حاقدتوں میں برابر کے مترک ہیں  
اور اس طرح ان بوجیجوں اور حاقدتوں پر پڑنے والی چیزوں  
میں بھی حصہ دار ہیں۔ چنانچہ اب اوقات جذاب ملا اپنے  
موضع کی تمام حرکتوں کو کسی تھیڈر سے محفوظ اور لخچ کے ساتھ  
پیش کرتے ہیں اور اس طرح اپنے معنوں کو موضع کا روپ  
دے دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں ملا کی مسکراہیں  
کتنی قابل ہوتی ہوں گی۔ اس معلمے میں ملا کاظمیہ یہ ہے  
کہ وہ اپنے زبردست ذہنی توازن اور شدید متأانت سے  
اپنے نشانہ طنز کا ذہنی توازن بجا دیتے ہیں اور اُسے  
خفیف الحکمتی پر محصور کر دیتے ہیں اور پھر قارئین کے ساتھ  
بیٹھ کر اُس کی حرکات مذبوحی کا تماشا دیکھتے ہیں۔ اس طرح  
رفاقت کے باوجود حضرت ملا عین وقت پر اپنے موضع کو  
خپڑ دے جاتے ہیں۔ یہ باہمہ و بے ہمہ کافی ہے جس کو  
نباتتے کا گھر ملانے خوب ہی سیکھا ہے۔ لیکن اس عام انداز  
سے الگ بعض وقت جذاب ملا استہزا کو ٹھربنکے کے لئے  
ظرافت اور مزاج کے ٹھکلے بوجٹے بھی ٹھلاتے ہیں۔ بال کی  
کھال نکلتے ہیں، نکھلوں کرتے ہیں اور ایک ایک لفڑی  
نکلتے ہیں۔ اس سلسلے میں ملا کا ایک پڑا موثر تھیمار مقام  
نگاری بھی ہے جس میں وہ اپنے "جوسو" کی پگڑی کے اسے  
ایسے بیچ و چم نکلتے ہیں کہ سارے بیچ ھل جانے کے بعد اُغ  
اُس غریب کے راستے آئندہ رکھ دیا جائے تو اپنی بہمنہ سری پر  
وہ خود بھی پشیمان و سراسیر ہو جائے۔

طنز کا مقصود قدیم زمان سے بڑے بڑے طنز نگار  
تحقیق و اصلاح بتاتے آئے ہیں۔ طنز در جمل آدمی کے ذہن  
کی اُس سیفیت کی ترجیحی کرتا ہے جب کسی ایسی بے دلکشی اس  
سے سابقہ درپیش ہو جائے جس پر ناپسندیدگی کا انہاں سنجیدگی  
سے نہیں کیا جاسکتا ہو تو اس صورت میں ایک زیریں تبتشم  
یاختہ ہے کہ اخیار سے جی کو ہلاکیا جائے۔ انسانی سماج  
کوئی سڑوں چیز نہیں، اس میں بے شمار گھر درے کونے اور

ادارہ تجھی نے اور دو ادب کو ایک ذندہ دیادگار تھیں یا کہ اُد  
خطا کیا ہے۔  
اس سے پہلے کہ ملا ابن العرب کے فن پر تبصرہ کیا جائے،  
خود فن طنز نگاری کے سلسلے میں چند بنیادی مکتبوں کی وضاحت  
ضروری معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے ادب میں طنز سے ملتے  
جلتے تین الفاظ اور بھیست عقل ہیں۔ یہ مزاج اور ظرافت۔  
عالم طور پر ان الفاظ اور ان کے ساتھ طنز کے اطلاق دستعمال  
میں کافی ابہام پایا جاتا ہے۔ بالعموم ان چاروں الفاظ کے  
استعمال میں امتیاز و تبعین کا فائدہ ان پایا جاتا ہے۔ لوگ ایک  
کو دوسرے کے ساتھ گلہ مل کر دیتے ہیں۔ اس موضع پر  
میں نے کھو صہبة قبل "ہماری زبان" میں گلہ میں قدرتی تفصیل  
کے ماتحت لکھکر ای تھی۔ یہاں صرف اپنے تاریخ بحث کو دہرا  
دیتا ہوں۔ میرے نزدیک صفت ادب صرف ایک ہے، جس کے  
لئے ہمارے ادب میں سب سے تقدم اور جامع لفظ "یہو" لیجنی  
انگریزی کا منڈیا ہے۔ باقی طرز دائری، مزادع دیموش  
اور ظرافت (وٹ) سب یہ کے مختلف وسائل اور اسالیب  
ہیں۔ لیکن جو دار اور تنقید میں میرے پیش رودی نے سیاپر  
کے لئے لفظ، یہو کی جگہ طنز کو اتنا درج دیدیا ہے کہ اب وہی  
طور پر بات کو جعلنے کے لئے سیاپر کی صفت کے لئے طنز ہی  
کا استعمال میں بھی روا و کھتنا ہوں، تمہارے اس صورت میں ایرانی  
کا مفہوم ادا کرنے کے لئے ایک نیا لفظ ٹھونڈا گز نکالتا  
پڑے گا اس لئے کہ معنی اور ادب عالی میں کم استعمال کی رہ  
سے آیرانی کا مفہوم صحیح مانتے ہیں اور پورے طور پر طنز ہی سے  
ادا پڑتا ہے، یا پھر یہ کہنا ہو گا کہ صفت اور وسائل صفت  
نوں کے لئے سیاق و سیاق کے مطابق ایک ہی لفظ دستعمال  
کیا جائے۔

بہر حال ملا ابن العرب اپنی طنزیات میں طرز، ظرافت  
و مزاج بھی کے جو ہر دھلتے ہیں۔ اس اعتبار سے نبی طور  
ہاں کا طنز کافی پسندوار اور مرتب ہے۔ لیکن تجزیئی سے معلوم  
ہے کہ ملا کے اسلوب میں سب سے غالب عنصر طرز دائری  
ہے۔ اس لئے کہ بالعموم دھنگھکلہ و سخو کے اثرات ایک شدید

اس کے ساتھ وابستہ ہو گئے ہیں۔ چنانچہ با دنیا مختلف کے وہ تمام جھجوٹے ہیں کسی بھی درجے میں اس نصیب العین پر زد پڑتی ہو ملائے احساسات کو برآئیختہ کر دیتے ہیں خالی طبیعت میں استہزا و تمسخر کے احساسات انکھاریاں لینے لگتے ہیں۔ چنانچہ الگ روہ قرت اخبار سے بہرہ دیتے تو اپنے احساسات کو طنز کی نہ کسی عکوان سے ظاہر کر دیتا ہے۔ اب یہ اس کے انفرادی مزاج پر مخصر ہے کہ وہ ظراحت، مزاج اور طنز میں کسی وسیلہ اخبار کو اینا خاص آرٹیٹیا نہ ہے۔ لیکن زندگی میں کوئی اور کوئی طبیعوں کی نشان دہی ہر حال ہیں مقصدی اور اصلاحی ہیں ہوتی، بلکہ سیاوقات اس نشان دہی ہی کے تیچھے صرف تفریح، خوش و قیامت مخفی کے تیچھے صرف تفریح، خوش و قیامت مخفی خیزی کے جذبات کا فرما ہوتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اصلاحی مقصد کے نئے جس جامع نصیب العین اور متوازن انداز نظر کی ضرورت ہے وہ ہر طشتاً کو تھبیب نہیں پہونچ سکتا بلکہ بالعموم دوسروں کی بدقواری اور بد عنوانی پر استہزا و تمسخر کرنے والے لوگ خود بھی کھنڈ طریقے اور سخنے ہوتے ہیں۔ طنز و مزاج میں رفت و غلت پیدا کرنے کے لئے بھی کافی سخیدگی اور متأشت درکار ہوتی ہے۔

**مُلَّا ابن العرب** مکی اس اعتبار سے اردو ادب میں ایک خاص مقام متفق ہے۔ ان کی طنزیات کا انداز اس بات کا ہکلا اعلان ہے کہ ان کے پیش نظر طنز برائے طنز نام کی کوئی چیز نہیں بلکہ انہوں نے بعض افراد اور ادلوں کی حاققوں اور شراروں سے تنگ آگر طنز کا دنہ مانپنے کا کوئی میں لیا ہے اور وہ متفق بھی پساتی شریروں اور احقوقون کی کرتے ہیں، خواہ اس کا اثر پہنچنے والوں کے بدن پر نسل اور حلق سے آہ و یکا ہے، اس کا مقصد زہر یہ زخموں پر نظر کھانا اور اس طرح نظام جسمانی کو درست کرنا ہے۔ واقعیت یہ ہے کہ ملائے سامنے زندگی کا ایک اعلیٰ نصیب العین ہے جس کو وہ عصرِ حاضر کی تاریکیوں میں ایک چراغ — بیباں کی شرب تاریکی میں قدریں رہیاں — سمجھتے ہیں۔ پھر یہ نصیب العین ملائے رُگ و پی میں اس طرح سرمایت کر گیا ہے کہ ان کے لطیف ترین احساسات اور شدید ترین جزبات

غالب طور پر ملائی طنزیات کا مضمون وہ نامہنگار صوفی، پیر اور عالم و فہام ہیں جھنوں نے شریعت اسلامی کو ایک گھولنا اور اپنے ذاتی مقادمات و غرض کے جھوپل کا وسیلہ بنالیا ہے۔ بالعموم یہ لوگ انتہائی جاہل، احمق، اور عیاش اور فتنہ پرداز ہیں، لیکن اپنی عیتاری کی مکاری اور جرب ربانی سے انہوں نے بے وقوف حکوم کو خوب خوب اپنیا۔ ہے۔ ان لوگوں کا بنیادی عیب فریب کاری ہے، یہ لوگ اپنے علم و دانش اور مصالح و تقویٰ کی نمائش تو خوب کرتے

کو بڑنکھلے ہوئے ہیں۔ چنانچہ جب ایک حساس آدمی ان کو فوں کو بڑوں سے دوچار پہنچتا ہے تو اگر وہ طیش میں زد آئے تو اسکی طبیعت میں استہزا و تمسخر کے احساسات انکھاریاں لینے لگتے ہیں۔ چنانچہ الگ روہ قرت اخبار سے بہرہ دیتے تو اپنے احساسات کو طنز کی نہ کسی عکوان سے ظاہر کر دیتا ہے۔ اب یہ اس کے انفرادی مزاج پر مخصر ہے کہ وہ ظراحت، مزاج اور طنز میں کسی وسیلہ اخبار کو اینا خاص آرٹیٹیا نہ ہے۔ لیکن زندگی میں کوئی اور کوئی طبیعوں کی نشان دہی ہر حال ہیں مقصدی اور اصلاحی ہیں ہوتی، بلکہ سیاوقات اس نشان دہی ہی کے تیچھے صرف تفریح، خوش و قیامت مخفی خیزی کے جذبات کا فرما ہوتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اصلاحی مقصد کے نئے جس جامع نصیب العین اور متوازن انداز نظر کی ضرورت ہے وہ ہر طشتاً کو تھبیب نہیں پہونچ سکتا بلکہ بالعموم دوسروں کی بدقواری اور بد عنوانی پر استہزا و تمسخر کرنے والے لوگ خود بھی کھنڈ طریقے اور سخنے ہوتے ہیں۔ طنز و مزاج میں رفت و غلت پیدا کرنے کے لئے بھی کافی سخیدگی اور متأشت درکار ہوتی ہے۔

**مُلَّا ابن العرب** مکی اس اعتبار سے اردو ادب میں ایک خاص مقام متفق ہے۔ ان کی طنزیات کا انداز اس بات کا ہکلا اعلان ہے کہ ان کے پیش نظر طنز برائے طنز نام کی کوئی چیز نہیں بلکہ انہوں نے بعض افراد اور ادلوں کی حاققوں اور شراروں سے تنگ آگر طنز کا دنہ مانپنے کا کوئی میں لیا ہے اور وہ متفق بھی پساتی شریروں اور احقوقون کی کرتے ہیں، خواہ اس کا اثر پہنچنے والوں کے بدن پر نسل اور حلق سے آہ و یکا ہے، اس کا مقصد زہر یہ زخموں پر نظر کھانا اور اس طرح نظام جسمانی کو درست کرنا ہے۔ واقعیت یہ ہے کہ ملائے سامنے زندگی کا ایک اعلیٰ نصیب العین ہے جس کو وہ عصرِ حاضر کی تاریکیوں میں ایک چراغ — بیباں کی شرب تاریکی میں قدریں رہیاں — سمجھتے ہیں۔ پھر یہ نصیب العین ملائے رُگ و پی میں اس طرح سرمایت کر گیا ہے کہ ان کے لطیف ترین احساسات اور شدید ترین جزبات

اجتماعی لعنتوں پر ان کی نگاہ ہے۔ خاص کر ترقی و تہذیب کے نام پر آج کل جس تنزل و حشمت کی گرم بازاری ہے اس کے تارو پر بھیرنے میں ملا کو طبی ہمارت حصل ہے۔ ملحوظ تعلیم، تخلیق سماج، سینما، عربی و فارسی، سیاسی امصار بچھاڑ انتظامی بدعنوایی، برخک کنڑوں۔ ان ساری حماقات کو اور شرارت کو پر ملانے کا ری ضرب لگائی ہے۔ یوں تو تقریباً تھامی مصناعیں میں ملانے تہذیب حاضر کے سی دسمیں جلوے کا، کسی نہ کسی عنوان خاکہ اڑایا ہے، بلکہ تہذیب حاضر کے بہترے مظاہر کو انھوں نے اپنی طرزیات کے ساتی وسائل، ضرب الامثال، محاورات اور مصلحات بنایا ہے، لیکن ذیل کے ابواب خاص طور پر اسی صفوتوں کے نئے و تفہیں بدیوبن کا آل انٹہ ماشاعرہ، ہزب دنیا کا مدلال سکون ذرا دیکھا یہ صوبہ میں کس کی ہیں، سب چلتے ہے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ملا ابن العرب ایک باشور، بالمقصد اور وسیع النظر طنز نگار ہیں۔ انھوں نے ایک اعلیٰ اور جامع معیار پر عصر حاضر کے چلتے ہوئے مکون کو پر نکھاہے اور ان کے ٹھوٹ کو واثقاناف کر دیا ہے۔ انھوں نے سماج کے راستے پر نہ خوبی کی گہرائیوں میں اپنا نشستہ آتا رہ دیا ہے اور فاسدہزاد کو پھوڑ بہایا ہے۔ اور اس طرح ایک صحتمند نظام معاشرت کے لئے راہ ہوار کی ہے۔ ملائے اسلوبی طرز کے چند نمونے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

(۱) وہ جو بند پور کے چلتے میں ایکش پور رہا ہے کل یہ لوگ اسی کے ملے میں آئے تھے۔ وہاں کامنگریں کے مقابلے میں اکسلمی کھڑا ہوا ہے، اکسلمان اسی کو دوڑ دینے کی سوچ رہے ہیں۔

”مسلم لیگی؟“

”اوہ کیا، جب کامنگریں کے مقابلے پر کھڑا ہوا ہے تو مسلم لیگی بھی ہوا؟“

(۲) ”چھڑا کے اس مرد و کتاب کا نام لیا۔ سنائے

اسیں امام حسین علیہ السلام کو منصب پھر کر کا لیا۔

ہیں، لیکن درحقیقت ان کا داماغ تاریک اور قلب سیاہ ہے بہر حال، اس خود غافل اور ابلج ریسی کے سبب ان لوگوں سے بڑی مفعکہ خیز ہوتیں سرزد ہوتی ہیں جو طرز و مزاج کے لئے دافروں وادیا کرتی ہیں۔ چنانچہ جناب ملانے ان لوگوں پر خوب خوب باخوصاں کیا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ ان کی گفت بنائک چھوڑ دی ہے۔ اس سلسلے میں ملا کافن اتنا بھر لیوڑ ہے کہ انھوں نے رنگ باز صوفیار و علماء کے مفعکہ خیز ناموں کی ایک طویل فہرست اور دو ادب میں روشن اس کرداری ہے۔ ذیل میں اس فہرست کا ایک حصہ دیج کیا جاتا ہے:-

حاجی بردبار علی۔ صوفی نیکیں۔ صوفی نوبہار صوفی عمل میں۔ صوفی مرجان۔ حاجی دلدل۔ صوفی ہلہ مرن مزید۔ خواہم پڑھ۔ لقادر اثر بقاہی۔ پیر جنگل شاہ۔ صوفی طاٹ شاہ میوی ای اگر جمل۔ صوفی گنجان۔ مولوی یار و دلخی۔

ان فخر صوفی کو داروں کے پُر مذاق ناموں کو نیکھا بانی والی حقیقت یہ ہے کہ فی الواقع جاہل علماء و صوفیاء کے دائرے میں اس قماش کے نام رکھے جاتے ہیں۔ بہر حال، مفعکہ خیز ناموں کا اختراق دراصل طنز نگاری میں ملاسی اس چاہک سنتی کی ایک نسل ہے جس کا تعلق پر لطف و ضمیح مصلحتاً سے ہے۔ مثال کے طور پر، عرسوں کے موقع پر درگاہوں میں ناچنے کا نہ دلی طوالوں کے لئے ملانے ایک بہت ہی ولچپ پ اور معنی خیز ترکیب ”زنی عاشقان اولیار“ کی ایجاد کی ہے۔ اسی طرح ابتدا شے عمر ہی سے معرفت کا دعویٰ کرنے والوں کو ”ادرزاد صوفی“ قرار دیا ہے۔ زیر نظر انتخاب میں مندرجہ ذیل باب زمانہ ساز صوفیار کی حجاجات کے لئے وقف ہیں:-

رومی طریقت۔ یہ مسائل تصوف۔ کشف ہی کشف۔ ایک حقانی فلم۔ ”چھڑا جنا“ فری اسٹائل مناظر۔ قصہ ایک میلاد کا۔

لیکن ملا کی طرزیات کا افق مذہبی بدعت و نیتیات تک محدود نہیں، ان کی نگاہ کافی وسیع ہے اور سماج کی دوسری خواہیاں بھی ان کا نشانہ نظر ہیں۔ دو رہاضر کی تمام

لسان اور ادبی و سائل کو دہ نہایت اشراکی طور پر استعمال کر سکتے ہیں۔

ملا ابن العرب کی طنز نگاری میں نہایت اہم عنصر وہ کہا تھا ہے جو خود جنابِ صفت کی ذات و لاصفات کے متعلق طہور پذیر ہوئی ہے۔ میں بحثتا ہوں کہ آزادوں کے ہزار جسہ کو رداروں میں صرف رتن تاکہ سرشار کے میان آزاد کیسا تھے ملا کی کتاب قابل کیا جاسکتا ہے، وہ بھی اس فرق کے ساتھ کہ شتر کے باہ مصنف اور تخلیق ایک دوسرے سے جدا ہجاتا ہے، جب کہ ملا کے بیان صفت اور تخلیق دونوں خود وہی ہیں۔ بہر حال میں آزاد ہی کی طرح ملا کی بھی ایک آزاد مشق قلندر صفت بے ہمہ و باہمہ شخمتی ہے، اپنے پیش رو کی طرح وہ بھی اپنی دنیا کے چاروں کونٹھ گھوستے ہیں، یاروں کے یاری ہیں اور زندگی کی تمام بوقلمونیوں سے لطف اٹھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ لیکن اس دنیا دی مثباہت کے باوجود دنوں کے درمیان چند یعنی امتیازات ہیں۔ مرتے پہلی بات تو یہ ہے کہ میان آزاد ایک ہے مقصود کھلنڈرے ہیں، جب کہ ملا کی تمام قلندری ایک مقصود کے مجرور پر گھومتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ ملا کے بیان ذہنی و فکری استعداد میان آزاد کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے اور اس نے ملا کی تھیمت زیادہ مرکب اور سچیدہ ہے۔ تیسرا ملا کا دائرہ کار میان آزاد سے زیادہ وسیع ہے۔

**بے مشاہ زندگی** خواہ کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سیرت کا ایمان افروز خلاصہ۔ حافظ امام الدین رام نگری کے شلفتہ قلم سے۔ قیمت ۲۵ روپیے۔

**ہندی اردو لغت** اہنڈی الفاظ کا صحیح اردو ترجیح معلوم کرنے کی مشہور کتاب۔ قیمت سارے تین روپیے۔

**دنس ولی** دنس اولیاء اللہ کا روح بر و زندگہ۔ قیمت ملک ساڑھتین روپیے۔

**مکتبہ تخلی** دیوبند (بی۔ پی)

دی گئی ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟“  
فاروی نے تو اسی وقت مجود عباسی کے کافر سرو مرتد ہوتے کا فتوی دیدیا افلاج بیرتا بھی بھی اپنیں بھی۔“

”الحمد للہ! آپ پہنچے دین دار معلم ہوتے ہیں۔“

”جی ہاں! آپ کی دعائے اب تک دو درجہ کافر بنائچکا ہوں۔“ (ص ۲۵)

(۲۴) ”طہین کی بدسرت شرابی کی طرح لڑکھڑتی ہوئی

چل رہی تھی۔ ہمارا ڈبہ ویسے تو خیر سے سکنڈ کلاس

تھا، لیکن فی الحقیقت وہ مرجم انٹر کلاس کا ایک

نہایت منس رسیدہ ڈبہ تھا جسے ریلوے والوں نے

شاید ہرگز کامی حالت کے تحت حملکے آثار قبر میں

داپس منگالیا تھا۔ اس کی لگ دیاں اُدھر طہی ہوئی

تھیں۔ فرش میں گڑھتے تھے۔ چون چول ڈھبیلی

ٹپڑی تھی۔ اس کی پیشانی پر اگر ریلے والے سکنڈ

کلاس کی علامت نہ ڈال دیتے تو غالباً ٹھرڈ کلاس

والے بھی اسے چوتھا درج سمجھ کر آگے بڑھ جاتے۔

فدوی کا خیال ہے کہ ایسا ایک آدمی ڈبہ ہر گھر طہی

میں ضرور جعلتا ہوا ہونا چاہیے، یوں نکہ یہ ہما سے

قری کردار، ہماری سیاست، ہماری جمہوریت

اور ہمارے سماجی معیار کی بڑی بھروسہ رہنمائی

گرتا ہے۔“ (ص ۲۱۵) - ذرا دیکھنا یہ کس کی تصویریں ہیں)

(۲۵) ”مگر کالم کا سارا لام جواب تھا۔ وہ تو پہنچن کر ہم

اپنی تحفہ کے باپ دادوں تک کی روپیں برسخ میں

و بعد کرنے لگیں۔ آنکھیں وہ سکی کے کنٹر، ناک اسی کہ

کاٹ کر گھر لے جائیے، پھر ایسا درشن کرچوٹ سے

ہی طریقہ ہرتاشانی کا تزکیہ ہونا چلے گیا۔“

(ص ۱۹۱) - یہ سائل تصوف

ان اقتیادات سے واضح ہوتا ہے کہ ملا ابن العرب

طنز کی جدید فنازی قماش کے بیانیاتی و مکالماتی تھا اذاذ

پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ طنز و مراجع کے جمل

## پچھادی تحقیق

۳/۵۰	اُردو متنوی کا ارتقان۔ عبد القادر سوروی
۲/-	اُردو سے متعلق۔ فارابی خطوط کا مجموعہ مجلد
۴/-	کلیات اقبال
۶/-	کلیات جگہ
۳/۵۰	حرفت چنوان (بیشتر قاروئی کا معیاری کلام)
۵/۱۰۰	دوس کی راه۔ حصہ اول و دوم
۹/-	شرح پانگ درا۔ پروفیسر یوسف سعید ختنی
۳/۵۰	شرح ارمنغان حجاز اُردو "
۵/-	" فارسی "
۴/۵۰	شرح چشم مشرق
۵/-	شرح نہیں بخودی
۷/۱۰۰	شرح متنوی پیغمبر باید کرد مسافر "
۷/۵۰	شرح زیرِ عجم "
۱۷/-	شرح جاوید نامہ "
۷/۱۵۰	شرح بال تجزیہ "
۶/-	شرح ضرب کلیم "
۶/-	شرح اسرارِ خودی "
۳/-	قوت اردوی مصنفوں۔ دلیم و کرملنس امریکی مترجمہ۔ عبد الوہاب ظہوری
۵/-	سوچنے اور دولت کیا ہے۔ مصنفوں۔ نیپولین ہل۔
۵/۱۵۰	مترجمہ۔ محمد غوث حمدی
۵/-	آپ بھی خوش رہتے مصنفوہ۔ برٹینڈر سل۔
۵/-	مترجمہ۔ محمد شفیع الدین
۳/-	شور و لاشور۔ مصنفوہ۔ سلامہ موسمی مصری۔
۳/۱۲۵	مستترجمہ۔ عبد الوہاب ظہوری
۱/۱۲۵	غزال الغزال۔ عبد العزیز خالد کا مجموعہ کلام
۳/۱۲۵	اُردو زبان اور عورت (وحیدہ تیکم) کائنات میں انسان کا مقام۔ مولانا محمد تقی ایں کا ایک قیمتی مصنفوں

۱۸۵۷ء کے جاہدین بنایوںے جاہدین کے مستند اور مفصل حالات جناب غلام رسول تھر کے حقیقت نگار قلم سے۔ قیمت۔ سارے چار روپے۔ ۵/۱۰۰ اُردو شاعری کا عہد زریں۔ شاعر الحن میر و سودا کا دور ایم۔ اے (علیگ) کی عرق ریزی کا دل کش حائل۔ قیمت مجلد۔ بارہ روپے۔ امشبور تقاد اور اہل قلم چنوان گور کھپوری تقوش و افکار کے بعض اہم تنقیدی مصناعین کا مجموعہ۔ قیمت۔ پانچ روپے۔

تاہیج جمالیت افسندہ حسن پڑا تاریخی تصرہ۔ بیہقی چنوان گور کھپوری ایسی کے پر کار اور فکر طراز قلم کا شرپ پارہ ہے۔ قیمت۔ دو روپے۔

عرب کا چاند تاریک غاریں نارتیہ بڑے پائے کے شاعر گزرے ہیں ان کا کلام دل میں ٹھکرتا ہے۔ یہ انھی کے کلام کا شاندار مجموعہ ہے۔

قیمت مجلد۔ ایک روپیہ ۵ پیسے۔

ظہور قدسی سردار اُردو جہاں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر حضرت آہر القادری کی مشہور طویل نظم جسے "سلام کہا جاتا ہے۔ صرف ۳ پیسے۔

تقدیمه شعرو شاعری فن شاعری پر جاتی کی مشہور کتاب۔

تعیر حیات مصناعین۔ قیمت۔ ڈھائی روپے۔

تیختہ مشق اور خوشک شاعر کلیم احمد آبادی کا متراع کلیم دلکش مجموعہ کلام۔ طباعت و کتابت دیرہ زیب۔ ڈلشکر حسین۔ قیمت۔ مجلد چار روپے۔

مکتبہ لہذا تجلی۔ دیوبند (دیپی)

## کیا مام سے ملائیں؟

اچانک جذبات کی رفت سے بھینگنے لگیں۔ وہ دل جس میں اسلام کے لئے سوائے پہلناک نفرت و انقاظ کے کچھ نہ تھا اسی میں اسلام اور اس کے رسولؐ کے لئے عظمت بھری عقیدت کے ما سوا اور کچھ بھی باقی نہ رہ گیا۔

وہاں سے وہ عجیب عالم میں لوٹے۔ بنی کسریہ دروں اور بالخی درد دگداز نے خالر کے وجود میں تبلکل ڈال دیا تھا۔ وہ سوچتے رہے۔ سوچتے رہے۔ آخری سوچ زندگی کے اس فیصلے پر ختم پڑی کہ اسلام ٹھہرا نے اور مٹانے کی نہیں، سینے سے لٹکانے کی چیز ہے۔ جو بہ شوق کی آنندھی ایکیں اپنے ساختھ لئے ہوئے ملک سے مارنے کی طرف چل پڑی تو اخھوں نے اتنا رہا ہیں دیکھا کہ تھیک اسی وقت جب شہ سے مدینہ کی سمت میں مکہ کے کفار دشک کا ایک اور جگہ پارہ والہانہ چلا جا رہا ہے۔ یہ عمر و بن العاص تھے۔

کہاں چلے؟ عمر و بن العاص نے خالد ابن ولید کو ان کی محنت سے چونکا تے ہوئے پہلا سوان کیا۔

”خدای کی قسم! خوب پانسہ پڑا!“ خالد نے عمر و بن العاص کے چہرے میں قبول اسلام کے ارادوں کو پڑھتے ہوئے کہا ”خدای کی قسم! اصوات معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص خدا کا رسون ہے!— تو پھر اب دیکھی!— اور ٹھانٹوں کہاں تک؟!“

اور۔

وہ تاریخ ساز اور عہد آفرین تاجر جب خالد ابن ولید کے دل کے دروازے پر پہلی بار حق و صدقہ قوت کے احسان نے دشک دی تھی وہی تھا جب اُحد کے میدانِ حمل میں پہاڑ کی طرف سے وہ اچانک حملہ کرتے ہوئے اسلام کے سامنے آئے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ جن شمنوں کے بے رحمانہ حملوں نے آپ کے چہرہ اوز کو ہبھسے گلزار بنا دیا ہے ایکیں کے لئے خون چکاں پہنچوں سے یہ آواز۔ بے ترار آدا زردہ رہ کر بلند پورہ ہے۔

”خداوندا! ان لوگوں پر رحم کر۔ خداوندا! میری قوم کو معاف کر دے۔ یہ مجھے جانتی ہمیں ہے۔“

یہ درد بھری آواز۔ یہ دل ہلادیتے والا منتظر خالد ابن ولید کے روح و دل پر عقیدت اور حریرت کی بجلیاں گھر آتا چلا گیا۔ آہن و فولاد میں دو بے ہوئے چشم کے اندر دل کی آخری گھرائیوں تک پار ہو کر رہ گیا۔ چھوٹی دیر کئے دہ بھول ہی کئے کہ وہ کہاں کھڑے۔ اور کیوں اس میدانِ جنگ میں آئے ہیں؟— وہ تواریخ کے دستے پر ایک تاجر پہنچنے تک ان کے فولادی ہاتھ کی گرفت میں طوفانی تباہ اپنے اہم رہا تھا وہی تکوڑا جیسے ان کے ہاتھ سے چھوٹ گرننا چاہتی تھی۔ وہ آنکھیں جو اسلام کے خلاف خون اور شعلوں کے دو آتشکے بنی ہوتی تھیں

بنا ہوا ہوتا تھا حتیٰ پسندی اور غیرت جن کا شعلہ جو اللہ بنا ہوا باطل کو جسم کر دالے دے رہا ہے۔ فتح نکل کے وقت یہی پھر مکے کے بالائی حاذم سے الجھرنا ہوا دیکھ کر تو رسول خدا خوشی سے بہتاب ہوئے تھے اور آپ نے حضرت ابوہریرہؓ کو اس طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا تھا:-

”دیکھ رہے ہو یہ کون ہے؟“

”خالد ابن ولید!“ حضرت ابوہریرہؓ نے جواب میں کہا تھا۔

”ہاں“ حضورؐ نے روحانی سرور کے عالم میں فرمایا تھا ”خدا کا یہ بندہ بھی خوب ہی ہے.....“

غزوہ حنین میں جب خالد ابن ولید شہادت کی تلاش میں خون میں نہائے ہوتے زندہ والپیں اُنکے تو تمثت نے ان کو وہ حسین موقعد یا جب حضورؐ نبی نصیں ان کی عیادت کرنے تشریف لائے۔ اس احساس نے کبھی رسولؐ کے چہرہ اور کوائنخوں نے اُحد میں خون چکاں دیکھا اور آج خود حضورؐ میرے چہرے کو خون آسودہ خون چکاں ملاحظہ فرمائے ہیں۔ خالدؓ کی روح میں یہی ونشاط کے خزانے اُنٹ دیتے۔ روح کی مقدس تریں مگر اپنے ان کے چہرے سے اُبل پڑی اور انہوں نے رسولؐ خدا کی طرف غشہ و ندراست میں ڈوبی ہوئی نظر میں اٹھائیں۔ کتنے حسین تھے وہ خم جو خالد اور رسولؐ کی خوشی کے احساس سے خوشی سے ٹھلے ٹھرے ہوتے تھے۔ جن پر خدا حضرت مہلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پڑ رہی تھی اور جن پر آپ خصوصی دعائیں دم فرمائے تھے۔

وہ ان زخموں سے شفایا بہتے ہی پھر زخم کھلنے کیلئے اٹھ کھڑے ہوتے اور شہادت کی زبردست تریپ نے کبھی اور کہیں ان کو چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ ان کی زندگی کی تمام بہاریں تلواروں کی چھاؤں اور چھیماروں کی جھنکار میں بسر ہوتیں۔ انہوں نے سو اسوے کے تریب میں ان جنگ خون چکاں عبور فرائے۔ اور ان کے بعد پرچار بیکھی ایسی جگہ باقی نہ رہی جہاں اللہ کی راہ میں کوئی زخم نہ لٹکا ہو۔

پھر وہی رسولؐ کا چہرہ جس کو خالدؓ نے میدانِ احمد میں خون چکاں اور در پاش دیکھا تھا۔ ہاں وہی چہرہ انور خالد اور عمر بن العاص جیسی تھی جو انہوں کو انہوں کے قدموں میں دیکھ کر کیف و مرور سے محل اٹھا تھا۔ مستر تھی کی شدت میں آپ کی زبان پر یہ الفاظ نظر:-

”آج تک نے اپنے بہترین جگہ پاروں کو اسلام کے قدموں میں ڈال دیا ہے...“

اور —

اسلام کے قدموں میں گرتے ہی خالد ابن ولیدؓ خدا کی تواریں گئے۔ غزوہ موڑوہ پہلا معرکہ حن و باطل تھا جس کے ماحزر پر خدا کی تیواری بھلکی کی طرح یعنی۔ آندھی کی طرح چلا اور رعد کی طرح کڑک کی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خالدؓ کے خون حیات کا ہر ہر قطرہ بھیں ہے کہ ہر ہن ہو سے اُب پڑتے اور میں کے ذریعے ذریعے پرہم اعلان شوق ثبت کرتا چلا جاتے کہ خدا یکی ہے اور محمدؐ اس کے رسول ہیں۔ اسی جنگ میں حالات کی خطرناکی کا یہ عالم تھا کہ اسلام مکتوبین علم بردار — حضرت زید بن حارث، حضرت جعفرؑ اور حضرت عبد الدین رواحہ ایک ایک کر کے شہید ہوئے تھے۔ مگر اس جنگ میں جب حضرت خالدؓ نے اسلام کا جھنڈا اٹھایا تو ان کی تلوار سیاہ ھٹاؤں میں بھلیوں کی طرح ہمراہی نظر آرہی تھی۔ جسے اسلام کو بے تحری کے عالم میں مٹاتے ہوتے آئے تھے اب اس پر مرٹ جانے کا جذبہ اتنا شدید تھا کہ تواریں جذبہ کا ساق تھے کی طاقت نہ رکھتی تھی۔ ایک ایک کر کے وہ تواریں پر ٹکڑے ہوتے تھے یہاں تک کہ قاتلواروں چلا چلا کر توڑتے ہیں۔ اور اس طرح اس دوہزار تھی اسلامی جمیعت کو کفر کے اس وحشیانہ نرغدے سے بچا کر نکال لائے جو تین سالیاروں کو ختم کر دیکھا تھا۔ کتنا شاندار ہوتا ہے یہ کا وہ منظر جب لوگ یہ دیکھتے ہوں گے کہ وہی خالدؓ جو بھی اسلام کئے تھے ہر سے بڑا خطرہ ہے کفر کی صفوتوں پر اسلام کا دھماکہ بن بن کر گزرا ہے ہیں۔ اور وہ پھر جو کبھی حق کے خلاف نفرت و انتقام کا آتش فشا

کر گیا۔ انہوں نے نفرت و احتجاج کے ساتھ یہ بات کہنے والے کی طرف دیکھا اور وہ زہر اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے خدا کا نام لیا اور— وہ سارا زہر کھا گئے!— زہر حلق سے نچے اُتر کر حسیم کے اندر داخل ہو چکا تھا۔ لیکن اسکے زبردست اثرات اپنا کام بس اس سے زیادہ کچھ رکھ رکھ کر سکے کہ ایمان و یقین کے اس پہاڑ کو پیشہ پیشہ کر ڈالا۔ بن۔ پیشے میں ہٹا ہوئے حضرت خالد ابن ولید خدا کی طاقت کا زندہ شوت بنے ہوئے جوں کے توں کھڑے ہوئے تھے اور سیفِ کی آنکھیں حیرت و استیجان سے بھٹپتی کی بھٹپتو رہ گئیں تھیں۔ جیسے ہی اسکے پیش ٹھکانے ہوئے وہ بیتابانہ آگے بڑھا اور اسلام کی شہادت کا لکھ رہا تھا ہوا ”خدا کی تلوار“ کو وہاں پڑ گیا۔ اسی طرح یہ موکَّہ میڈ ان کا زار میں جب روپیوں کی دُل لاطک و جین طبڑی کوں کی طرح فصلے ہنگ پر چھا گئی تھیں اور کسی کے ہوتے و شمن کی اس بھیانک کثرت تعداد پر خطرے اور خوف کا جملہ نکل گیا تھا تو حضرت خالد ابن ولید کی پوری زندگی اس کے خلاف فلک شکافات لالکار بیکر گرج اٹھی تھی۔

”خدا کی قسم! فتح و شکست کا فیصلہ آدمیوں کی تعداد کی کمی بیشی پر نہیں۔ حضن اللہ کی ضمیم نامید پہنچے اور اس کا شکش! امیرے گھوڑے کے سُم درست ہوتے تو میں تو اس سے دو گنی تعداد کو بھی خاطر میں لائے والا ہیں تھا۔“

اور یہ غرہ— یہ لالکار دنیا کے اس وحشیانہ جوش کا شبح نہ تھی جو حنون کے اُتار پڑھاؤ سے پیدا ہوتا اور مر جاتا ہے۔ اس میں انسان نہیں، خدا کی طاقت کی جانشکن گرج تھی۔ اس میں ایمان و یقین کا وہ سیلا بُر رہا جو جس طرح دشمن کے تاج و تخت اور قلعوں کو خش و خاشاک کی طرح بہا کرے جاتا ہے ٹھیک اسی طرح خود اپنے نفس کے غور کو پاش پاش کر ڈالتا ہے۔ یقیناً حضرت خالد ابن ولید وضی اللہ تعالیٰ عنہ حنون کی تلوار۔ الجی تلوار تھے جو اپنے نفس کے خلاف جہاد اکبر میں جہاد باسیف کے میدانوں سے ہمیں زیادہ چک دیکے ساتھ اپنا کام کر رہی تھی۔

یہ زخم رسیدگی ان کو مرہم سے زیادہ عزیز تھی۔ یہ خلرے ان کو پناہوں سے زیادہ دلکش نظر آتے تھے۔ وہ خود فرماتے تھے کہ ”چہاد کے میدانوں میں خدا کے دشمنوں سے ٹھکرائی ہے اس شب عربی سے بھی زیادہ دلکش لگتا ہے جس نیں میری کوئی محبوہ مجھے اپنی باہوں میں جکڑ لینا چاہتا ہو۔“

بھی تھی وہ زندگی ناٹین ترین کیفیت جہاں ہیچ کوئی دی یہ حسوس کرتا ہے کہ زندگی خدا سے جدا ای کی چیز اور طویل رات ہے اور موت خدا سے طلاقات کا سنتی خیز و قت سے ہے اور شہادت ہی وہ شنسے جو اس عظیم ترین ملاقات کے قوت خدا سے ذوالجلال کی بارگاہ میں بندہ موم کا بہترین تحفہ بن سکتی ہے۔ ہاں۔ یقیناً حضرت خالد ابن ولید اسی ملاقات کی آزادت سے سرشار تھے۔ اسی تحفہ مثوق کے لئے ہمدردن اضطراب سکھے اور اس کے لئے ایمان و عمل اور جہاد عوریت کا گواہ افسوس زانزدہ تھے۔

ایران کے ساتھ جہاد کے کسی معركہ میں جب کفار کا مغیر ان کی خدمت میں بات چیخت کر لئے آیا اور یہ دیکھا کہ سیفِ کے ہاتھ میں کوئی نامعلوم چیز ہے تو انہوں نے سوال کیا کہ۔

”یہ کیا چیز ہے؟“

”یہ زہر ہلہلہ ہے۔“ سیف نے جواب دیا۔

”کیوں، کس لئے؟“ حضرت خالد پڑنے جیرت سے پوچھا۔

”اس لئے“ سیف نے کہا ”کہ اگر بات چیز میں مجھے ناکامی ہو تو یہ زہر میر اکام تام کر دیگا۔ میں ناکام ہو کر زندہ واپس جانا نہیں چاہتا۔“

”تو یہا تھا میرے خالد میں میں زندگی اور موت اس زہر کے ہاتھ میں ہے خدا کے نہیں؟“ خالد ابن ولید کی ایمانی قوت پھر ٹک اٹھی۔

”ہاں۔ یہ زہر زندگی کا خاتمہ کرنے کی زبردست طاقت رکھتے ہے۔“ سیف نے کہا ”یہ ایسا قہلک زہر ہے جو سو نکھنے ہی سے آدمی کا ہاگر۔ ہو جانا لیقنی امر ہے۔“

حضرت خالدؑ کی غیرت ایمانی پر یہ جملہ تازیتے کام

ٹوپی اُتری تھی یہ کہا "ایے لوگو! لواب تم پر اسامت کامیں مقرر کر دیا گیا۔" اس طرح انھوں نے حضرت ابو عبیدہؓ کے خلاف کسی قسم کے غم و غصہ کے بجائے عقیدت و احترام کے جذبات کا انہمار کرنے تابت کیا کہ وہ اپنے جاہرا نہ کارنا ہوئی کی کوئی قیمت خدا کے سوا کسی سے بھی لینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہ سب کچھ کرنے اور کہونے کے بعد وہ سپہ لاری کے مقام سے تقویٰ اور تائیت کی جاں نواز دادا کے ساتھ ہٹے اور۔

— عام جماہروں کی حفظ میں ایک عام سپاہی کی طرح شامل ہو گئے۔ اپنی زندگی کے ان جاں شمارانہ کارناہوں کی وہ جو قیمت خدا سے چاہتے تھے وہ بس یہ آرزو تھی کہ سرنسیاز خدا کے باعے ناٹر پر کٹ کر گر جائے۔ یہی تھی وہ تھیں تین آرزو جو انھیں عمر بھر جہاد کے میدانوں میں کشاں کشاں لئے پھری اور تلواروں کی چھاؤں میں خڑک بکری بلند کرنے والے کو قرآن و حدیث کے خواں نعمت پر جو بھر کے بیٹھنے کی حضرت پوری کرنے کا موقعہ نہ دیا۔ اور پھر بھی جب یہ آرزو اس شکل میں پوری نہ ہوتی تو بستروفات پر اس جذبہ شوق کی آخری پڑک یوں سناتی دی۔ "ہائے افسوس! کہ جیل ح ایک جانور کی طرح بستر پر جان دے رہا ہو۔"

یہ خالدار این دلید قہقہ جھیں سوا سو جہاد کے میدانوں میں زخم پر زخم کھانے کے باوجود بستر پر جان دینا ایک جانور کی سی موسم تعلیم ہوتا تھا۔ اور یہم ہمیں کہ ہمیں ہ زندگی بھی ایک موسم۔ ایک انسان کی سی زندگی معلم ہوتی ہے جس کے جسم و جاں پر راہ خدا میں ایک کائنٹے کی توک بھی نہیں لگ سکی۔ جذبات کا اور طرز فکر کا یغظیم ترین فرق ہمیں آخر محسوس کیوں نہیں ہوتا؟ — کیا ہم مسلمان ہیں؟....

## فاتحہ کا صحیح طریقہ

ا) یہاں ثواب، فاتحہ اور زندگی ایک کے وہ طریقے جو بعت و معصیت کی لا اشتوں سے پاک ہیں۔ ایک روپیہ۔  
مکتبہ مجلی۔ (دیوبندی یو۔ پی)

ایک بار ان میں اور حضرت عمارؓ بن یاسر میں کسی مسئلے پر تیر کھٹک ہو گئی اور حضرت عمارؓ حضرت خالدؓ بن ولید کے خصوص فوجیانہ مراج کی تندی سے جو درج ہو کر اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فریادی بن کر آئے۔ حضرت خالدؓ بھی وہیں آپ پہنچے اور حضرت عمارؓ پر حضورؓ کے مانے ہی برس پڑے۔

"حضور! آپ دیکھ رہے ہیں! " عمارؓ بن یاسر نے ملکیگیر آزاد میں دہائی دیتے ہوئے کہا اور ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

لیکن حضورؓ تھوڑی دیر خاموش رہے۔ اور پھر دو دبھری آوازیں ارشاد فریایا۔ "جو شخص عمارؓ سے بغض رکھتا ہے وہ خدا سے بغض رکھتا ہے۔"

حضرورؓ کے یہ الفاظ سنتے ہی حضرت خالدؓ خاموش اور پرلیشان ہو گئے۔ خوف خدا نے جذبات کا دھارا ہی موت دیا۔ جس عمارؓ سے ان کی اس قدر تیر و تندیات ہو رہی تھی اب اسی کو منکنے کی آرزو ان کی سب سے محبوب آرزو ہو گئی۔ اور خدا کی خوشی کے متلاشی کو اس وقت تک چین نہ آیا جب تک انھوں کے ہونٹوں پر صلح و صفائی اور رحماء مسمرت کی سکرہ بہٹ کاپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لی۔

چھاپس کا اس سے بھی سخت تر اوناڑک تر قوت وہ تھا جب عراق و شام کے اس فاخت جلیل، سواسو کے قریب جمادول کسریکفت جاہد کو میں میدان جنگ میں معزولی کا فاروقی حلقہ نامہ ملا۔ لیکن یہ معزولی ان کیلئے اشتغال انیز شابت ہوئی نہ ہو صلیف رس۔ وہ جسم جس پر جہاد کے زخمی نے چار انگشت جگہ بھی تیخ و سالم نہ چھوڑی تھی ہاں اسی جسم کے اندر دھر طرکتے ہوئے قلب روشن نے قربانی کا یہ اور بھی ہنسی خوشی سہبہ لیا اور اس کے سوا کوئی آواز سناتی نہ دی کہ۔

"ہم نے سنا اور سریم خم کیا۔" پھر تکر کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت ابو عبیدہؓ کے متعلق کہ جن کے ہاتھ سے برسر عالم ان کی سپہ لاری کی

## جانبِ تحریر عزیزی

# جانبِ بن حیان؟

چند سوی دن بعد اس کا باب گرفتار ہو گیا اور اسکو حکومت دشمن سرگزیوں میں حصہ لینے کی بنا پر موت کی سزا دی گئی۔

۶۷۶ء میں جب تحریک کامیاب ہوئی اور خاندان بنی عباس اس بنی امیہ کی خلافت کا خاتمہ ہو گیا تو خاندان بنی عباس اس حداثے کے بعد اس کی بانی جابر کے ہمراہ اپنے قبیلے میں عرب چلی آئی۔ یہاں جابر کی تعلیم و تربیت ایک لائق استادِ عربی الیماری ہوئی زیر نگرانی شروع ہوئی جابر نے قرآن تتم کیا پر اپنی و دیگر علوم کی تعلیم حاصل کی اور یونانی زبان سیکھی۔ ان دونوں میں حضرت امام حفص صادق کا فیض عام تھا۔ جابر بدینہ چلا آیا اور امام حفص صادق کے ہاتھ پر تربیت کی۔ حضرت امام ہی کے فیض تربیت کا اثر تھا کہ باوجود اپنی مکمل تربیت اور بیان اپنے صرف ویسیت کے جابر کا پابند نہ ہب رہا جسند دن یہاں قیام کے بعد وہ پھر کوڈلوٹ آیا اور ایک دنیا ری تحریک گاہ قائم کی اور تحقیقات میں نہ کم ہو گیا۔

۶۷۷ء میں خاندان بنی عباس کا حکومت ہارون رشید تخت نشیش ہوا۔ ہارون رشید کے دونوں ذریعیتی برکتی اور تحریری بھی علم و فن کے قدر داں تھے۔ اپنی تحقیقات کی وجہ سے جابر کی شہرت بعد از ایک ہیئت کی تحریف رکیتے اسے بغداد ملایا وہ یہاں چند سال رہا اور حیضہ برکتی کے قتل کے بعد پھر واپس چلا آیا اور اپنی تحقیقات میں صروف ہو گیا۔ سونا کس طرح تیار کیا جاسکتا ہے وہ اس سے واقف تھا۔ چنانچہ اس ضمن میں وہ تمام تحریریاتی عمل حل کرنا کشید کرنا اور جوہر حاصل کرنا جانتا تھا اور کیا وہ تحریریات میں ان سے مدد ملتا تھا۔

تحریریات کے بعد جابر نے یہ نظر یہ پیش کیا کہ متام دھاتیں گزد حکم اور پارے سے بینی ہیں اور جب یہ دونوں

ساتوں صدی عیسوی میں جیک پادریوں کی تباہ نظری سے علم و فن کا ہم و نشان ٹھا جا رہا تھا اور علم و حکمت کی بات کرنے والے کا سر جیر و شندوں سے کچل دیا جانا تھا۔ ایسے تاریک دوہیں احیا علم و حکمت کے لئے عرب کے صحجوں سے ایک آوازِ اٹھی "علم حاصل کرنا ہر سماں مردوں عورتوں پر فرض ہے" یہ آوازِ علم کائنات فخر موجود وات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ آپ نے مزید فرمایا "علم حاصل کر دخواہِ تھیں (دور دراز بلک) چین جانا پڑے" اس ارشاد کے بعد فریان بنی روزے زمیں پر حلم و فروزان کرنے کے لئے سرگرم عمل ہو گئے۔ خاص کر ساسی میدان میں ملازوں نے اپنی منتکتہ رس طبیعت اور تخلیقی ذہنیت کے خوب جوہر و کھلائے ملا اپنے علم کیسا، طبیعت، بحث، طب، سیاست، علم پرہیت اور سر جری کے میدان میں اپنی تحقیقات سے نہ صرف فراموش شدہ علوم کو زندہ کیا بلکہ ان کوئی دسرت بخشی۔

یورپ کے محقق و نوئرخ اس بات پر مستحق ہیں کہ دنیا کا پہلا کیمیا داں (کیمیسٹری) جابر بن حیان تھا۔ جابر بن حیان کا اعلان جزوی عرب میں آباد تھیے آزو سے تھا بعد میں یہ خاندان کو فسم شنفل ہو گیا۔ کوڈ میں جابر کے باپ حیان کی دو اسازی کی دکان تھی۔ اس زمانے میں خاندان بنی اسیہ کی خلافت دم توڑ ہی تھی اور اسکی جگہ خاندان بنی عباس کو بر سر اقتدار لانے کے لئے ایک منظم تحریک چلانی جائی تھی۔ تحریک خاندان اہل سنت پر کربلا میں پڑی ہوئی افتاد کا رد عمل تھی جو حکومت کی تھی کے باوجود یہ مخالف حکومت تحریکی عوام میں قبول ہوئی تھی۔ ایران کا شمالي صوبہ خراسان اس تحریک کا مرکز تھا جابر کا باپ بھی اپنا کاروبار چھوڑ کر اس تحریک سے والستہ ہو گیا اور تھرا سان سے قریب شہر طوس چلا آیا۔ یہاں ۶۷۸ء میں جابر تولید ہوا جابر کی پیدائش کے

کچھ ٹھیکری، ہمیرا کسیس اور قلمی شورہ والا اور اس کے مئھنگے کو بند کرنے سے کوئی کام پر کھڑیا پکھدی بعد حوارت کی وجہ سے ابینق کی نلی سے بھورے رنگ کے بخارات نکلنے لگے یہ بخارات پیروی برتن ہیں جو چڑے کا تھادِ اخیل ہم کمالی کی شکل میں تبدیل ہو جاتے تھے۔ یہ مالع اتنا تیر تھا کہ اس سے تابے کے برتن میں سوراخ پر لگئے۔ اس کو چاندی کی گٹھوری میں جمع کرنے کی کوشش کی گئی تو اس میں بھی سوراخ پر گئے چڑے کی مصلی میں بھی اس سے سوراخ ہو گئے اور قرع کوئی نقصان پہنچا اس کا رنگ بدال لیا گیا۔ میں نے اس مالع کو انگلی تکانی تو بیری انگلی جل گئی۔ اس مالع میں قلمی شورے کا جو کیونکہ زیادہ تھا اس نے میں نے اس کو قلمی شورے کا تیرزاب "نام دیا۔ عام اشیاء میں درو ہی چیزیں شیشہ اور سونا ایسی ہیں جو پتیرزاب کا انہیں ہوتا" اس کا میاپی کے بعد جاہر نے اسی قرع ابینق سے چھپری اور ہمیرا کسیس کو حوارت پہنچا کر ایک اور مالع حاصل کیا گیا اور اس کی دھاتیں جیسی تھیں اس مالع سے کاغذ گل جاتا تھا اور کھانڈ پر ڈالا جاتا تو کھانڈ کا رنگ سیاہ ہو جاتا پایا جاتا سے اس میں اور حوارت پیدا ہوتی جن سے اس کی حدت ٹڑھ جاتی۔ جاہر کی اس دریافت کو آج یعنی "گندھک کا تیرزاب" بتتے ہیں۔ اپنے ایک اور بے مثال تحریرے میں جاہر نے پھر لکھا ہمیرا کسیں اور قلمی شورے میں ایک جو تھی چیز تو سادر اضافہ کی اور ان چاروں اشیاء سے ساقی طبقے پر قرع ابینق سے ایک تیرزاب حاصل کیا جو پہلے تیرزابوں کے مقابلے میں بہت تیر تھا اس سے سونا بھی گل جاتا تھا۔ اسی مناسبت سے جاہر نے اس کا نام "ہارالملوک" یعنی بادشاہوں کا پانی رکھا جاہر بن جیان نے اپنی تصیفیات میں سفیدہ، سنتھیا اور ان کے سلفائڈر سے حاصل کرنے کے طریقے بھی پوری وضاحت سے لکھے ہیں۔ علم شاعری منطق اور انکھاں روشنی پر علیحدہ رسالے بھی تحریر کیے ہیں۔ جاہر نے اپنی ایک جماعت تصیف میں دھات کے مرکبات یعنی کشتہ بناتے کے طریقے بھی بتائے ہیں وہ یوں کاست اور سرکھی جیسے نباتاتی تیرزابوں سے واقف تھا۔

منفرد حالت میں ایک دوسرے سے کیمیا دی ملاب کرتی ہیں تو سونا پیدا ہوتا ہے لیکن اگر یہ دلوں دھرات نہ ہوں اور ان کا کیمیا دی ملاب ہو تو یہ گرانٹا نتوں کی موجودگی اور ان میں کمی میشی سے دوسری دھرات مثلًا چاندی، سیسیس، تانہ دخیرہ پیدا ہوتا ہے۔ جاہر نے اپنی تصیفات میں فولا دبنتے چھڑا رکھنے، دھات کو صاف کرنے لو ہے کوئنگ سے بچانے کے لئے رنگ، بالوں کو سیاہ کرنے کے لئے خضاب اور اسی سیم کی دیگر اشیاء تیار کرنے کے طریقے لکھے ہیں۔ ان تمام تحریبات اور کوششوں کے علاوہ جاہر کا سب سے بڑا کارنامہ تین معدنی تیرزابوں کی دریافت ہے جن کو دنیا میں پہلی بار اس نے قرع ابینق کی مدد سے معلوم کیا تھا۔

کیمیا دی آلات میں قرع ابینق جاہر کی ایک بے مثال ایجاد ہے۔ اس الہ سے عرق نکلنے، کشید کرنے اور جوہر کلانے کا کام ریا جاتا تھا۔ یہ الہ دعیجہ علیحدہ جھوٹ پشتمن تھا ایک کو قرع اور دوسرے کو ابینق کہتے ہیں قرع کی شکل ہے مسراجی جیسی اور ابینق بھی کے کی طرح تھا اس کے بازو ایک نالی کی رہتی یہ ابینق قرع پر بالکل فٹ ہو جاتا تھا۔ یہ دلوں اعلیٰ چکنی میں سے نوائے چاتے تھے جب قرع ابینق کے کسی مالع کو شید کرنا ہوتا تو اسے قرع میں ٹوالی یا جاہانا یا کسی شے کا عرق نکالنا ہوتا تو اس کو پانی میں بھجو کر قرع میں بھجدیا جاتا۔ بھراں کی گرد میں ابینق کو اٹا کر کے لگادیا جاتا اور دلوں مقام اتصال کو محفوظ رکھنے کیلئے گندھ سے ہوتے آئے یا گلی میٹی کا لیر پ لگادیا جاتا اس کے بعد قرع کو چھٹے پر کھدر کر آگ سے حوارت پہنچا یا جاتی۔ اس عین سے قرع کے اندر کی شے سے بخارات نکل کر ابینق میں داخل ہو کر لمی نالی کے راستے باہر نکلنے شروع ہوتے۔ اس نالی کیسا تھے ایک بوتل لگادی جاتی اور بوتل کے بیرونی حصے کو ٹھنڈتے پانی میں ڈبو کر کھدریا جاتا بوتل کے اندر ٹھنڈتے کر سنبھنچے سے یہ بخارات دوبارہ مالع ہو جاتے اور یہ مالع قرع میں ڈالی ہوئی شے کا عرق یا جو ہوتا تھا۔

جاہر نے اسی قرع ابینق کی مدد سے شورے کا تیرزاب دریافت کیا تھا جس بارے میں وہ لکھتا ہے میں نے قرع میں

**تحفہ کر ملا** کر بارے موضوع پر ایک فکر انگیز کتاب۔  
تحفہ کر ملا تقلیدی اسلوب کے جماعتے تنقیدی اور تحقیقی  
انداز نظر، منطقی فکر اور متین و متوازن طرز تکارش۔ اسے  
پڑھکر آپ کچھ سوچنے پر مجبوہ ہوں گے۔ ساڑھتے میں روپے  
**اسلام کا نظام اراضی** مولانا مفتی محمد شفیع کی مفہوماتی تایف  
کی تحقیق عشرہ خارج سے تفصیلی احکام ہند پاک کی زمینوں  
کی حیثیت۔ قیمت — ساڑھے سات روپے۔

**طائفیہ** [چھٹی صدی ہجری کے جلیل القدر فقیہ و  
المحدث علامہ ابن الجوزیؒ کی محیب کتاب  
کتاب بالاذکیاء کا ارد و ترجیہ۔ سات سوا یہیں طائف و  
قصص جن میں ذہانت و ذکاؤت حاضر جوابی تکشیبی فہری  
مزاج اور مشعت لفظی کے رنگارنگ جلوے ملتے ہیں۔  
قیمت — پانچ روپے۔

**تذکرہ شاہ ولی اللہ** [اپنے دور کے امام حضرت شاہ ولی اللہ  
الدبلویؒ کی مفصل تذکرہ و تعارف  
تازہ ایڈیشن تصحیح و ترجمہ کے ساتھ۔ ساڑھے چار روپے  
اسلام مشرق میں ای اشاعت کس طرح ہوئی اور  
اس کے وسائل و ذرائع کیا تھے۔ ایک تحقیقی کتاب۔  
قیمت جلد — ساڑھے چار روپے۔

**مرتکبے بعد کیا ہوگا؟** [اپنے موضع کی ایک معلوم افزایش  
کتاب۔ دو روپے پھر پہنچ پڑے۔

**الرامات کا جائزہ** [ان الزمات کا منصفانہ جائزہ  
مودودی پر کبھی قتوں کی شکل میں کبھی کتابوں اور مشتہاروں  
کی صورتیں لگاتے جاتے ہیں۔ قیمت — ڈھانی روپے۔  
**الواز قدیمہ** [ام عبد الرہاب شعرانیؒ کی مشہور تایف  
ترجمہ۔ قیمت — چھروپے۔

لکھنہ تخلیٰ — دیوبند (بی۔پی)

آج بھی کیسٹری کی ہر کتاب میں جابریں جیان کے ان  
بے شال تحریروں اور لاغافی کارناموں کا ذکر موجود ہے سب نے  
اس کو کیہیا کا موجہ مانا ہے۔ جابر کے یہ تحریرے آج بھی نہیں  
واقوں کی رہنمائی کر رہے ہیں۔ ان علمیں کارناموں کے انجام  
دینے کے بعد جابر نے پچاڑوے پر بس کی عمر میں سختہ عیں  
وفات پائی۔ جابر کی قائم کی ہر قسمی لبیا رُتھی اور اس کے  
آلات اس وقت برآمد ہوئے جب دوسرا سال بعد اس  
علاقہ کی حوصلی کرائی گئی

**تجھیاتِ کعبہ** [کعبہ اور مکہ اور حج و زیارت کے فضائل  
وزار ازار و برکات وغیرہ۔ مجلد تین روپے

**تجھیاتِ مدینہ** [ما مفصل تذکرہ۔ زیارت کے آداب۔  
مساکن و مقامات اور طائف و ارادات کی تفصیل۔

قیمت مجلد — ڈھانی روپے۔

**علم نماز** [ناز سیکھنے کی عذر کتاب۔ اردو پچاس پیسے۔  
ہندی پچاس پیسے۔

**یکاجت اسلامی حق پر** [دنیا بھر کے علماء و فضلاء  
کے فتوے اور فیصلے ایک  
اہم کتاب جو مخالف و موافق ہر ایک کے لئے تفید اور  
لچکپ ہے۔ قیمت — تین روپے۔

**مولانا مودودی سے ملے** [مولانا مودودی کی شخصیت  
دعوت، ان کی شش، ان کی پوری زندگی کے احوال و کواف  
پر آسیا گیلانی کی ایک مسیو طکتاب۔ دنیا بھر کے علماء،  
اہل فکر اور ارباب قلم کی آراء۔ ساڑھے تین روپے۔

**انہارِ حقیقت** [جماعت اسلامی پر کئے گئے اعتراضات  
کے مدلل و شانی جوابات۔ ڈیڑھ روپیہ  
**مولانا مودودی اور جماعت اسلامی** [۸۰ علماء کی نظمی  
قیمت — ایک روپیہ

**انوار اسلام بحوث مصایب حکم الاسلام** ایک اریہ سماجی علم کامل دل جواب دلچسپ اور شاندار حصہ اول دل حادثی روپے حصہ دوم۔ دل حادثی روپے۔

**خطبات مدرس** سیرت کے موضوع پر مولانا سید سید علی ندوی کے شہر آفاق خطبات اپنی نوع کی واحد پیغمبری قیمت۔ سارے تین روپے۔ نیوض نیزدائی اشاعت الفقادری جلالی کی الفتح الریاضی کا اردو ترجمہ۔ پڑھنے اور فائدہ اٹھانے کی چیز ہے۔ قیمت۔ سارے تین روپے۔ ۱۰۵۔

### فارسی نصیحت جدید

کم وقت میں فارسی کی بہترین ہمار پیدائش کیلئے سب سے اچھا نصیحت۔ ذیل کے حضرات نے اس نصیحت کو پسند فرمایا ہے:- مولانا شیخ انحمد مدینی۔ ہمیں صاحب دارالعلوم دیوبند۔ مولانا سید احمد اکبر ریاضی۔ مولانا ابہر القادری۔ درج ذیل کتابوں پر مشتمل ہے:-

- رہنمائے فارسی ۲۳۸۔ • معین فارسی ۲۷۴۔ • دروس فارسی ۵۰۔ • اصول فارسی اول و دوم ۱۰۲۵۔ • نصیحت فارسی ۶۶۲۔ (کامل نصیحت کی قیمت تین روپے اٹھارہ پیسے انگریز کام کی سوانح) مصر کے شہر آفاق عالم اور حقیقت استاذ ابو زہرہ کی تالیف کی ہوئی ذیل کتابوں کا اردو ترجمہ اس وقت دستیاب ہے۔ شائقین فائدہ اٹھائیں باخبر حضرات جانتے ہیں کہ استاذ ابو زہرہ کی تالیف کروں تک اپنی تحقیقی مواد تدقیدی زاویوں اور تاریخی تراث نگاہیوں کا لاجاب گلزار ہوتی ہوئی ہیں۔

حیات امام ابوحنیفہ	پندرہ روپے
آثار امام شافعی	بارہ روپے
حیات امام مالک	تسن روپے
حیات امام ابن تیمیہ	ایکس روپے
اعظازہ	چھارہ روپے

حیات امام ابن حزم

**حضرت شاہ ولی اللہ عزیز** کتاب جو اپنے متنوع مضامین اور فکرات اسایب کی بناء پر ساری دنیا میں قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ عمرانیات، سیاست، کلام منطق، فقہ، تاریخ، تہذیب و تحریک سمجھی طرح کے مضمون عالمی جامع۔ ایک کالم میں عربی، بال مقابل عالم فہم اردو ترجمہ۔ دو جلد و میں مکمل۔ قیمت غیر محلہ۔ میں اروپے (محلہ جو بیلیں روپے)

**حضرت عزیز** سیرت پر بیشار کتابیں لکھی گئیں۔ **اصح اسیر** مختصر بھی اور صحیم بھی۔ متوسط ضخامت کی کتب سیرت میں مولانا دانا بوری کی یہ کتاب اپنا جواب ہمیں رکھتی۔ سلسلۃ زبان، سلیس پریامیہ، اعلیٰ تحقیق۔ مآخذ کے جواب اور مختلف فہریات و ادعات و ردوداًیات میں محاذ اط موائزہ اور تنقید۔ خود و خواص دونوں کے لئے یہ کتاب نہایت مفید اور معلومات کثیرہ کا خزانہ ہے۔

قیمت غیر محلہ۔ میں اروپے (محلہ بارہ روپے)

**التشرف** کی معروف کتاب۔ قیمت۔ بارہ روپے۔ **مسیح مسیحیانہ کتب** طلباء بن العرب نکی کے قلم پاروں کا وہ انتخاب جسے بار بار پڑھ کر بھی لوگ سیر نہیں ہوتے۔ اچھی کتابت و طباعت اور تبلیغ و تصور گرد پوش کے ساتھ۔ قیمت۔ پانچ روپے۔

شمس توید کے روح پرور اور ایمان بیان ہم مسلمان ہیں؟ افزور مضامین کا مجموعہ۔ ادب و انشاء کی رخصائیوں کا ایمن۔ حصہ اول سو اس دو روپے ۱۰۲۵ حصہ دوم۔ تین روپے۔

**مومن ماه و سال** محدث دہلوی ہیں اور ترجمہ بڑے اہتمام سے ایک پاکستانی ناشترنے چھاپا۔ معمولی احادیث نام سے ظاہر ہے۔ دونوں ہمینوں اور سالوں کے باہمے میں حدیث مع نقد و نظر۔ قیمت۔ سوا آٹھ روپے۔ ۸۲۵

## گپاں تسلی

# اسلام کے تین سویں روں کا مصالحانہ روایہ

مقابر کی مرمت کا حام و سیع بیان نے پر سہر رہا ہے

اگر سو ویٹ روں کی خارجہ پالیسی کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا جائے تو سو ویٹ پروپرٹیز کے کاریا انداز بخشنے میں کوئی مشکل باقی نہیں رہتی۔ اگر سلم ممالک کو اس بات کا تقین دلایا جائے کہ کوئی ویٹ صرف اسلام کے پرہیزوں اور رجعت پسند سلم زباناؤں اور تنظیموں پری کے مقابل فہیں تو ان ملکوں کی آبادی کے کافی حصکو جو ترقی پسند کہلا کر بہت خوش ہوتا ہے۔ سو ویٹ کا سہنہ ایسا یا جا بخت ہے اور بعض سلم ریاستوں کو بھی روں کی خارجہ پالیسی کی تائید پر آمادہ کیا جاسکتا ہے۔

روں کی پالیسی کا یہ نیا سو ویٹ قابلِ فہم تو ہے لیکن اس سے پیشہ اخذ کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہو گا کہ اسلام کے تین سو ویٹ روں کے روئے میں کوئی صدق دلانہ تباہی پیدا ہو گی ہے اگر سو ویٹ اخباروں اور ریڈیو کی ان اطلاعات کا مطالعہ کیا جائے جو عرب ممالک کیلئے نہیں بلکہ خود روں کے باشندوں کے لئے ہوتی ہیں تو اس نکتے کو باس نیچھا جاسکتا ہے۔

”سائنس اور تہذیب“ روں کا ایک منہج ہو رفاقتی جریدہ ہے۔ اس کے اکتوبر ۱۹۶۵ء کے شمارے میں ”اسلام کی رجعت پہنچانہ“ سرشنست ہے کہ عنوان سے ایں آئی مکمل ورچ کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں اسلام کی تعلیمات کی بھی مخالفت کی گئی ہے اور اس کے تاریخی کردار کی بھی۔ اس مضمون میں درج ہے کہ اسلام کی تعلیمات اور اس کا تاریخی کردار ہر شخص کو اس بات کا تقین دلاتی ہے، پسکہ اسلام کے اخلاقی مطالبوں کا حقیقتی انسان دوستی، اخوت اور جانی چارے کے اصولوں اور کمیزیتِ ضابطہ اخلاق سے کوئی تعین نہیں

دنیا میں مسلمانوں کی آبادی کا اندازہ ۲۳۰ کروڑ بیچاں لاکھ ہے اور دینِ اسلام دنیا کے ۲۳۰ ملکوں میں پھیلا ہوا ہے۔ دنیا کی جمیع دولت اور ہم خام اشیاء و مثلاً تیل، بریٹ اور دسری قسم کی پیداوار کا کافی حصہ سلم ممالک میں موجود ہے اور اپنے محل و قوع کے لفڑی سے عالمی طاقت کے موجودہ توازن میں سلم ممالک کی حیثیت انتہائی اہم ہے۔ یہ بات سو ویٹ یونین کو سلم ممالک کے تین مصالحانہ رویہ اختیار کرنے پر جو کہ رہی ہے اور دینِ اسلام کے تعلق اس کی پالیسی پہلے کی نسبت اب بعددل ہے۔

سو ویٹ یونین کی طرف سے سلم ممالک کی ”رجعت پسند“ جماعتوں پر بھی تنقید کی جا رہی ہے جس میں اخوان المسلمين ہر فضیلی ہے اور جو گروہ اتحاد اسلامی کے خلاف سب و تم کی بارش کی جا رہی ہے لیکن جو سو ویٹ پروپرٹیز عرب ممالک میں کیا جا رہا ہے اس میں مسلمانوں کے نیازی مذہبی عقائد کو ٹھیک پہنچانے سے اختباب کیا جا رہا ہے اور اس بات کی بھی پرده پوشی کی جا رہی ہے کہ اکیسی تین ہزار پولیک سحملہ عقیدہ ہے۔ سو ویٹ پروپرٹیز کے لئے یہ بات بھی متواتر کری جا رہی ہے کہ کیونکہ ملکوں میں مسلمانوں کو ”ندہی آزادی“ حاصل ہے۔ ماسکو کی پڑی سے ماسکو کی پڑی سجد کے امام کے اس قسم کے پیاتاں لشہر ہوئے ہیں کہ روں میں نہیں آزادی موجود ہے اور روں کی اخباری ایجنسی نو روٹی نے اس قسم کی اطلاع نشر کی ہیں کہ وہاں مسلمانوں کی نہیں تقریبات منانی جاتی ہیں اور اور مسلمانوں کو فرضیہ حج کی ادائیگی کی بھی اجازت ہے گزشتہ برس میں تسلی ایشیا اور قازقستان کے سلم اور ڈسکریٹی پا یا غاذف کا ایک بیان نشر کیا تھا جس میں بتایا گیا تھا کہ مساجد اور

غتاب اب بھی نازل ہوتا رہتا ہے۔ مذہب اور سائنس“ کے جوں ۱۹۶۶ کے شمارے میں ایک ایسے مزدود کی گئی درجے سے ہے جلد شہزادوں کے بلکس چوری کے لازم میں سزا دی جائی اور اس کی شناخت گھٹا دی گئی۔ اس کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ ایک مذہبی فرقے سے تعلق رکھتا تھا۔ مقدارے کے دروازے میں اس سے کہا گیا کہ اگر وہ اپنے مذہب کو خیر باد کہدے تو مقدمہ والپس لے لیا جائے گا۔ اسلامی ممالک کی رائے عامہ سو ویٹ روں اس کے پروپرگنڈے سے متاثر بھی نہیں ہو رہی کہ اس نے اسلام کے تین اپاراویتیں بلیں یا ہے لیتنا فی اخبارِ تاہر“ کے الفاظ میں تمام مسلمان اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ مذہب کی آزادی“ کے تعلق سو ویٹ حکام کی باتیں خالی باتیں ہی ہیں۔ مذہب کے خلاف ان کا چہار دجارتی ہے۔

۱۹۶۵ء میں بخوبی مخطوب میں تو ترا اسلامی کا بوجا احلاں ہوا تھا اس کی قرار دلوں میں اسلامی ریاستوں سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ ”وہ احاد، تحریکی تصورات اور کیونزم“ کے خلاف جہاد کریں کیونکہ کے نائب وزیر آباد کاری سٹرک چاگوئے بھی اسی قسم کی بات کی تھی جو مہماں میں تقریر کرتے ہو تو کیونزم سے خبردار ہو کیونزم مذہب کا احترام نہیں کرتا اور کیونزم خدا کو نہیں مانتے۔

ان عرب ممالک کے لیڈر بھی جو پہلے آپ کو شش سو شش سو کہنے ہیں عرب سو شش زم اور سا کر سو زم میں انتیار کرنا ضروری تھا تھیں ۱۹۷۲ء میں سخن و عرب جمپوری سے عرب سو شش سو شش سو زم یونیون کا جو قومی چارٹر جاری کیا گیا تھا، اس میں اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ عرب سو شش زم اور سا کر سی تصورات میں کوئی تعلق نہیں۔ ۱۹۶۴ء میں اسی چارٹر کو عراق کی عرب سو شش سو شش سو زم یونیون نے بھی تسلیم کرایا تھا۔

”اس جیدہ کے اس شمارے میں یہ بھی درج تھا کہ سو ویٹ قلم ”اسلام کی حقیقت“ کا مقصد اسلام کی غیر انسانی سرشست اور اس کے سماجی اور اخلاقی اصولوں اور اس کی تعلیمات کی خطرناکی کوپے نقاب کرتا ہے“ ۱۹۶۴ء میں ایسے گذشتہ گذشتہ ایک کتاب شائی ہوئی تھی جس کا نام ”ظریفہ اسلام“ کا مقابلہ کیا جائے گی؟ اس کتاب میں تحریر تھا ”کیونزم کے تصورات تعلیمات اسلام کی تکذیب کرتے ہیں اور ان میں اور قرآن کے ادعائی تعلیمات میں کوئی مطابقت نہیں“

جب تاس نیوز ایجنسی سبقتی بابا خانوف کے اس اثر ویکو شہرت دے رہی تھی کہ سو ویٹ روں میں مساجد اور مقابر کی حرمت کا کام وسیع پیاڑا پر پھوڑ رہا ہے تو ”سو ویٹ کی غیر“ نے یہ خبر شائع کی کہ ادھار کے غان میں ایک اسقیرہ سماں کر دیا گیا ہے اسی اخبار میں ایک اور خبر شائع ہوئی تھی کہ ایک خصوصی کیشن نے تحقیقات کے بعد ایک اور مسلمان بزرگ کی قبر کو سماں کرتے کام جگہ جاری کیا اور وہاں ایک شفاقتی اور اقراء قائم کر دیا گیا۔

جن سلم ممالک کو سو ویٹ روں اپنی مصلحتوں کے پیش نظر ترقی پسند ممالک کا نام دیتا ہے، مقامی پروپرگنڈے میں خود ان کے اسلامی کردار کو بھی ہفت تنقید بنا یا جاتا ہے ماسکو سے شائع ہئے والے ایک اخبار اکنونیکا افریقی“ میں کے آئی، کہ ”لشکر کن کا ایک صفحوں شائع ہوا ہے جس میں درج ہے“ کوئی شخص اس سے چشم پوشی نہیں کر سکتا کہ مخدود عرب جمپوری میں سمل ملافل کا بڑا اثر ہے اور وہاں کے سپانڈر عوام جنون کی حد تک مذہبی ہیں یہ ناخواندہ ندہبی عوام جو اسلام کے اندھے مقلد ہیں، سو شش زم کے عقیدے کو صرف یہم طور پر پہنچ سکتے ہیں“

اسلام اور کیونزم میں مطالبات دھوپڑنے والوں کے مصنفوں نے اپنے روایتی کاظہ اران لفظوں میں کیا ہے۔ مذہب کی ایویون اور اسلامی جنون عرب سو شش زم کے نظریہ سازوں کے عالمی اندماں نظر کو ریٹھ ایجاد کیتے ہیں۔ اس لیکن دنگدہ عرب جمپوری کے کئی تعلیم یافتہ اور سیاسی طور پر بالغ لبیڈ راجح ہیک اسلام کے اثرات سے آزاد نہیں“

مذہب کے ماننے والوں پر سو ویٹ روں میں سرکاری

## اسلام اور محاذات

از علامہ شبیر احمد عثمنی ر  
مکتبہ شیخی - دیوبند (بیرونی)  
۱/۵۰۔ فریضہ روپیہ

## حکماء یونان اور تاریخ

عقیدہ ہتا۔ پھر یہ فرقہ اسلام کے ابتدائی دور کے نزدیک ہے، یہ بعد میں پیدا ہوتے۔ مگر اس قوم اور کس نزدیک میں نہیں ہوتے جو ہندوستان کی تاریخ مختلف الاعقادات فرقوں سے بھری ہوئی ہے جو وید، ویدک نزدیک اور ویدک فلسفہ کے خلاف تھے۔ انھیں میں مشہور عالم فرقہ پودھوں اور سکھوں کا ہے جو ہمارے سامنے موجود ہے۔ کیسا نیہ، ہاشمیہ اور قلة کا طبل پرست ہوتا تو اس سے ثابت ہے کہ وہ حرف غلط کی طرح مدث گئے۔

### روح کی بحث

آجے چل کر مصنف نے لکھا ہے:-

”حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے روح کی خاصیتوں پر بحث کرنے سے اجتناب کیا۔ جب کبھی کوئی ان سے روح کے متعلق سوال کرتا تھا“ امر ربی ”کہہ کر اس کو ظالہ دیتے۔ یہ بات ان کی فلسفہ دانی کے خلاف یا موافق دلیل نہیں ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ بھائی صاحب تم اپنے اخلاق کی ہمدردی با توں کو سُدھارتے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔ فضول ایسی با توں کی بحث میں کیوں پڑتے ہو جو تھاری سمجھ سے باہر کی چیزیں ہیں۔“ (ص ۶۳)

اس سلسلے میں آگے لکھا ہے:-

”امر ربی پرفسروں نے بہت عقل اڑائی ہے اور جو کچھ علم ان کو درستی جلسوں سے مل سکا اس کی مدد سے

”حکماء یونان اور تاریخ“ مصلحتِ اسلام کی کسیوں فصل کا عنوان ہے۔ اس فصل میں مصنف نے بہت سی دوراز کار بختیں کی ہیں جن سے ہمیں واسطہ نہیں۔ تم اپنی بخشش کا جائز ہیں جو اسلام سے متعلق ہیں۔ مصنف نے فصل کا آغاز اس طرح کیا ہے:-

”اسلام کی ابتدائی تعلیم سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مسلم تاریخ اعتقاداتِ اسلام کے خلاف ہے۔ اسلام کے کئی فرقہ تاریخ کے قائل تھے، کچھ بخوبی اس طرح جیسے ہندو لوگ ملتے ہیں کچھ قدرے اختلاف کے ساتھ۔“ ص ۶۳

### حاجزہ

مصنف کی فطرت سی بن گئی ہے کہ ایک غلط دعوے کر کے اسے بار بار دہراتے جاتے ہیں۔ شخص قرآن مجید کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ کہتا ہے کہ اسلام کی ابتدائی تعلیم سے تاریخ کا اسلامی عقائد کے خلاف ہوتا ثابت نہیں ہوتا وہ دن کی روشنی میں آتا ہے کا انکار کر کے اپنے اندر ھجین کا اعلان کرتا ہے۔ مصنف نے اپنے دعوے کے ثبوت میں لکھا ہے کہ فرقہ کیسا نیہ، فرقہ ہاشمیہ اور فرقہ القلة تاریخ کے قائل تھے۔ انھیں کہ متعلق لکھا ہے کہ ان میں سے بعض ہندوؤں کی طرح تاریخ کے قائل تھے اور بعض قدرے اختلاف کیسا تھا۔ اتنے ہی سے معلوم ہو گیا کہ ان فرقوں کے عقیدے کی کوئی معین نبیاد نہ تھی، ان کی اپنی اپنی میراث و نکار تھی اور اپنا اپنا طبل

معترضین نے اس آیت سے یہ تجویز نکال دیا ہے کہ چون کہ سائل مکر کے لوگ تھے اور وہ پڑھنے لکھنے نہ تھے۔ اس لئے یہ جواب ان کی استعداد کے مطابق دیا گیا ہے۔

مصنف بھی اخھیں قرآن فہیوں میں سے ایک ہیں۔ واقعہ کا تعلق اہل مکہ سے ہے میں کن جواب کا تعلق سارے انسانوں سے ہے۔ دنیا کا کون انسان ہے جو کائنات کے تمام اسرار و رموز سے اتفہ ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ انسان اپنی تاثر ملی اور عقليٰ ترقیوں کے باوجود کائنات کے متعلق جو کچھ معلوم کر سکا ہے کیا وہ سمندر کے ایک قطرے کے بھی برائے؟

انسان کے علم و ادراک کی بساط بھی کتنی ہے، اس کی معلومات کا ذریعہ جو اس ہیں اخھیں سے وہ تحسیسات کا ادراک حاصل کرتا ہے۔ لیکن خود تحسیسات ہی کا دائرہ کتنا ہے۔ اس نے اگر انسان تمام عالم تحسیسات کا علم بھی حاصل کرے تو کہا اس کی حقیقت سمندر کے ایک قطرے سے زیادہ ہو گئی ہے حالانکہ اس کو عالم تحسیسات کا بھی پورا نہیں بہت تھوڑا ابھی علم ہے۔ صحیح ہے کہ پورا علم و عقل میں بہت ترقی کر گیا ہے۔ لیکن کیا علمت مغربی روح کی حقیقت دریافت کر لی ہے؟ اگر روح کی واقعی حقیقت دریافت کر لی گئی ہوتی تو تمام علماتے مغرب روح کے پاسے میں حقیقت الراستے ہوتے لیکن ایسا نہیں ہے۔ سب سے انکل بائزی کی ہے اس نے کسی نئے کچھ کہا ہے اور کسی نئے کچھ روح ہمیشہ سے قدرت کار از رہی ہے آج بھی رہا ہے۔ ویدوں نے روح کی کیا حقیقت بتائی ہے؟ مصنف نے اس کو بھی راز ہی رکھا ورنہ تم بھی دیکھتے گو ویدوں کا حلم کتنا رہا ہے۔

مصنف کو تو اپنے ندیہب کا بھی دھیان نہیں رہتا ان کے عقیدے کے مطابق روح مادہ سے الگ ایک شے ہے۔ اور وہ ایشور کی طرح خود پیدا لا ابتداء اور لا انتما ہے پھر روح جو مادہ سے الگ ہے اپنی ذات میں بھی اور صفات میں بھی وہ مادی عقل کی گرفت میں کیسے آسکتی ہے

قرآن شریف پر قوام چڑھانے کی کوشش کی ہے۔ آج کل سے علمائے اسلام بھی جن کو بیسوں صدی کے مغربی اور شرقی علوم کے تقریبے اس قدر معلومات ہو چکی ہیں قرآن کے محتوى الفاظ پر حاشیہ اور اٹی کرتے ہیں۔ لیکن بات وہیں کی وہیں رہتی ہے۔ ہمارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شاخ کاظیف کے نتایج اور غائب النظر مسئلہ پر بنے بھی بحث کی اور نہ قطعی فیصلہ دیا نہ تنازع کی تردید کی اور نہ ترجیح اور نجیخ کے جھگڑوں میں اپنے کو ڈالا۔ (صلالہ)

## جواب

قرآن مجید خدا کا کلام ہے۔ اس کی تعلیمات کا ایصال مقصود زندگی کے صحیح راستے کی رہنمائی، اعفاؤ و عمل کی صحیحی، سیرت و اخلاق کی اصلاح و تعمیر اور آخر دنگی کی فلاخ و نجات ہے۔ اس مقصود کے لئے ایسی تعلیم وہی اپنے اور تذکرہ موظطہ کی ضرورت تھی جس سے عامی اور اہل علم و داشت ہر طرح کے انسان یکساں فائدہ اٹھا سکیں۔ اس لئے قرآن مجید نے ایسے مسائل میں انسان کو نہیں اچھا یا جن کی حقیقت کا سمجھنا اس کے فہم و ادراک سے ماوراء الیتو۔ روح کا مسئلہ بھی الیسا ہی ہے۔ انسانی علم و ادراک ہزار ترقی کر جاتے انسان اتنا بلند ہو گکہ چاند پر اپنی ٹوآبادی قائم کر لے مگر وہ روح کی حقیقت کو پا نہیں سکتا۔ اہل مکہ نے یہودیوں کی شہر پر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے متعلق سوال کیا تو یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الدِّرْسِ لَوْلَا كُنْتَ مَعَ رَحْمَةِ رَبِّهِ  
الْقَوْمُ وَهُوَ قَلِيلٌ إِلَّا وَلَوْلَا كُنْتَ مَعَ رَحْمَةِ رَبِّهِ  
كَمْ لَمْ يَكُنْ لَكَ مَعَ رَحْمَةِ رَبِّهِ مَنْ سَأَلَكَ  
مِنْ أَعْلَمِ الْعِلَمِ إِلَّا قَدِيلٌ إِلَّا وَلَوْلَا كُنْتَ مَعَ رَحْمَةِ رَبِّهِ  
رَسُولُهُ بْنِ اسْرَائِيلَ آیَتُهُ  
وَهُوَ بَهْتَ تَهْوِيَّةٌ

قرآن مجید کی حقائق بیانی سے نہ اتفق ہند و شانی

ہے اور دوسرا عالم مخفایہ است۔ آخری عالم کی بجائے خود کوئی حقیقت نہیں ہے۔ شخص پہلے عالم کا علس ہے۔ اس طبع نے اس فلسفے کو ایک ڈھکو سدہ قرار دے کر اسے روک دیا۔

جن حکماء یونان کی اٹکلی بازیوں کا یہ حال تھا انکو پیکر علم و حقیقت مصنفوں نے قرآن مجید کے مقابلے میں تساخ شکست میں پیش کیا ہے۔ ہم مصنفوں کو بتائیں، ایک زمانے میں یونانی ہی نہیں حضرت علیہ السلام سے پہلے اہل روم بھی تساخ کے قائل تھے۔ قدیم مصریوں میں بھی اس عقیدے کے آثار و علام ملتے ہیں۔ باحول کے اثر سے یہودیوں میں بھی یہ عقیدہ داخل ہو گیا تھا۔ لیکن اسے کہیں ثبات حاصل نہ ہوا۔ جان جما علم و عقل کی شرح روشن ہوتی۔ اس عقیدے کا علم و عقل کے خلاف ہونا واضح ہو گیا۔ اب یہ عقیدہ مغربی افریقیہ، جنوبی افریقیہ، مدغاسکر، وسطیٰ اسٹریلیا، انڈونیشیا، اوشانیا، شمالی و جنوبی امریکہ وغیرہ کی حاشی اور تم وحشی قوموں میں باقی ہے۔ ان خطوں کے باشندوں کے سوادیں اسی کی تام اہل علم اور ہبہذب قویں اس عقیدے کو روک چکی ہیں۔ (اسلامی تہذیب اور اس کے مبادی حصہ ۲۳۷ از مولانا ابوالا علی مودودی)

### تساخ ایکٹ کو عقیدہ

شری ہے دیال گویند کائنات دھرم کے ایک ممتاز عالم ہیں۔ ان کا ایک کتاب ہے ”پر کوں اور پر جنم“ ہم نے اپنی کتاب ”اوامن کا تھقہی جائزہ“ میں اس کتاب پر کامبھی جائزہ لکھا ہے گوئے کاجانے اس کتاب پر میں ایک تھا انکی ہے۔ داچ شرکت کی (نیچی کتاب) اور جی لکیتا راتا (نیچی کتاب) باب بیٹھتے تھے۔ باپ بیکار گائیں داں لیکر تھا۔ بیٹھ پھیرتے تھا۔ اس نے سوچا بھلا ایسی تکمی خیرات کا لیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اس نے باپ کو اس طرف توجہ دلاتی۔ باپ نے تشویش ہو کر اسے جم لوک (موت کی دنیا) میں بھیجا۔ جم راج (ملک الموت) نے تھی کیتا سے تشویش ہو کر کہا۔ ”تمہیں تین چیزوں مانگنے کا اختیار دیا جاتا ہے۔ مانگو کیا مانگتے ہو؟“

اور انسان کو خدا سمجھا تا بھی تو اس کی حقیقت انسانی علم و ادراک کی گرفت میں کیسے آسکی بھی؟ ہر طرف سردارتے کے بعد انسان کو قرآن مجید کے سامنے مسیحیت حم کے بغیر چارہ نہیں۔ الایہ کہ وہ ظنن و میتوں کی دادیوں میں ہی سرگردان پھرتا رہے اور پاگلوں کی طرح مگن رہتے کہ وہی سید ہے راستے پر ہے۔

مصنفوں نے تساخ کے عقیدے کو طبیعت اور فنا اللہ کہا ہے اور یہ دکھانا چاہا رہے کہ اس عقیدے کی بارگی کی وجہ سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بحث میں نہیں پڑے حالانکہ حقیقت اس کے بر عکس ہے۔ تساخ کے عقیدے کی کوئی احیلیت ہی نہ تھی پھر قرآن مجید نے خود عقیدہ آخرت کی تعلیم دے کر بہطن اور قیاس کا فتح قمح کر دیا۔

### تساخ قدیم جاہل قومی کا عقیدہ

مصنفوں نے تساخ کے عقیدے کی تہذیب کر کر کوئی تساخ لکھتے ہیں۔ ”یونان کے قدیم فلاسفہ صاف طور پر تساخ کے قائل تھے۔ فیتا خورش جو قبل تج چھٹی صدری میں پیدا ہوا تھا وہ تساخ کو مانتا تھا۔ سقراط کی موت کا قصہ ہی اتنا دلچسپی کہ اس کو پڑھ کر کوئی تساخ کا منکر نہیں ہو سکتا۔“ سقراط کا قصہ اتنا دلچسپ نہ ہو گا جتنا معرفت کا یہ نجود عویی کہ سقراط کے قصے کو پڑھ کر کوئی تساخ کا منکر نہیں ہو سکتا۔ تساخ کے عقیدے کو تو خود یونانیوں نے علم و عقل کے خلاف پاکر ٹھکرایا وہ اسی وقت تک اس عقیدے کو مانتے رہے جب تک اس کا غیر عقلی ہونا ان پر واضح نہ ہوا تھا۔ اب یونان میں یہ عقیدہ باطل فرار پا چکا ہے۔

مصنفوں کی کوئی بات بھی ایسی نہیں ہو جائے ساری فہم کا مظہر نہ ہو۔ اس سلسلے میں افلاطون اور اس کے شاگرد اسٹوکے ایک اختلاف کا واقعہ بیان کیا ہے۔ افلاطون دو عالم مانتا تھا، کہتا تھا ایک عالم موجودات

یہ ہے کہ ناسکوں اور لاذپیوں اور مادہ پرستوں کو جھوٹ کر ایسے ہندو مکہ میں جو مرلوک کاٹ رہیں مانتے۔ یہ وید کے زمانے کے تصویر سے مختلف تصویر ہے۔ وید ک رشی ناشک یا مادہ پرست تو نہ تھے لیکن موت سے ڈرانے کی بات ایسیں نہیں سمجھی تھی نہ ان میں یہ تصویر جاگا تھا کہ سیرگ کے ساتھ نہیں کوئی ترک بھی ہو سکتا ہے جہاں روحوں کو تکلیفیں مغلتی پر طسکتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ روح تناسخ اور جزء اے عمل کے بارے میں وید ک رشیوں نے زیادہ نہیں سوچا تھا۔ ان عقیدوں کا نیچ کوئی ویدوں میں صورت تو، ڈھونڈ سکتا ہے لیکن ان کی نشوونما آگے چل کر اپنیشدوں میں ہی ہوئی تھی معلوم ہوتی ہے۔ روح جسم سے جو اسے ہے جو موت کے بعد پرلوک (دوسرا سے عالم) میں جاتی ہے اس عقیدے کی جملک وید ک منتروں میں نظر آتی ہے۔ لیکن روح کا آنا جانا کیوں ہوتا ہے اسکی صراحت ویدوں نہیں ملتی۔ ویدوں کا ماحول سرت و شادمانی کا ماحول ہے۔ اس میں خوف و حزن کی پرچھائیں نہیں ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ وید ک جنتا اس ستار پر بھولی ہوئی تھا اور اسے زندگی بعد موت کا دھان ہی نہ تھا۔ دھیان خود ہی کبھی اس پر خور تھی کیا ہے لیکن تم اسے خود ہی کہیں تھے، خوف یا اندرستہ نہیں۔ اپنی تمام حدود کے ساتھ دنیاوی زندگی میں وید ک رشیوں کی پسندیدہ زندگی تھی۔ پسند کو جھوٹ کر فلاخ کی طرف بڑھنے کی دھن اپنیشدوں کے زملے میں جاگی جب نجات کے مقابلے میں دنیاوی زندگی بے حقیقت بن گئی اور جب لوگ زندگی کا لطف اٹھانے کی بجائے اس سے بیٹھ کر کے ترک دینا اختیار کرنے لگے۔ ہاں یہ بھی ہوا کہ جس دید ک رشی یہ پوچھ کر خاموش ہو جاتے تھے کہ۔ ”یہ کائنات کس نے بنائی اور کون یوتا ہے جس کی عبادات کریں؟“ وہاں اپنیشدوں کے رشیوں نے کائنات کے خالق کی بارے میں پچھا اصول معین کر دیئے اور اس ”سرت“ (ذات حق) کا بھی پتہ بالیا جو درحقیقت عبادات و بنائی کا مستحق ہے۔ وید ک دھرم کی برا فی فرق گیا ہے۔ وہ بات

تجھی کیتائے کہا۔ ”مرے ہمیں انسانوں سے متعلق لوگوں میں بڑا اختلاف پایا جاتا تھا۔ کوئی کہتا ہے مرنے کے بعد بھی روح زندہ رہتی ہے۔ کوئی اس سے انکار کرتا ہے۔ آپ بتائیے آخر حقیقت کیا ہے؟“

جم راج نے کہا۔ ”تم اس بحث میں نہ بڑھو یہ بڑا نازک مسئلہ ہے۔ اس بحث میں پڑکر دیوتا بھی شک میں بڑھ جاتے ہیں۔ تم کوئی دوسری چیز مانگو۔“ ص ۱۵

تجھی کیتائے اصرار پر جم راج نے وہی جواب دیا جو تناسخ کے بارے میں مانا جاتا ہے۔ اس کھاتے سے دو باتیں بالوضاحت معلوم ہوئیں۔ قدیم ہندو میہرب میں تناسخ کا عقیدہ آج کی طرح متفق علیہ نہ تھا۔ مختلف فیہ تھا۔ دوسری بات یہ کہ یہ کوئی واضح عقیدہ نہیں ہے۔ یہ ایسا مشکل ک مسئلہ ہے کہ اس کی بحث میں پڑکر دیوتا بھی شک میں بدلنا پڑ جاتے ہیں اس کی کوئی دلیل عقل کو تقطیع کرنے والی نہیں ہے۔

### قدیم وید ک دھرم میں تناسخ کا عقیدہ نہ تھا

”سنسرتی کے چار ادھیائے“ ایک ہم کتاب ہے اس کے مصنف مشہور ہندو شاعر اور عالم رام دھاری بھٹک ”ون کر“ ہیں۔ اس کا مقدمہ آج بھائی و زیر عظم پنڈت جواہر لال نہرو نے لکھا ہے اور اس کا انساب آج بھائی صدر جمپوریہ مشری بابر احمد پرشاو کے نام کے ساتھ کیا کیا گیا ہے۔ دن کوئی اس کتاب میں لکھتے ہیں:-

”آن سے تین ہزار سال پہلے بھارتی تہذیب کی جو صورت تھی بینیادی طور پر آج بھی وہی ہے۔ بصر، بابل اور یونان میں بھی قدیم تہذیب اٹھیں تھیں۔ لیکن زمانے نے اخیں تہذیم کر دیا۔ صرف بھارت ہی ایک الیمالک ہے جس کا اراضی بھی مرانہیں۔ وہ بر ابر حوال کے رکھ پر جڑھ کر مستقبل کی طرف بڑھا رہا ہے۔ بھارت کا اراضی تکل بھی زندہ تھا آج بھی زندہ ہے اور اسٹہ بھی زندہ رہ رہے گا۔ لیکن ایک بات ہے جس میں کافی فرق گیا ہے۔ وہ بات

دید اور نئی صورت اپنیشاد میں ہیں۔“

(دوسرا باب صفحہ ۸۱ و ۸۲)

مصنف مصائب الحمد اور دوسرے آمریہ سماجی علماء اس تحقیق کو بغیر طہیں۔ لکھی حقیقتیں میں جو اس زمین پر زندہ صورتوں میں دیکھی جاتی تھیں وہ زمانے کی تھیں میں چھپ گئی ہیں اور آج کے علماء ان کو بالکل نئی صورت میں مان رہے ہیں۔ دیک زمانے میں تنازع کی وجہ صورت نہ تھی جو آج بیان کی جاتی ہے دیوں میں تو اس کا نیجہ ہی دھونڈا جاسکتا ہے اس کے برگ دار نہیں مل سکتے۔ آج جو ہم اس کی شاخیں اور پھولوں پھل لے کر رہے ہیں وہ دیک زمانے کے بعد کی پیداوار ہیں۔ حد توبہ ہے کہ دیک روشنوں کو اتنا بھی پتہ نہ تھا کہ کائنات کا خالق کون ہے اور وہ کس کی عبادت اور بندگی کریں ان کو پتہ بتایا ان کے بعد کے اپنیشدر روشنوں نے۔

شری و نکر جانتے اس بات پر اطمینان فرمائے کہ اب تین ہزار سال قبل بھارتی تہذیب کی جو صورت تھی وہ آج بھی قائم ہے۔ معلوم نہیں اتحوں نے تین ہزار سال کیوں لکھا ہے۔ پاچ ہزار سال تو شری کرشن جی ہی کے زمانے کو بتایا جاتا ہے اور شری رام جی کے زمانے کو دس لاکھ سال۔ پھر حال بھارتی تہذیب کا طویل العمر ہونا ایک حقیقت ہے۔ لیکن قابل غور امر یہ ہے کہ اس تہذیب کی حقیقت کیا ہے؟ اس تہذیب کی مشاں ایک ایسی گدڑی کی ہی ہے جو پہلے ایک تختہ سارے کپڑے کی تھی۔ وہ اپنی مدت پوری کر گلی تو بعد کے لوگوں نے اس پر دھاری دار گپڑا چڑھایا کچھ لوگوں کو اس کا عرض و طول ناکافی معلوم ہوا تو اتحوں نے تمبل، ٹھاٹ، کھال وغیرہ کا جوڑ لگا کر اس کے عرض و طول میں احتفا کر دیا اور بعد کے لوگوں نے خود تبارکر کے بھی اور ادھر اُدھر سے لاکر بھی اس پر میل بوٹے دار گپڑوں کے پیوند لگادیے۔

غرض اس طرح نسل ابعادیں اس خاندانی گدڑی کی مرمت اور پیوند کاری ہوتی رہتی ہے اور اس خاندان کا کوئی کہتا ہے یہ ہماری خاندانی گدڑی تین سو سو سو سی کی پرانی ہے کوئی گہتا ہے پاچ سو سو سی کی، کوئی دس سو سو سی کی بتاتا ہے

### مصنف کی فسانہ طازی

آجے چل کر مصنف نے لکھا ہے کہ مسلمان دو جہوں سے تنازع کو مانتے سے انکار کرتے ہیں۔ ایک وجہ تو یہ ملائے اسلام تنازع کو نہیں مانتے۔ دوسری وجہ یہ کہ پھر جسم کی باتیں یا کیوں نہیں تھیں۔ مصنف نے دوسری وجہ پر بحث کر کے یہ دکھلایا ہے کہ کسی داقعہ کا یاد نہ رہنا اس کے عدم کا ثبوت نہیں ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ انکو بسا اوقات ایسے بچے ملے ہیں جو اپنے پھر جنم کی باتیں بتاتے ہیں اور بعض کے سامنے کی تصدیق بھی ہوتی ہے۔ خود ان کے تجربے میں متعدد واقعات ہیں جن کی شرعاً تنازع کے گوئے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اس سلسلے میں انکوں نے ایک ٹرک بچے کا داقعہ لکھا ہے جو ریوٹر کی و راگست ۱۹۴۶ء کی ایک خبر پر بنی ہے۔ اس کا نام اسماعیل الظہنی تھا۔ وہ ۳۰ سال کی عمر میں اپنے پھر جنم کی باتیں بتاتا تھا جو ۶ سال پہلے مار گیا تھا۔

### تحقیق

اگر عام مسلمان اس لئے تنازع کو نہیں مانتے کہ

عہ کوئی شخص بھی اس حقیقت پسندانہ نگاہ سے بھارتی تہذیب کو سرسراً طور پر دیکھ کر بھی کہہ سکتا ہے کہ ہر طرح کی خرابیوں کا جمیعہ بن کر رہ گئی ہے اور یہ بلا انتباہ زہریج و غلط کے قبول کرنے کا نتیجہ ہے۔

عمارت کی موجودگی کا دعویٰ کیا جاتے کہ جس کے نگورے آسمان سے باشیں کرتے ہوں اور اس کی نیاد بنائی جاتے وہ چار پچی ایشیوں کو تو کون عقائدِ سیم کرے گا کہ ایسی کوئی عمارت موجود ہے۔ اس کو اضافہ ہی تواردے گا۔

### فصل کا خاتمه

ایسی ہی منگٹپی لوٹی، اندھی اور کافی دلیلیں بیان کرتے ہوئے مصنف نے فصل کا خاتمہ اس طرح کیا ہے:-  
”خدا کا قانون ایسا ہے کہ چاہو یا نہ چاہو بد اعمالی کی سزا ملتی ہے۔ ایک دوسرے موقع پر اس اصولوں کو قرآن شرافت میں وضاحت کے ساتھ لکھا گیا ہے:-

اصلوُحَا فاصْبِرْ فَا	مصنف کا ترجمہ:- اس میں داخل ہو جاؤ، صبر کرو یا نہ کرو۔ تمہارے لئے ہر ابر ہے۔ جو کام تم کرتے تھے یا اس کی جزا ہے۔ (ص ۱۴۲)
أَوْ لَا تَصْبِرْ وَ اسْوَاعْ	عَلَّكُمْ أَتَهَا الْجُزُّونَ
مَآكِنْهُمْ تَعْمَلُونَ	رَوْرَة طور۔ آیت ۱۶)

ڈ پ ڈ ڈ

### جائزہ

بلاشہ اعمال کی جزا و سزا یقینی ہے۔ لیکن قرآن مجید کے ساتھ خیانت مصنف کے شعار میں داخل ہے اور یہ گن سیکھا ہے مصنف نے ہر شیخ دیانت دی جو ہمارا جہارا ج سے۔ یہ آیت تنازع کے باسے میں نہیں قیامت کی جزا و سزا کے بیان میں واقع ہوتی ہے۔ چنانچہ اور پر کی ایک آیت میں ”جہنم“ کا ذکر آیا ہے۔ زیرِ نظر آیت کے جملہ ”اصلوحا“ میں ”ھا“ جہنم ہی کی ضمیر ہے اور آگے کی آیتوں میں دور تک جنت اور جنتیوں کا ذکر چلا گیا ہے۔ آگ کی فصل میں مصنف نے خود ان آیتوں کو نقل کیا ہے وہ بت پرستی کے خلاف ہیں۔ لیکن ان تمام آیتوں کو گنیش جی کے چڑھاوے کے پر ساد کی طرح بے ڈکارے ہم تم کر گئے ہیں۔ شاید ان کے بیان دونوں کا چڑھوا ناجائز ہے۔ لیکن قرآن مجید کی آیتوں کا ہم تم کر جانا سب سے بڑا پس مارج ہے۔ ڈ

ان کے علماء اسے نہیں مانتے تو ان کو ایسا کرنے ہی چاہیے اور یہ سماجی بھی تو آنکھیں بند کر کے سو اسی دیانت دو آریہ سماجی علمداری کا باتیں مان رہے ہیں۔ اسے ہر اہل علم مسلمان قوہ تنازع کو محض اس نیام پر غلط فتوار نہیں دینے کر پھر جنم کی باتیں یاد نہیں رہتیں بلکہ کسی اعتبار سے علم و عقل کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔ یہاں تک کہ وہ خود مہند و مذہب کے پوچھتے ہیں فقط نہیں ہوتا۔ دیکھتے ہماری کتناں ہیں۔ ”آدمگن کا تحقیقی جائزہ“ اور ”آریہ سماجی عقیدہ تجات کا تحقیقی جائزہ۔ پھر جنم کی باتوں کے یاد نہ رہنے مسلمانوں کا اتنا ہی اعتراض نہیں ہے جتنا مصنف نے ذکر کیا ہے ان کا یہ بھی اعتراض ہے کہ اگر انسان، جیوان، پر تار، مکروہوں اور پری پر دوں کو اس کا علم ہی نہیں کر کس جرم کی پاداش میں ان کو سزا ملی ہے تو یہ ایک اندھا تائیں انصاف ہے چو عادل پریشور کا قانون نہیں ہے مسلکا۔ اس اعتراض کا سو اسی دیانت نے ستیار تھے پر کامن میں جو اندھا جواب دیا ہے ہم اس کا رد آدمگن کے تحقیقی جائزے میں کر پھر کرے ہیں۔

باقی رہے وہ اضافے جو ہندوستان میں ضعف ہوتے رہتے ہیں ان کی اضافویت اس سے ظاہر ہے کہ پھر کے اندر دیوبھی دیوبتاوں کا تلوہ بھی ہوتا رہتا ہے جو بعد میں جوہم کو لوٹنے کی سازش ثابت ہوتے ہیں۔ آئمہ العلما تک کے واقع کار اوی اسکھستان کی روی ڈبر جرسان ایجنبی ہے اور جرسان ایجنبیوں کی تھی خبریں خود ساختہ یا اسی سانی ہوتی ہیں ان کا ہم کو روز بھی تجربہ ہوتا رہتا ہے میں ترا کے باسے میں کسی کیسی اناپ شناپ خبریں غیر ملکی نامنگار دنیا کو ساتھ رہتے ہیں، سوال تو یہ ہے کہ الگ ایسے بچے واقعی ہوتے ہیں جن کو پھر جنم کی باتیں یاد نہیں ہیں تو ایسے بچے دس تین، اس میں سفا ذوق نادر ہی کیوں ہوتے ہیں؟ آدمگن کی رو سے ہر بچہ پھر جنم کا نیجہ ہوتا ہے تو دنیا کے ہر بلک اور ہر ملک کے ہر شہر اور ہر سبھی میں روز دو بارا ہے پچے کیوں ظاہر نہیں ہوتے؟ ایک ایسی

## بیش قیمت لڑکی پر

حضرت میرن العاصی صنف: محقق محمد فرج مصطفیٰ  
متوجه: محمد احمد پانچی پتی

بارہ روپے۔

حضرت امام ابن القیم صنفه عبد السلام  
حضرت امام ابن القیم صنفه عبد السلام  
بازدید احمد ارشاد  
بارہ روپے ۱۲/-

**نظام الملک طوسی**  
صنفه: عبد الرزاق کا نبوری  
بارہ روپے ۱۲/-

**البرامکہ** صنفه عبد الرزاق کان پوری  
بازدید احمد ارشاد  
بازدید احمد ارشاد  
بازدید احمد ارشاد

**آیات میثات**  
صنفه: حسن الملک مکن دو حصے  
بازدید احمد ارشاد  
بازدید احمد ارشاد

**گلشن بے خار** تذکرہ شترائے اردو قاب مصطفیٰ عیون  
فرود پے ۹/-

**صمم خانہ عشق** جمیوعہ کلام امیر عیاثی  
آٹھ روپے پھٹر پے ۸/۵

تجددی درین کامل سولانا عبد الباری ندوی فتویٰ پھٹر پیسے  
تجددی رعایتیں ۷/-

**اشیاء النبوة** حضرت جو دالت شافعی کا ایک نادر سال  
جنوبیت کے ساتھ سلیس اردو ترجمہ ذریعہ را پیسے

اشیاء بھیماں کے ایام اسیری او عہد اور نگز نزیب برنسیہ  
صنفہ

متوجه خلیفہ محمد حسین بارہ روپے ۱۳/-

صحابیات صنفہ نیاز قیمت پوری چھ روپے ۶/-

طبقات الاولیاء علماء عبد الوہاب شعرانی ۱۲/-  
زبدۃ البخاری اسراد و معد عربی متن  
بارہ روپے نوے پیسے۔

خلافت بنو امیت مصنفہ ابن اثیر مکمل ہر دو حصہ ۲/۵  
تاریخ اسلام مکمل تین حصے مصنفہ مولانا شاہ الگبر  
خان نجیب آبادی بینatalis رواپے ۷۵/-  
بصطفہ: این قیم (اردو ترجمہ) مکمل درجہ بار  
**زاو المعاد** حصہ ۲۵/-

تاریخ الخلفاء مصنفہ: جلال الدین سیوطی  
ترجمہ: اقبال احمد ۱۲/-

**فتح البلدان** ابوالخیر مردووی مکمل  
مصنفہ: تاریخ کاظمیہ حصہ اول بارے  
مغلیہ و حکومت جہانی حصہ سوم دید عالمگیری حصہ چہارم

چہانگیر تک حصہ دو مولانا شاہ ندوی حصہ سوم دید عالمگیری حصہ چہارم  
شاہ عالم سے ناصر الدین حکومت تک مکمل درجہ بار حصہ ۳۹/۵-

تاریخ غزنیہ ترجمہ: سان الدین این الخطیب  
مصنفہ: سید احمد الشندوی مکمل

ہر دو حصہ ۲۴/-  
مولانا بننا نظری احسن لیلانی

**ہزار سال پہلے** مکمل ۲۴/-  
مصنفہ: ڈاکٹر زاہد علی

تاریخ فاطمیین مکمل ہر دو حصہ ۱۴/۵-

**آئینہ حقیقت نما** مصنفہ: اکبر شاہ خاں  
تجیب آبادی بارہ روپے

حضرت عثمان و حضرت عاصی مصنفہ داکٹر طاہ حسین متوجه

حضرت عثمان و حضرت عاصی مصنفہ داکٹر طاہ حسین متوجه  
حضرت ابو حیرہ صدیق و فاروق اتم عطا مصنفہ داکٹر طاہ حسین

حضرت ابو حیرہ صدیق و فاروق اتم مترجمہ شاہ حسین عط  
چھ روپے پھٹر پیسے

**مکتبہ تجلی دلوبندر** - یونی

# كتاب الم

كامل

كامل

تأليف

الإمام أبي عبد الله محمد بن أدرس الشافعي راحمه الله

فـ

فروع المفقة برواية الربيع بن سليمان المرادي عنه  
تفصيدها الله بالرحمة والرضوان واسلمها شيخ الجنان، أمين  
د بها مشةمحض الإمام أبي ابراهيم اسماعيل بن يحيى المزني  
وبيه ثلاثة كتب الإمام الشافعي

○ مستند الإمام الشافعي ○ اختلاف الحديث ○ رسالة في أصول المفقة

قرطاس عال أبيض ٧ أجزاء كامل

ثمن النسخة الجلدية (قرطاس عال أبيض) مبلغ ٥٠ روبيه . فقط

أرسلوا مبلغ ٢ روبيه مقدماً بالمعنى اردو نقدي ثمن المباقى ٥ روبيه ومصاريف  
المبريد، بالوى-پى (يعنى روبيه ثمن الكتاب الكامل والمصاريف البوسطة عليه)  
الراسلات والمخابرات باسماء وعناوين:-

أبناء مولى محمد بن غلام رسول سوتى تجارة الكتب ١٣٢٠م. جامع محله بمئى نمبر

MOL VIMOHAMMED BINGUL AMR ASUL SURTIS SONS, BOOKSELLERS &amp; PUBLISHERS

132-134 JAMLI MOHLLA BAMBAY,3

مستقل خوان

مُلَّا بن الْعَرْبِ الْمَكِّي

# مسح مسحیت از تکھٹ

## تہذیب و ترقی منزل بمنزل!

روپے و صوں بھی کرچکا ہے۔

”آپرشن سے تمہاری مراد مردوں کا نہ بندی والا آپرشن ہے۔ شاید اسی کا تو معاویہ دش روپے دیا جاتا ہے۔“  
”جی ہاں۔ اندھیر کی بھی حد ہو گئی۔ سات کہاں اور کہاں مات سو۔“

”کوئی خاص فرق تو نہیں اٹھی“ میں نے دخل دیا۔  
”صرف دو صفر بڑھا دیتے گئے ہیں حالانکہ صفر سو بھی ہوں تو ان سے ایک تو لہ رکھا نہیں خرد رہا جا سکتا۔“

”چوتھا کھاڑے گے۔ شیطان کہیں کے۔“ اٹھی نے پیار سے کہا۔

سرداوڈہنے

”چلو یہ تو ایک شاخ کا حال ہوا“ سرداوڈنے قفری اندرازیں سیکھ کو مخاطب کیا ”جن شاخوں میں خود آنکھ ب کی جنس چارچ سنبھالے ہوئے ہیں کیا وہاں بہت ایمانداری سے کام ہو رہا ہے؟“

”شیوری۔ انکو اتری مکٹھی نے ایسی تمام شاخوں کے بارے میں نہایت اچھے نوش لکھے ہیں۔“

”ہم کیسے مانیں۔“

”آپ کو اناپڑے گا انکل“ میں نے پھر دخل دیا۔  
”یکوں ماننا پڑے گا۔“ سرداوڈنے بھی ہو را۔

معقول یہی تھا کہ جب زیماں کا بچ سے آجائے تو سب ساختہ جائے پئیں، مگر اس دن وہ خاصی لیٹ ہو گئی تھی۔  
بیگم داؤڈ نے شاید جو تھی با و اپنی رستہ داچ پر نظر ڈالی پھر جو جلا کر کہنے لگیں۔

”بھتی میں تو چاٹے پی کر جاتی ہوں۔ آپ لوگ انتظار کئے جاتے۔“

”یکوں۔۔۔ کوئی خاص بات۔۔۔؟“ سرداوڈنے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”آج اپنے سینٹر کی بہت ضروری متنگ سے۔۔۔ وہاں میرا انتظار ہو رہا ہو گا۔“

”جب دیکھو متنگ“ سرداوڈنے تمخر کے اندازیں کہا مگر ان کے ہمچین اعتراف نہیں تھا۔ ”پتا نہیں آپ کا سینٹر کیا کمر رہا ہے۔ آبادی تو گھٹتی نظر نہیں آتی۔“  
”میں سے گھٹ سکتی ہے۔ آپ لوگوں نے ایمانداری نہ برتنے کی قسم جو گھار کھی ہے۔“

”کیا مطلب؟“ سرداوڈ اپنی کرسی پر سیدھے ہو گئے۔

”ابھی کل ہی تو انکو اتری مکٹھی کی روپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ سینٹر کی لاشم پوروالی شاخ میں پچھلے سال صرف سات آپرشن ہوتے۔ حالانکہ وہاں کے اچاسج نے روپورٹ سات سو کی دی تھی اور اسی حساب سے سات ہزار

نہ رہے مگر ڈاکٹرنے کہا کہ اپنا کرنا بعض سمجھیں دشوار یوں کی بنا پر بھال ہو گا۔ ایکسیڈنٹ کے نتیجے میں سیکم صاحب کے سڑپ پر ایسا ختم ہو گئی اثر پر اسے کو عرصہ دراز تک یہ آپ رین کے قابل نہ ہو سکیں گی۔ بہتر ہو گا کہ بجائے سیکم صاحب کے آپ ہی اپنا آپ رین کر دیں۔

سرداود کو اس میں تأمل ہوا تھا۔ مگر پھر سیم جسی سرداود کو اس میں تأمل ہوا تھا۔ مگر پھر سیم جسی بوز علی نور بھوی کو ہالکت کے خطرے سے بچانے کے لئے وہ آمادہ ہو ہی تھے تھے۔ نتیجہ یہ کہ آج وہ مکمل طور پر "فارغ البال" تھا۔ بن اکیلی زیبا ان کی تمام تر پرداز شفقوتوں کا مرجع بھی ہوتی تھی۔

فیصلی پلانگ کی تھیوری سے سرداود کو اختلاف تو ذرا بھی نہیں تھا اگر اتنے بھی سرگرم نہیں تھے کہ فیصلی پلانگ سینٹر کے باقاعدہ مبلغ بن ملکیں لیکن سیکم داؤد اس معاملہ میں بہت پیش پیش تھیں۔ ان کا توجیخ تھا کہ بے حساب بچے پر اکٹھے جانا سخت ترین جہالت بھی ہے اور بہت بڑا فرمی جرم بھی۔ اول تر ایسے ٹھانگی کے زمانے میں نئے انسانوں کی آمد کا سلسہ جاری رکھنے کی ضرورت ہی کچھ نہیں جب کہ زمین کے گوشے کو شے پر آدمی کیڑے مکروہوں کی طرح کلبلا رہے ہیں۔ پھر جلوشیق پورا کرنے کو ایک لڑکا ایک لڑکی سپر لگکر ہی لو۔ مگر جو لوگ اس سے آگے کی حراثت کرتے ہیں ان کے لئے تو سیکم داؤد کی نظر میں اس سے کم سزا تھی ہی نہیں کہ شاہراہ پر کوڑوں سے پیٹھے جائیں۔

اب آپ پوچھیں گے کہ سرداود اور ان کی سیکم جو کچھ بھی رہے ہوں مگر تم ملا ابن العرب وہاں کہاں جا مرے تم سے کسی سرداور سیکم کا کیا مطلب؟ تو ناظرین بے شکن آپ خفا نہ ہوں۔ سرداود تو خاکا کے انکل تھے یعنی چجا۔ یہ الگ بات ہے کہ دور کے رہے ہوں دادی صاحبہ بیان کرنے تھیں کہ نو لوگی تھیں کی اولاد میں جو میلوی توفیق علی کی صاحب زادی بیسا ہی گئیں تو ان کے کسی بجا خدا ماد سے ہمارے کسی خلیا سسٹر کی صاحب زادی کا

انٹی بھی میری آنکھوں میں جھانک رہی تھیں۔

"اس لئے کہ انکو اتری کیلیٹی کی صدر بھی کوئی خالتوں ہی ہوں گی۔"

"درستی بواۓ" انٹی نے میرے رخسار پر دو انگلیوں کا چپت لگایا۔

پھر بغیر زیبا ہی کے چائے پی گئی اور سیکم داؤد اپنی نعمتی شیور لیٹ میں رخصت ہو گئیں۔ وہ کتنے ہی سماجی اور تہذیبی اداروں کی رکن تھیں۔ مادرن ٹھرل سوسائٹی کے تحت قائم شدہ میں پلانگ سینٹر میں تو انھیں "چیف" کا درجہ حاصل تھا۔ یہ سینٹر صوبائی سطح پر قائم کیا گیا تھا اور اس کی صلح اور تہذیبی شاخوں کا معاونت کرنے بھی وہ آئے دن جاتی رہتی تھیں۔ سمجھی تھا۔ کبھی بعض ماتحتوں کے ساتھ۔ ان کی پھر چالیس کے قریب رہی ہو گئی مگر کوئی بھی اجنبی میں سے زیادہ کا تھوڑا نہیں کر سکتا تھا۔ کامی خصبوط۔ چہرہ ترقیاتی۔ زنگ نکھرا ہوا۔

حسن و جمال کے ساتھ رعب دا بھی قدرت نے خطا کیا تھا۔ تیوری چڑھتی تو اچھے اچھے مروعہ ہو جاتے۔ زیبا ان کی اپنی اولاد نہیں تھی بلکہ وہ تو سرداور کی مرجوہ بیوی کے لطف سے تھی۔ زیبا کے مستقبل کے پیش نظر سرداور کا خال دوسری شادی کرنے کا تھا مگر عشق کا تیراندھ کا تیر کھلاتا ہے۔ کلب میں ایک دوسرت کی دختر نیک اختر مس یا سیمین سے خالصے بنے تکلف ان تعلقات تو مدت سے چلے ہی اڑ رہے تھے۔ بیوی کی موت کے بعد وہ معاشرے کی حدود میں داخل ہو گئے اور اسی معاشرے سے تھیں میں آج مس یا سیمین سیکم داؤد کھلاتی تھیں۔

شادی کے اٹھے ہی سال سیکم داؤد مان میٹے کو ہوئی تو افاد کچھ ایسی میش آئی کہ جان کے لامے پر گئے۔ میاں بیوی کسی بارٹی میں جا رہے تھے کہ ان کی ٹھاٹری کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ ایکسیڈنٹ کو کہ معمولی ہی تھا مگر سیکم داؤد کے حق میں بڑا نہار ثابت ہوا۔ بچہ زندہ پیدا نہ ہو سکا اور ماں کی جان بخشکل پیچا۔ ڈاکٹر نے سرداور کو بتایا کہ آمنہ دکھنے سیکم صاحب کو ماں نہیں بنتا چلے ہیں ورنہ جان کی خدمانت نہ دی جا سکے گی۔ سرداور نے تھوڑی میش کی کہ آپ رین کر دیا جائتے تاکہ امکان ہی باقی

ہمیں پیش نہ کس طبقہ میں اس سچ میں ہے۔ ”

”سوری — مادام — ہماری بھی کچھ مشکلات ہیں۔

— میں کوشش کروں گا کہ ... ”

”نہیں ڈاکٹر۔ کوشش نہیں۔ مجھے ابھی اسی وقت

آخری جواب چاہتے ہیں۔ ”

”ات ... آپ ... اچھا تشریف رکھیں۔

— میں دیکھتا ہوں ... ”

پھر وہ دوسرا سر کرے میں چلا گیا تھا اور تقریباً اسی مذہب بعد لٹا تھا تو اس کے چہرے پر معذرت کے آثار نہیں تھے۔

”گٹ لاک مادام — آپ کا پیش نہ کیجئے ترجیحی داخل کر لیا جائے گا۔ ”

پھر ڈاکٹر ہی کے اصرار پر بیکم داؤد نے ڈاکٹر کے سوچ شام کی چالائے بھی پی تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ چالائے کی میر میر مادام کے ساتھ دیپساتی ابن العرب کی موجودگی ڈاکٹر کو سھل کی ہے۔ وہ کوئی بنتگالی ڈاکٹر تھا مگر اور دوسرت صاف پوتا تھا۔ ناگپتا نہیں کیا رہا ہے جگہ۔ شہرت ڈاکٹر ایل بی بھاجا گا کے نام سے تھی۔

انھر کو داخلوں میں گیا مگر میر انتظام نہ ہو سکا۔ بیکم داؤد کی حسین غرامی طبقہ شاید اس کا بھی کوئی حل نکال ہی تھی مگر وہ انکل اور زیبائی بھی کچھ لے لے کر تم گھر پھیرو گے۔ اوقات معینہ پر آ کر میریں کو دیکھتے رہنا۔

قیام کو بھی پندرہ دن لگ رہے تھے۔ انکل اور اپنی کے الفاظ آپ کو دیہا تی ابن العرب کی زبان سے چاہے کیسے ہی ضحک کریز حسوس ہوں لیکن ابن العرب سجا رکتا کیا۔ ابتداء وہ انھیں حیا اور تجویزی ہی کہتا تھا مگر ایک دن چھ صاحب بگر کر پولے تھے۔

”میان حتم تو انکل کی کرکے فقیر بن کر رہ گئے ہو۔ ”

— انکل کہا کرو۔ ہر سو سائی کے کچھ آداب ہیں۔ ”

میں مخہ ہی مخفی میں کچھ بڑا یا تھا مگر پھر دوچار ترتیب کی فہاش کے بعد انکل اور اپنی کا وظیفہ دشاہی پڑا تھا۔

رشتہ میں اور پھر غدری کے بعد دوسری پیر ہی میں ایک پردادا کی اولاد ہمارے ماہول ناظم حسین اور دوسرا پردادا کی اولاد سردار اود کے سوتیلے خالو کے دادا۔ استغفار اللہ تعالیٰ من کل زینب والائب۔

یہاں داؤد لایج میں دوبار پہلے بھی میرا رہتا ہے جو کچھ تھا۔ مگر اتنے عرصے نہیں جتنا جتنا عرصے اس حرث تھا ناگزیر طور پر ٹھہرنا پڑ رہا تھا۔ ناگزیر اس لئے کہ مشن ہسپتال کے ڈاکٹر نے مژده سنایا تھا کہ انھر حسین دو ماہ سے قبل صحت یا بتر ہو سکے گا۔ انھر حسین میرا ہمہ سایہ تھا۔ نوجوان اور وجہہ مکروہ نریں سے لڑھاک کر ایسی چوڑکا گیا تھا کہ مقامی ڈاکٹروں کے بس میں نہ آ سکا۔ بن پوچھ سرمن آئی تھی۔

ڈاکٹروں نے ہاجز آگی میشورہ دیا کہ صولت نگر کے سٹی ہسپتال میں لے جاؤ ورنہ مرلض پاگل بھی ہو سکتا ہے۔ یہ مشورہ انھر کی بیوی کے لئے بڑا تشکیل انکنز شاہیت ہوا تھا۔ پسیہ تو وہ اپنا زیور بیچ کر بھی جیسا کہ لیتی تھی مگر ایسا کوئی آدمی کہاں سے لاتی جو اس کے بے مدد شوہر کو پر دیں لجا جائے۔ ہسپتال میں داخل کر لانا اور پھر غیر گیری بھی کر سکتا۔ اس کے پچھا افسر باصرہ رہتے مگر اس اڑسے وقت میں کسی نے بھی ذمہ داری نہیں لی۔ وہ غریب ایسے دوسرے بچے کو گود میں لئے میرے گھر آئی۔ ملائیں سے اس کی ٹھوڑی بہت سلام دعا تھی۔ روز روک سارا اماجرابیان کیا تو ملائیں نے بڑے اطمینان سے مجھے نامزد کر دیا۔ میں اس وقت گھر ہی میں موجود تھا انکار کیسے کرتا۔ انھر کی بیوی دیسے بھی مجھے بھیسا کہہ کر خطاب کرتی تھی۔

پھر صولت نگر کے سٹی ہسپتال میں انھر کو داخلوں کی سسی طرح مل ہی گیا۔ بڑی سفارش پر اس کی ٹھوڑی بہت تھی۔ مگر سچ پوچھتے تو ساحل مزاد کشی بیکم داؤد نے لگوائی۔ ورنہ سردار اود کی سفارش پر قبولیے ڈاکٹرنے کے لئے دوچار دن میں وہ جگہ نکال سکے گا۔

— گرسچیم داؤد غرائی تھیں۔

”یہ کیسے ممکن ہے ڈاکٹر۔ آپ دیکھ نہیں رہے

میں نظر آتیں۔ ابھی غارے میں ہیں۔ ابھی اسکرٹ  
نظام آ رہا ہے.....

"ہمیں میان۔ یہ کچھ بات نہ ہوئی" انکل نے

ہاتھ ہلاکر کہا "تمہارا طیفون کا اسٹاک شاید تم ہو گیا ہے"

"آج اختر کی طبیعت زیادہ خراب ہے انکل۔"

میں نے بہار تراشنا۔ دراصل میرا ذہن موجودہ صورت  
حال سے کچھ ٹھہر سا گیا تھا۔ مانکر کر نہ آزاد خال ہی مگر  
البھی بھی کیا آزاد خیالی۔ زیبا جھیلی زریشکن لڑکی کالج سے  
اس قدر لیٹ آتی ہے اور شلوار کی جملہ پوڑی دار پا جائے  
نہ لے لی ہے مگر باپ۔ سکا باپ فقط داد دے رہا!

- زیبا ش کی داد!

"کیوں۔ کل قوم کہہ رہے تھے کہ حالت صدھرتی  
جا رہی ہے؟" انکل پوچھے۔

"اُں... میں... شاید کوسم کی تیدی میں کا اثر  
ہوا ہو۔"

"مگر اور مت۔ تمہاری اٹھی شاید روزہ اسے

دیکھنے جاتی ہے۔ ہسپتال والے ذرہ برا بر غفلت نہیں  
برت سکتے۔"

"مگر میں تو اٹھی کو دیاں دیکھا نہیں۔ حالانکہ روز  
جاتا ہوں۔"

"اے تو وہ بھی کیا تمہاری ہی طرح اوقاتِ معینہ کی

باید ہو گی۔ اسے جس وقت بھی مرقع ملے۔ کون روک

سکتا ہے۔ ویسے اس نے خود تو مجھ سے نہیں کہا کہ روزانہ جا

ہے مگر ڈاکٹر جوڑھ ذکر کر رہے تھے۔ وہ ہمارے کلب کے مجرم

ہیں۔ تمہاری اٹھی بہت ہی رحم دل ہے۔ دیکھ ہی رہے ہو

کس سرگرمی سے سماجی کاموں میں ٹھیک رہتی ہے۔"

بے شک۔ مجھے ان پر رٹک آتا ہے۔"

"نہیں۔ یہ تو تم جھوٹ بولے" انکل سنسے تھیں

سرستے سے بھی پسند نہ ہو گا کہ وہ اتنی آزادی سے اکیل کیوں

بھائی بھائی پھر تی ہے۔"

"کمال کرنے ہیں انکل۔ اتنی خوبصورت کاروں پر

زیباغوہ آفتاب کے بعد آتی۔ وہ آج شلوار کی جائے  
پوڑی دار پا جائے میں تھی۔

"اوہ گذبی۔ بیوی قل" سرداؤ دنے بے ساختہ  
کہا۔ میں سمجھ رہا تھا وہ اسے دیکھتے ہی برس پر تیز گے اور  
سخت لہجے میں دیرے سے آئے کی وجہ دریافت کرنے کے لئے  
ان کا چھرو تو بیٹھ کر تھیں وہ فریں کے جذبے سے کھل  
اٹھا تھا۔ یہ واقعہ ہے کہ پوڑی دار پا جائے میں زیبا کو  
میں نے بھی پہلی بار دیکھا تھا اور کوئی شک نہیں کروہ غیر  
معمولی طور پر دل کش نظر آ رہی تھی۔

"مجھے یعنی تھا دیڑی آپ کو پست دئے گھا۔" زیبا  
آگے بڑھ کر پانچ سینے سے لگ گئی۔  
"مگر گھر سے تو تم شلوار ہی میں گئیں تھیں؟ انھوں نے  
پوچھا۔

"بھی تو کمال ہے۔ آپ بتائیے بھل میں کہاں سے  
آ رہی ہیں۔"

"بھتی پہلیاں تو ہم نہیں پوچھ سکتے۔ میشکل کام  
تمہارا یہ ملا بھیا انجام دے تو دے۔"

انکل میری طرف دیکھ کر مسکرا گئے۔

"میں ان سے ہرگز نہیں پوچھوں گی۔" زیبا کری  
پڑھتی ہوئی بولی "یریقینا کوئی اوت پلانگ فقرہ کہہ  
گذر دیں گے۔" یہ کہہ کر زیبا نے دونوں ہنیاں میز پر  
شکدیں۔ چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں کی تھیلیوں پر رکھا  
اور میری طرف مسکرا گئی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوتے  
فرمایا۔ "تیر جناب آپ ہی بوجھیں۔"

"آپ" اس نے شرارتاً کہا تھا درم معمولاً تو وہ مجھ  
سے برادر کی چوٹ لڑا کر تھی۔

"میرا خیال ہے تم پر کسی دیوبندیا یہ ہے..."  
کیا بکروں ہے۔" وہ تر ٹھی۔

"پوری بات تو سن لو۔ میری ایک خالہ تھیں ان پر  
دیوبندیا یہ پڑ گیا تھا۔ لبیں پھر وہ صبح شام نہستے ڈریوں

امڑے پھرنا بھی اگر بھاگے بھاگے پھرنا ہے تو پھر مجھے آپا نی  
سمی کاری سیٹ پروں سے جکڑ دیکھے زندگی بھر کھونے  
کی استدعا نہیں کروں گا۔

انکل نے حسب عادت قہقہہ لگایا۔ ”تم سے میں نے  
کتنی بار کہا ہے کہ ہسپتاں گاڑی میں جائیا کرو۔“ تم مگر خندی  
ٹھیرے۔ اچھا میں تواب چلوں گا۔ کلب میر نظار  
ہبوب یا ہوگا۔ زیرِ تم اور یہ کھانا حکایتیا۔ میں آئے۔ سب ہی  
میں ٹھاؤں گا۔“

”کیوں؟“ زیبا نے پوچھا  
”خان بہادر آیا سے نے پاری ڈی ہے۔“  
وہ کمرے سے جانے لگے تو میں نے ٹوکا۔ ”آپ نے  
زیبا سے دریافت نہیں کیا۔“  
”اوہ۔۔۔ ہاں۔۔۔ بھٹی بیبی بتا ہی دو کہاں آتی دیر  
رہیں۔“

”اب تو میں نہ بتاؤں گی۔ بھیا کا ہج آپ دیکھ رہے  
ہیں؟“

”کیوں کیا ہو امیرے بھجو کو۔“ میں زیبا کو گھورا۔  
”اس بیری طرح مت گھورو۔“ میں خوب سمجھتی ہو۔  
”خاک نہیں سمجھتیں۔“ میں الگ تھمارا اڑ پیڑی ہنڑا تو۔۔۔  
”سالمنٹ“ اس نے بڑھ کر میرے منہ پر ہاتھ رکھی۔  
”اوہ گاڑا۔ اب تم دونوں لڑو گے۔“ انکل بولے  
”قی سے لڑو۔ میں تو چلا۔“  
اور دا قعی وہ چلے گئے۔

”سنجیدگی اختیار کرو زیبا بانو۔“ اب میں کرسی کی  
پشت سے ملک گیا۔

”پھر تم نے بانو کہا۔ میر نام زیبا داود ہے۔“  
”بانو تو بڑا خوبصورت لفظ ہے۔ میں نے تھیں بتا یا  
ھتنا کہ۔۔۔“

”ہاں ہاں با بتایا تھا۔ میں کب کہتی ہوں یہ  
خوبصورت لفظ نہیں ہے۔ مگر ذرا لفبور تو کرو زیبا کا با آور  
باو کا با۔۔۔ با با۔۔۔ چھی چھی۔۔۔“

”خیر چلو زیبا سیم۔۔۔“  
”آخر مصیبت ہی کیا ہے کہ دُم ضرور لگاؤ۔“  
”خالی زیبا کچھ اُکھڑا اُکھڑا اسال اللہ ہے۔ خیر چلو  
اس وقت میں بحث کے موڑ میں نہیں ہوں۔“

”اچھا ہے بتاؤ۔۔۔ شکسپیر کو پڑھا ہے؟“  
”کون شکسپیر؟“

”اب بنوہت۔۔۔ مجھے یاد ہے چھپی بار تم نے شکسپیر  
اور آغا حشر کا موازنہ کرتے ہوئے آغا حشر کو فویت دی تھی۔  
میں کہتی ہوں آغا حشر بکواس ہے۔“

”پتا نہیں تم کو نہیں جنم کی بات کر رہی ہو۔ شکسپیر اور  
آغا حشر کسی کو بھی نہیں جانتا۔“

”نکھاری قبر میں کیڑے پڑیں گے۔۔۔ جو ہو۔۔۔“  
انتہی میں ملازم و حیدر داخل ہوا۔۔۔ بابی جی کھانا

لگاؤ؟“

”ہاں لگاؤ۔۔۔ وجد، تو ٹنے لگا تو زیبا کو دفعتاً کچھ  
یاد آیا۔۔۔ اسے ذرا ٹھیرو۔۔۔ دیکھنا گاڑی میں میرا  
پرس روہ گیا ہے۔۔۔ وہ اٹھا لو۔“

”پھر چوتھی سکنڈ لگڑے ہوں۔۔۔ کہ وہ بیتا بانہ کرسی  
سے اٹھ گئی اور دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے بلند آواز  
میں بولی۔۔۔“ وجد۔۔۔ تم کھانا لگاؤ۔۔۔ بیگ میں خود اٹھا

لوں گی۔۔۔“

جانے کا انداز ایسا ہی تھا جیسے ملزم کو بیگ لانے کا  
حکم دے کر بھتارتی ہو۔۔۔ میں اٹھا اور تیز قدموں سے چلتا

پوچھ کی طرف گیا۔۔۔ سُرخ رنگ کی چھوٹی ٹسی گاڑی ابھی پوچھ  
ہی میں کھڑی تھی۔۔۔ زیبا اس کے قریب ہی نظر آئی۔۔۔ پھر

دفعتاً وہ پڑی اور بہت تیز قدموں سے برآمدے کے زینے طے  
کرتے ہوئے اندر چلی گئی۔۔۔ میں زیبوں ہی پر تھا مگر وہ بغیر کچھ  
بڑے میرے قریب سے گزر گئی تھی۔۔۔ اس کے انداز سے غیر معمولی

اضطراب ظاہر ہو رہا تھا۔۔۔ میں نے دیکھا وہ اپنے شرخ ابی  
کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔۔ پھر وہ ہاں سے نکلنے میں بھی دیر  
نہیں لگائی۔۔۔

میں زیادہ مشاق نہیں تھا مگر پھر بھی کارڈی چاہس  
میں فی گھنٹے کی رفتار سے تو چل ہی رہی تھی۔ پر اب اونٹی  
بستی کے درمیان آبادی بہت کم تھی۔ خاصے فاصلوں پر  
عمارتیں نظر آتی تھیں۔ نئی تعمیرات کا سلسلہ جادی تھا  
یہاں زیادہ تر دولت مہری لوگ آباد ہوتے جا رہے تھے  
ابراہیم صاحب کے بیٹے کے کپاونڈ میں داخل ہو کر  
کارڈی ابھی پری طرح مرکی بھی نہیں تھی کبھی پردازہ کھلا اور  
زیبا تقریباً چھلانگ لگا کر تھے اُتری۔ پھر یہ جادہ  
برآمدے کی نیڑھیاں اس نے خرچوں کی رفتار سے طلبی  
تھیں۔ میں نے اپنی سیدھی پر میٹھے سکریٹ جلا دئی۔  
اس بیٹلے کے مکین میرے نئے بالکل ہی اجنی نہیں تھے۔  
پھلی بار یہاں ایک پارٹی میں سردار اور جنگی بھی ساتھ لے  
تھے۔ جنگی خوب ماد تھا کہ ابراہیم صاحب کی طرف جزا دی  
زہر جیں بیٹھنے نہایت اچھا ہی تھی ہیں اور بڑے  
صاحبزادے اقتدار صاحب قوں الطیف کے بے حد شان  
ہیں۔ شاید اخنثی کے شوق کا نتیجہ تھا کہ بیٹلے کے لان  
اور برآمدے میں کم و بیش ایک درجن سنگی خبے ضرور  
رہے ہوں گے۔ جن میں سے اکثر اس وقت بھی برقی قلعوں  
کی روشنی میں دور ہی سے نظر آ رہے تھے۔ یہ جسمی زیادہ  
تر صرف نازک ہی کے تھے اور شاید گرمیوں میں بنائے  
گئے ہوں گے کیونکہ ان کے جسموں پر کپڑا برداشت نام ہی تھا۔  
کچھ تو قریب قریب نکلے ہی تھے۔

کچھ دیر بعد زیبا برآمدے میں نظر آئی مگر زہر جیں  
بھلی ساتھ تھی۔ وہ دونوں کچھ باتیں کرتیں کارڈی تک تیں  
پھر زہر جیں نے اچھی کھنڈر کی کے قریب آ کر کھا۔  
”ارے ملا صاحب! آپ یہیں مظہر کیوں رہ گئے؟“  
”جو۔ اسلام علیکم۔ صاحاف تیجے کا۔ دراہل  
آپ کی ہمیں جلدی میں تھیں۔“

”خیر پھر آنا۔ ضرور آنا۔“  
”آن۔۔۔ ہاں انشاء اللہ۔“  
زیباتے پھلی سیدھی پر ملٹھے کر دروازہ بند کیا۔ بن دیو

”کیا بات ہے؟“ میں نے قریب تھی کر پوچھا۔  
”میرا پس۔“ اس کی آواز میں لرزش تھی۔  
”کارڈی میں نہیں طاہ؟“  
”نہیں۔۔۔ کارڈی سے اُتر کر میں سیدھی بیٹھ رہیں  
تھیں تھی۔۔۔ وہاں بھی دیکھ لیا۔“  
”تھیں یاد ہے کہ جب کارڈی میں ٹھیں تو وہ موجود تھا؟  
”چکھیا دنہیں۔۔۔ تباہ میں بھول آئی ہوں۔۔۔“  
”کہاں؟“  
”ابراہیم صاحب کے بیٹلے پر۔۔۔ کالج سے وہیں تھی تھی،  
اوہ وہیں سیکھلوٹی ہوں۔۔۔“  
”جلو تو مل ہی جائے کا۔۔۔ آنکی پریشان کیوں ہو کیا  
اس میں کوئی بڑی رقم تھی؟“  
”نہیں۔۔۔ ہاں دوسرو پر تھے ہی۔۔۔“  
”فقط دوسو“ میں سکریٹا۔۔۔ ”آدھانا کھائیں پھر  
من چھیکسپر اور آغا حشر کا فرق سمجھاؤں گا۔“  
”نہیں۔۔۔ میں ابھی جاکر دیکھتی ہوں۔۔۔“ وہ پوچ  
کی طرف پڑھی۔  
”کیا میں بھی چلوں۔۔۔ ابراہیم صاحب کا بیٹلے یہاں سے  
چھمیں تو ضرور ہو گا۔“  
”چلو۔۔۔ رات میں کارڈی چلانے کی جگہ عادت  
بھی نہیں ہے۔“  
کھرنی بڑی جانے والی انسان سڑک پر کارڈی فرائی  
بھر رہی تھی تو میں نے گردن ہوڑے بغیر کہا تھے۔  
”میرا خال تھا انکل کر دوڑ پتی ضرور ہوں۔۔۔ مگر  
حیرت ہے ان کی اکلوتی بچی صرف دوسرو پوں کئے  
چکٹ مارنی پھر ہی ہے۔“  
”ذر اور تیز چلو۔۔۔“ اس نے میری بات کو نظر انداز  
کر کر ہوئے کہا۔ اس کے ہجے میں بھرا ہیٹھ تھی۔  
”کیا بات ہے بیبی۔۔۔ تم کچھ چھپا رہی ہو۔۔۔“  
”نہیں تو۔۔۔ خدا کے لئے اس وقت بحث نہ رہ۔۔۔“  
”کو۔۔۔ ذر اور تیز۔۔۔“

کی غیر متوالن آواز اس کی جھلائیٹ کا پتہ دستے رہی تھی۔

"پر سلا؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں — واپس چلو۔"

"لیا تھا نے؟"

"جتنم میں — خدا کے لئے خاموش رہ پڑے مجھ کچھ

دی رہو چھنے دو۔"

"سو چھنے —" میں نے گاڑی استارٹ کر دی۔

"لڑکیاں جب ناول والے جاسوسوں کی طرح سوچنے لگیں تو پھر مجھ لو قیامت قریب ہی ہے۔"

چند لمحے خاموش رہی — پھر دفعتاً اس نے کہا:

"مجھے خوب یاد ہے بیگ میں نے یہیں آبرہم حباب کے بیان پکڑوں کی الماری میں رکھا تھا — پھر حرب کوئی قرب بھی نہیں بھرتا۔ لب افخار اس وقت گھر میں نہیں ہے۔ زیرہ کا خجالت ہے کہ شاید اس نے ہی ازراہ حفاظت نہیں تالے میں رکھ دیا ہو گا۔"

"میں یہ نہیں پوچھوں گا کہ آخر تم اس کے لئے اتنی پریشان کیوں ہو۔"

"بھائی — وہ دوسرو پیے آج ہی میں نے دیدی سے لئے تھے۔"

"میں شاید بالکل لگھا ہوں زیبا خاتون! تم جو کچھ بھی کوئی آنکھیں بندر کر لقین کر لون گا۔"

اس نے جواب نہیں دیا۔

"دولاطہ ہوتے تو شاید مان بی لیتا کہ تم تھارا میو جو دہ روئی بر حق ہے — چھوڑو۔ میں کون ہوتا ہوں پوچھنے والا۔"

"خدا کی قسم اس میں کوئی قیمتی چیز نہیں تھی۔ آخ اپنی چیز کے عذر نہیں ہوتی۔ وہ بڑا خوبصورت پرسنخا"

"میش قیمت بھی ہو گا" میں نے کہا — "ٹھر شاید تم بھوں گیں — پچھلی بار جب میں یہیں تھا ایسا ہی اتفاق"

اس وقت بھی پیش آیا تھا۔ تم اپنا منی پرسکی ٹلاس فیلو کے یہاں بھوں آئی تھیں اور اس میں بارہ سو

کے علاوہ تھا رے جوڑا اور تیر کلب بھی تھے۔ یہیں تم نے کھی تو کہ تاک کو اس کے لئے نہیں دوڑا یا تھا اور بڑی لا پر دائی سے کھا تھا کہ اسے چھوڑو بھی۔ سمت کا ہوا تو کمل مل جائے گا۔"

"وہ اور بات تھی — میں کہتی ہوں کہ تم ہر معاملے میں اپنی ٹانگ اڑانا کیوں ضروری تھے ہو۔"

اس بار اس کا تھیر بڑا ناخوشگوار تھا۔ مجھے یاد نہیں اس لمحے میں پہلے بھی بھی وہ مجھ سے ہم کلام ہوئی ہو۔

ڈاؤن لاج پہنچنے تک پھر کوئی بات نہیں ہوئی۔ کھاڑی جب کھیاوندیں داخل ہوئی تو وہاں ایک اور کھاڑی نظر آئی۔ اتنے ہی میں صادر گیرٹ کا ستری ریسٹول سے اٹھ کر قریب آیا اور اس نے تباکہ مسٹر افخار صاحب ڈرائیور کو تشریف رکھتے ہیں۔

پھر زیبا کا پرس بھی مل ہی گیا۔ یہ ایک فیٹے دار

پرس تھا جو زیل کے ہاتھ میں بارہا میری نظر سے گزر چکا تھا قیمت مشکل سے پندرہ روپے رہی ہو گی۔ اسے زیبا کے حوالے کر کر ہوئے افخار کے ہونٹوں پر ایک ذوق

قسم کا بسم بھی نظر آیا تھا اور جب زیبانے اسے دھوکا کیا تو اس کی انکیوں میں ہلکی سی لرزش بھی میں تے حسوس کی تھی۔

"کھوں کر دیکھ لیجئے — کوئی چیز نکالی تو نہیں کیجئے" افخار نے زیبا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ زیبا نے کھو لانہیں بلکہ اسے دونوں ہاتھوں میں اس طرح دبوچ لیا جیسے ذرا دھیل دی تو وہ پھر سے اٹر جائے گا۔

"بہت بہت شکریہ" — وہ بولی "آپ کو بڑی زحمت ہوئی افخار صاحب — میں تو خود ہی آپ کے پہلے دوڑی گئی تھی۔"

"قدرتی بات ہے!" — یہ بے محل سافقرہ کہہ کر افخار اس طرح حب ہو گیا جیسے جانتا ہو کہ زیبا اس کا مطلب پوری طرح تھا۔ بھی ہو گی۔

"آئیے پھر کھانا کھائیں" — "نہیں — اب جاؤں گا"

لئے خالی کر رہتے ہیں۔"

"تو یہ چوڑی دار پاجامہ ہیر و تن کا لباس ہو گا۔"

"ظاہر ہے۔" پھر بھی کہنے لگے کہ یہ تھا رے

بہت اچھا لگتا ہے۔ میں نے سوچا کہ کیوں نہ ایک فٹو اسی

میں پھنسوں۔ لیں بھی کہنے پہنچے مون اسٹدیو جی تھی اور

وہاں سے طر — پرنٹ کا پیار مل جائیں گی دیکھ لینا۔"

"مگر وہ پرس.....؟"

"ارے با اس کی بھی سن لو۔ دراصل اس میں

میری ایک کلاس فیلو کے چند پر ایک طر خطا رہے۔ یعنی

اس کے نام کسی اور کے لکھے ہوئے۔"

"اور وہ یقیناً عشقیہ ہوں گے۔"

"بالکل۔ وہی بیکواس میں تم پر جان دیتا ہوں۔"

میں تھا رے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔"

"تم نے دیکھ لیا وہ اقتدار نہ نکالے تو نہیں؟"

"نکالنے کا مطلب اگر غائب کر لینا ہے تو ظاہر ہے

کہ غائب کر لینے کی صورت میں اقتدار پر س کیوں لوٹانے

آتا۔ مگر طر پر اس نے ضرور ہوں گے۔ یہ براہما

— مگر برا بھی کیا ہوا۔ آخر تم مجھے پیاس خط بھی لکھے چلے

جاوے تو اس میں میرا کیا قصور۔ تھنگ۔ جلو کھانا کھاو۔

"کیا ان میں سے کوئی خط مجھے بھی دکھلاؤ گی۔"

"نہیں یقین نہیں آیا۔ چلو اٹھوں بھی دکھانی پڑے۔"

پھر میں اس کے ساتھ اس کے بیٹروم میں گیا۔ اس نے

مقفل الماری کھولی اور پر س نکال کر اس میں سے چند

رنگین کاغذ برآمد کئے جو سلیقے سے تہہ کئے ہوتے تھے۔

"یہ لو سارے پڑھو۔" اس نے انھیں میری طرف

بڑھایا۔

"بس کافی ہے۔ اب مجھے یقین آگیا۔"

"آگیا نا۔ شکی کہیں کے۔"

(باتی)



وہ چلا گیا تو زیماں چھپتی ہوئی اپنے بیٹروم میں گھس گئی  
پھر چن منٹ بعد لوٹی تو پرس اس کے ہاتھ میں نہیں تھا۔  
اب ہم کھانے کی میز پر آئی۔ زیماں کو ہودا ب درست  
ہو چکا تھا۔

"کیوں؟" — ناراض ہو گئے۔ اس نے مجھے  
خانوں دیکھ کر کہا۔

"کمال کرنی ہیں آپ بھی۔ میری بھلا کی احتیت  
ہے۔"

"اب کیا کھانا نہیں کھلنے دو گے۔ مسکراو جلدی  
سے ورنہ شور بے کی پلیٹ سر بر اُلٹ دوں گی۔"

"آدمی تھر نہیں ہوتا مادام زیما۔"

"مادام کے چھا۔ خدا کے ڈالاگ مت  
شروع کرو۔ اب مسکراتے ہو یا نہیں۔"

اس نے سچ سچ شور بے کی پلیٹ ہاتھ میں اٹھا لی۔  
"یمسکرا دیا" میں نے ہمقوں کی طرح دانت نکالے

پھر کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔  
کیا بچھو گے نہیں کہ میں پا جامہ کہاں بدلت آئی تھی

— قسم کھاؤ کیسا لگتا ہے۔ اس نے میرے نقے والے  
ہاتھ کی کلائی پیر اپنی زنگلیاں رکھا ہیں۔

"بہت اچھا لگتا ہے۔ اب کھانے دو۔"  
"نہیں پہلے پوچھو۔ سوب کچھ پوچھو میں جواب

دوں گی۔" میں منہ سے کچھ نہ پولا۔ مگر اس کی طرف سوالیہ  
اندر از میں ضرور دیکھتا رہا۔

"ہمارے کامج میں کچھ دیکھ دیا جانے والا ہے  
اس میں ڈرائیس بھی ہوں گے۔ ایک ڈرائی میں ہمیں ہر چون

کا پارٹ ادا کروں گی اور اقتدار میر و کا۔ اسی کی ریہسل  
کے لئے میں آج اقتدار کے یہاں آئی تھی۔"

"وہیں کیوں؟" "اقتدار کی میز کیٹھپتی کی سر بر اہ بنائی تھی ہیں  
انھوں نے اپنے ہی شکل میں ایک ہاں اور کئی گمرے ریہسل کے

قیصر مرتضیٰ

# شہنشاہِ عالمِ لہ گیر

پیش کی کہ تشوہ و بینے پر دوپاری سی مقرر ہیں۔ انھیں بروائست کر کے ان کی جگہ کسی مسلمان کو مقرر کیا جائے۔ اور عرضی گذارتے اپنی تجویز کی تائید میں قرآن کی پہ آیت پیش کی "یا یا عالیٰ ذائقہ امتوا کا تختخدا و اعداد تی وحدا و کم او لیکاع" را بے ایمان والوں یہ دشمنوں کو دعوت مرت بناؤ) اور نگز زیرے عرضی پر یہ آیت جو اب انقل کر دی "لکم دینکو ولی دین" تھا اسے لئے تمہارا دین اور بہارے لئے بہارا دین) اور حجم تحریر کر دیا کہ تدبی کو دنیا کے کار و باریں داخل نہیں کرنا چاہیے اور نہ ان حوالات میں تعصیب پر تباہی ہیے" اور یہ لکھا کہ "عرضی نویس نے جو آیت نقل کی ہے اگر تم اسی کو سلطنت کا دستور اعلیٰ بنایتے تو ہمیں چلائیے خفا کہ اس ملک کے تماہنہ دراجا جوں اور ان کی رعایا کو برپا کر دیتے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ بادشاہی ملازمتیں لوگوں کو ان کی قابلیت کے مطابق ملیں گی اور کسی لحاظ سے نہیں مل سکتیں" یہیں اور نگز زیر کے الفاظ۔

"تاریخ کاروشن ہپلو" کے صفحے بینیں پر اونگز زیر کی نسبت ایک واقع درج ہے کہ جو پور کے ایک بڑیں کی تاکتہ الرٹ کی سے جو پور کے کسی مسلمان افسر نے ترسی نکاح کرنا چاہا۔ بڑیں نے اس سے انکار کیا اور بلا توقف عالمگیر کی طرف روانہ ہو گیا۔ بادشاہ تک پہنچا اور اصل حال گوش گذار کر دیا بادشاہ نے فوراً دوسرا ذریباً طلب کیں ایک پر خود سوار ہوا اور

رومن رولان اپنی مشہور و معروف تصنیف "جیلن کر فنا" JEANCHIR STOPHE میں لکھتا ہے کہ "دنیا کو سچ کی کم اور جھوٹ کی زیادہ خواہ کلتی ہے" اور نگز زیر کے تعلق سے بھی یہیں یا تیس مشہور سہ گنڈی ہیں وہ زیادہ رجھوٹی اور یہ بینیاد ہیں جو بادشاہ کسی سخت سزا کا غنیمی دیتے رہتے اس بات کا خیال رکھے کہ اس وقت دل پر غصے اور جوش کا تصرف تو نہیں اس سے یہ ترقی تو نہیں کی جاسکتی کہ دوسری قوم کے افراد کا دل دکھائے گا۔

اونگز زیر پر جہاں باہپ کو قید کرتے اور بھائیوں کو قتل کرنے کے الزام لگائے جاتے ہیں وہیں شد و مر کے ساتھ اسے ہندوکش ثابت کرنے کی بے بنیاد اور شر انگیز کوشش کی جاتی ہے اونگز زیر نے پچاس سال حکومت کی الگروہ اتنا ہی متھسب اور یہ توں اور مندوں کو سمار کر کے خوش ہوئے والا ہوتا تو ہندوستان بھریں ایک بیت اور ایک ست در بھی صحیح و سالم نظر نہیں آتا۔! ہندوؤں کے تمام مقدس مقامات بسما تھوڑے چکے ہوتے پچاس سال کی مدت کم طویل نہیں ہوتی۔ یہ ایک سلسلہ تاریخی حقیقت ہے کہ عالمگیر نے بھی کوئی مستحصباً نہ حرکت نہیں کی۔

عالمگیر کتنا فراخ دل اور بیند نظر تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ عالمگیر کے حضور ہیں کسی نے ایک عرضی لے اسی نام سے "اشجار" فردری سائنس میں شائع پرواتھا مل شہنشاہ عالمگیر خلد آشیانی مصنفہ پنڈت دستہ پرشاد صافدا

پرچنگ آف اسلام مصنفہ فیڈلیو آرنلڈ

لی بان نے۔ اپنی کتاب اور لارا لاجپت رائے اپنی تاریخ میں  
ستفقة طور پر عالمگیر کو نیک نفس، پاک حیثیت اور بے قصور قرار دیتے  
ہیں اور لکھتے ہیں کہ

”اورنگ زبیع عالمگیر اتنا بہ شکن اور استاد روں  
کو سمار کرنے کا شوقیں تھا تو تھوڑے ہے کہ اس نے  
پنجاہ سالاں (بچا سالا) عہدِ خودت میں ان  
کثیر التعداد شامدار اور بیکار مندوں کی سماری  
اپنا شوق پورا نہ کیا۔ والوہ بالخصوص ریاست  
جموپال میں بھیسلہ اور ساچی کے استوں بھی شہر  
ہیں اور سب سے زیادہ عالمگیر کی توجہ کو الگھوٹے  
جذب کیا ہو گا۔ لیکن آج بھی اسی شاندار حالت  
میں موجود ہیں..... بھوپور میں یوں تو بہت سے  
مندو ہیں۔ ان میں سے ایک عالیشان مندر کی  
میں راحب پس باج نے ہموایا تھا جس کے درونے  
پر منہدی زیابی میں ایک کتبہ موجود ہے۔ اورنگ زبیع  
سے اتنا بھی نہ ہو سکا باؤ جو دشوق مندر شکنی اس  
قدیم اور عظیم الشان مندر کو تھا۔ اس کے متوفی

کو گراتا اور اس منہدی کتبہ کو مٹاتا“

مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ کیوں؟ اگر وہ بہت شکن تھا تو  
اسے کوئی قوت تھی جو بہت شکن سے روک رہی تھی وہ کوئی ساخن بھا  
جو اسے شوق بہت شکنی سے یا زر کھرا تھا؟ اس کا ایک ہی جواب ہے  
کہ نہ کوئی قوت تھی نہ ہی کوئی جذب تھا بلکہ وہ بہت شکن تھا۔ منہد  
عالمگیر کی بہت شکنی کے تعلق سے رام نارائن صاحب کاشاہ  
عالمگیر پر تاریخی نظر“ کے زیر عنوان ایک عنوان ماہ اکتوبر ۱۹۲۳ء  
میں شائع ہوا تھا وہ لکھتے ہیں کہ

”سلطان حجی الدین اورنگ زبیع غازی بادشاہ  
کو عالم طور پر شخصیت کا خطاب دیا جاتا ہے اور کہا  
جاتا ہے کہ انھوں نے مندوں کے معبد کا تباہہ  
بڑا کروئیے اور اوزاع و اقسام سے مندوں کو  
متکلیف پہنچا۔ مگر خو طلب یہ ہے کہ یہ افراد ہیں

دوسری پریسین اور اپنے مشیر کو سوار کیا اور بغاڑ کرتا ہوا جو پیو  
پہنچا۔ بادشاہ کے اس طرح بیکا یک پیچنے سے افسوس حسیران  
رہ گیا۔ تحقیق پریسین پہنچا تابت ہوا افسوس کو منزدی گئی۔ پریسین  
کو انعام اور رزقند دے کر خوش کیا گیا اور اس نے جہاں  
چاہا اپنی لڑکی کی شادی اپنی خوشی سے کی۔ یہ تھا عالمگیر کا  
عمل جسے شخص بہندو لکش بہت شکن اور خدا جانے کی  
کن خططابات سے نواز جاتا ہے ایک حصولی پریسین کے لئے  
ایسا موثر قدم اٹھانا ایک وسیع النظر، بلند حوصلہ اور صاف  
دل شہنشاہ کا ہی کام ہو سکتا ہے۔

مہرہ جمنی جی صاحب نے عالمگیر پر ایک چھوٹا  
سار سالانہ کھاصے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ اورنگ زبیع پہنے  
زمانے میں ایک نہو نے کا بادشاہ گزرائے۔ وہ امیر سلطنت  
میں نہ ہی شخصیت سے یہ تھا اور اگر اس کی زندگی اور  
نقش قدم پر اس کے روکے بھی حل سکتے تو منہد کی عنان حکومت  
خاندان غلیکے کے ہاتھ سے نہ تھی۔“  
علامہ شبیل نعماقی اورنگ زبیع کی بہت شکنی کے شعلت لکھتے  
ہیں کہ

”عالمگیر پریسین بہت نک اور میں رہا۔ ان  
حمالک میں پہنچاں بہت نکھلے لیکن کسی تاریخ میں  
ایک حرف بھی نہیں مل سکتا کہ اس نے کسی  
بہت خالنے کو بھی ہاتھ لگایا ہے۔ ایلو رائکے شہر  
مندوں میں سینکڑوں تصویریں اور بہت بیش عالمگیر  
اسی نواحیں ایلو رائے میں مولیں کے فاصلے  
پر مدفن ہے..... لیکن بہت اور تصویریں  
آج تک موجود ہیں۔“

اس اقتیاس کو شاید بعض حضرات نہ مانتیں یا مستند نہ قرار  
دیں اس نے کہ یہ افلاط شبلی غفاری کے کلم متنکے ہیں اور  
اورنگ زبیع کی نایابی میں بہت شکنی اور منہد رہنمہ کرنے  
کے تعلق سے دوسرے حضرات کی آراء سے اس کی نایابی ہوئی ہے۔  
مالوہ اور منہد میں بہنچنے کے مندوں کے متعلق داکٹر

استھان بین ہیں جن کو میں نے پشم خود بخور دیکھا ہے اور  
یہ کہدا یا جانا ہے کہ یہ مورتیں اور نگ کی توڑی ہوئی  
ہیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ اور نگ زیب صفت رہوانے زبانہ ہوا۔ خود  
اور نگ زیب عالمگیر کا فرمان بھی ہمارے شکوہ اور شہادت  
رفعت کرنے کے لئے کافی ہے۔ شہنشاہ عالمگیر پسند رہ جمادی اثنانی  
۷۰۷۹ میں ایک فرمان جاری کیا تھا۔ عالمگیر کو حکومت ہذا تھا کہ  
بعض عمال مندوں کے پروپرتوں کو پریشان کر رہے ہیں اس لئے  
انھوں نے یہ فرمان ابوالحسن کے نام جاری کیا تھا کہ بعض پروپرتوں  
پر حوزہ زیادتی کی جا رہی ہے اس کا فرائڈارک کیا جائے اور انھیں  
سکون ملے۔ یہ فرمان آپ بھی پڑھیے اور غور کیجئے کہ عالمگیر پر جوالہ اتنا  
لگاتے گئے ہیں وہ کہاں تک درست ہیں اور کیا وہ ایسا ہی  
تمہاری سماں کے شہر کو دیا گیا ہے۔ فرمان بلا حظ قریبیت  
الآن العایت الرحمت ابوالحسن بالتفاسیلہ از  
امید وار بودہ بدائد کہ چونکہ مراثم ذاتی اور مکارم  
جمیلی کے تقاضے ہے ہماری بہت بند اور نیت حق  
پسند نام ار عایا کی بہبودی اور خواص دعوام کے تمام  
طبقات کی بھلائی میں صدرف ہے اور شریعت  
غرا اور نیت اسلام کا قانون بھی یہی ہے کہ دریم  
مندوں کو بہرگز نہیں دیکھا جائے اور حدیث  
خلفی بلا اجازت تعزیر نہ ہوں۔ آج کل ہمارے گوشنگار  
یہ بات ہوئی ہے کہ عمل از راه جائز تعدادی قصبات نارس  
اور اسکے تواحی مقامات کے رہنے والے ہندوؤں  
اور بہنوں پر جو قدمی مندوں کے پروپرتیت ہیں تشدید  
اور زیادتی کرتے ہیں اور جاہتے ہیں کہ پروپرتوں کو ان  
کی پر وہی سے جوان کا تقدیم حق ہے الگ کر دیں جمیل

کس حد تک صحیح اور درست ہیں اور کس حد تک غلط  
تاریخی آمیزش ہے جس کا دجوں مغض قیاسات اور  
پازاری بخوبی پر دیا جاتا ہے۔

جناب رام نارائن آگے جل کر تھرا کے ایک مندر کے  
آخر اجاجات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "تمہارے چند میل قاصدے پر  
بلدیو جی کا مندر ہے۔ اس مندر کے مصارف کے لئے بادشاہ  
اور نگ زیب نے کئی مواعظ و اوقاف کئے ہیں جو اب تک مندر مذکور کے  
قیضے میں ہیں اور اسی طرح ممکن ہے کہ بہبہت سے ہندو منادر کیلئے  
بادشاہ مو صوف کی طرف سے مو اضاعت عطا کئے گئے ہوں۔  
دیباۓ جنہل کے کنارے ال آباد کا قلعہ شہنشاہ اکبر کے زمانے  
میں تعمیر ہوا تھا اس قلعے کے اندر ہندوؤں کا ایک مندر و سیع  
تھ خانے کے اندر اب تک موجود ہے۔۔۔۔۔ یہ قلعہ مسلم طور پر بادشاہ  
اور نگ زیب کے قبضہ میں مختاہ بادشاہ مو صوف دس معبد کو  
نہایت آسانی سے تباہ و برباد کر سکتے تھے۔ ان ہندوؤں کی خشت  
اور جسمانیت سے پایا جاتا ہے کہ یہ مورتیں ہزار سال کی بھی ہوئی  
ہیں۔ اور ان مورتیوں میں سے کوئی بھی حوت توڑی ہوئی ہنہیں ہے  
اگر مذہبیاً اور نگ زیب کو برشکنی کی عادت ہوئی تو سب سے پہلے  
ان ہندوؤں کو چور چور کر دیا گیا ہوتا۔ آج یہ عام طریقہ پر کوچھ گیا ہے  
کہ جہاں کوئی توڑی ہوئی مدت میں جاتی ہے اسکو اور نگ زیب  
کی توڑی ہوئی مورت تداریتی ہیں۔"

یہ مورتیں کس کی زبانی سنتے دہ کہتے ہیں کہ  
رام نارائن کی زبانی سنتے دہ کہتے ہیں کہ  
لیکن اصلیت یہ نہیں ہے شنکر آچاریہ کے زمانے  
میں ہیں اور بدھ منہرب کے خلاف حرکہ را میں  
ہوئی تھی اور اس وقت ہزارہا جیں دیدھ منہرب  
کی شکست مورتیں آج محل اعلیٰ سے ہندو مندوں میں

۱۰ ایک انگریز یونیورسٹی کرنل ڈی فلٹ کا اس فرمان کا فلود دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ چونکہ عالمگیر کے شعلوں میں بھائیں اور بہنوں  
کش تھا اس نے تملک کو اس قوڑ کی صحت میں شک گزرا۔ اس بات کی تصدیق کرنے کے لئے وہ ماہ اکتوبر ۱۸۷۸ء میں بنارس گیا تھا اور  
کوتوال شہر جناب محمد طبیب صاحب سے میں کہ اس فرمان کی وضاحت چاہی۔ انھوں نے بتایا کہ اصلی فرمان بنارس کے محل منہگانگری  
کے پروپرٹیت ہنگل پانڈے کے پاس بھی موجود ہے اور ایک تنازعہ کے سلسلے میں اس نے ماہریل ۱۸۷۸ء کو عدالت میں استفادہ کر رکھا  
کیا تھا اور اسی سلسلے میں اسے یہ فرمان عدالت میں پیش کرنا پڑا تھا۔

متعلق سرت بازدارند و این بحقی باعث پریشانی و تفرقہ رحال ایں کروہ می گرد نہیں حکم والا صادر میشود کہ بعد از زور ایں مشورہ لامع التور مقرر کرنے کے سن بعد احدے پوجہ بیکاب تعزیز تو شویش باحوال پیشہاں وہ بخیر میتوں مستوفیہ آئی محلہ ترساند تا آنہا بستور ایام پیشین بجا و مقام خود بوجہ محیت خاطر بدباغی کے دولت خدا و ابد عدالت از ل غیاد قیام نہایتند۔ دریں باب تاکید وارند۔

### بیانیہ اثر جمادی الشافی شمسیہ فوشتہ شدہ<sup>۱۶</sup>

اورنگ زیب کے تعلق بعض مرجیعین اور واسطہوں کے جو تراجم ہیں پیش خدمت کرتا ہوں۔ مشقی سیجانی لعلے اپنی تاریخ خلاصہ التواریخ<sup>۱۷</sup> میں عالمگیر کے متعلق بھی لائی ہوئی ہے بنیاد علط قبیل کو رفع کرتے ہوئے اسے یہ گناہ قابل تعریف اور تحریک تسلیش پاڑتا قرار دیتے ہیں۔ بذریعہ این اپنی تاریخ میں عالمگیر کو کس قدر اپھے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ دارالشکوہ کے ہوا خواہوں میں گھوٹے۔ عالمگیر کے چو اصلاحیں اور فرمائیں ناقفر کئے اس کے پارے میں لکھتے ہیں کہ عالمگیر اورنگ زیب نے انصاف اور مستعدی کے ساتھ بادشاہیت کی اور اپنے عہد حکومت میں اکثر مراسم کو بوقوف کیا۔

اورنگ زیب پر لگائے گئے الزامات کو پیش نظر کھلیں تو توقع کی جاسکتی ہے کہ راجح شیرینگہ راجح کھڑک سنگھ اور راجح رنجیت سنگھ کے ذریبوں نے اورنگ زیب عالمگیر کو بدنام کرنے میں کوتاہی سے کام نہیں لیا ہوگا۔ مگر ہم جب تعداد التواریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو کہیں بھی ہیں کوئی نازیبیاں نظر نہیں آتی بلکہ ہر جگہ عزت و تقدیر سے عالمگیر کا نام لیا گیا ہے۔ اسی تاریخ کے مطالعے سے یہ راز افشا ہوتا ہے کہ سکھوں کے آخری زمانے یعنی شمسیہ تک اورنگ زیب کو کم از کم صوبی خیاب کے سکھوں اور سندھ و دوں میں پر گزی جو اور قابل ملامت نہیں بھیجا تا ہے کامیابی میں لا ہجر کے ایک سال کا دھرم

<sup>۱۶</sup> مشقی سیجان شالوہ کے رہنے والے فارسی کے عالم اور قادا الحکم اُمررے ہیں اور اپنے ذمہ بکے پایہ زندگی کے میں بذریعہ دارالشکوہ کے قدر بجا رالی کا پیش تھا اور اس نے دارالشکوہ اور بجا رالی کے زیرگرانی تربیت یا انی اور اسے دارالشکوہ سے خصوصی حقوق تھا۔ یہی بذریعہ این بعد میں اورنگ زیب کی بیٹے سلطنت شاہ کے عہد سے پر فائز ہوا تھا۔<sup>۱۷</sup> تعداد التواریخ مصنفو لالہ سہیں لال ص

نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا کہ یہ سچا ہے پریشان ہو کہ تصمیمات میں مبتلا ہو جاتیں اس سے تم (ابوالحسن) حکم دیا جاتا ہے کہ اس فرمان کے پہنچتے ہیں ایسا انتظام کرد کہ کوئی شخص اس علاقے کے پہنچنے اور دوسرے سندھ و دوں کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہ کرے اور ان کو کسی نقشہ نہیں میں مبتلا نہ ہونے دیں تاکہ یہ جاحدت بستور اپنی جگہ پر اپنے منصبوں پر قائم رہ کر اطمینان قلب کے ساتھ ہماری دولت خدا داد کے حق میں مصروف دعا رہیں۔ اس معاملہ میں تاکید اکیدہ جائز ہے۔ اصل مضمون فارسی میں ہے وہ بھی بلا خلف فرمایا ہے:-  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

### فرمان عالمگیر

اورنگ زیب نے شاہ غازی بہادر منشور لامع النزد اور اورنگ زیب

شاہ غازی ثانی

لائق العناية والرحمة ابوالحسن بالتفات شاهزادہ امید وار بودہ بداند کہ چوں بمقتضائے مرجم ذاتی و مکاری جیلی سیکل سہمت والا نہت و تمامی نیت حق ما بر فاختت شہود بیکدہ بنازہ بنا نباید و دریں ایاً معدتا انتظام بعرض اشرف و اقدس لدقع و اعلیٰ رسیدہ کہ مردم از راه حرف و تعددی ہبہ و سکری قصبه بنارس و برخے امکن دیگر کہ بنواحی آں واقع سوت وجاعت

بر کہتاں سداں محل کہ سدا نت بتجانہائے قدم آنچا بآنہ تعلق وارد و مزاحم و معرض شوند و می خواہند کہ اینا راز سدانت آنکہ از سدانت مدید بانیہا

<sup>۱۸</sup> مشقی سیجان شالوہ کے رہنے والے فارسی کے عالم اور قادا الحکم اُمررے ہیں اور اپنے ذمہ بکے پایہ زندگی میں بذریعہ دارالشکوہ کے قدر بجا رالی کا پیش تھا اور اس نے دارالشکوہ اور بجا رالی کے زیرگرانی تربیت یا انی اور اسے دارالشکوہ سے خصوصی حقوق تھا۔ یہی بذریعہ این بعد میں اورنگ زیب کی بیٹے سلطنت شاہ کے عہد سے پر فائز ہوا تھا۔<sup>۱۹</sup> تعداد التواریخ مصنفو لالہ سہیں لال ص

ک اور نگز زبین نے کشیر کے پینڈوں کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے حکم دیا تھا بالکل غلط ہے۔ ” عالمگیر اگر کسی کو زبردستی مسلمان کرنا چاہتا تو اس کے لئے سب سے بہتر سید احمد مرہٹہ کا پوتا ساہبی تھا جو گرفتاری کے وقت صرف سات سال کا تھا اور اس کی پروپریتی عالمگیر نے شہزادوں کی طرح اور ساہبی کو جسمی یہ احساس نہ ہونے دیا کہ کہ دیا کہ باخی اور مفرود دادا اور بابا کا پوتا اور بیٹا۔

سبھماں کی گرفتاری کے ساتھ اس کی ماں اور بیٹا ساہبی گرفتار ہوئے تھے۔ عالمگیر ساہب کے ساتھ جن فیاض ولی اور مربیانہ طور پر پیش آیا اس کی مثال شاید تاریخ پیش نہ کر سکے۔ مگر کوچ سات آٹھ برس کا تھا عالمگیر نے ہفت ہزاری کا نصب اور راجہ کا خطاب دیا اور اس کی صرکار قائم کر کے دیوان اور بخشی مقرر کئے اور حکم دیا کہ اس کا خیر شاہی خیمه کے ساتھ ایسا تو کیا جائے اس کے چھوٹے بھائیوں لعنتی مدن سکھ اور اوصیتگہ کی بھی اسی طرح قدر افزاں کی یہ لہ

نصرت جنگ ذوالقدر خان بہادر کو ساہب کا اتنا یقین تھا کیا اور اسی خالت ہیں پر وکش پاکروہ جوان ہوا۔ عالمگیر نے اسکو مسلمان بنانے کا قاطعی ارادہ نہیں کیا بلکہ وہ اپنے آبائی نزدیک پر قائم رہا۔ سہند و ایامِ اسیری میں سوائے مٹھائی اور بیوہ جات کے کچھ نہیں کھاتے ساہب نے بھی یہی کیا لیکن جب اور نگز زبین کو اس بات کی خبر ہوئی تو اس نے ساہب کے پاس کہلا بھیجا کہ ”تم قریں نہیں ہوں س لئے تم کجیے تکلف کھانا چاہئے ۔“ یہی نہیں بلکہ عالمگیر نے اپنی بخوبی میں بہار دھی مرہٹہ کی لڑکی سے اسکی شادی کی اور یہ شادی سہند و ایام درواج کے سطابیں ہوتی ہے۔

عالمگیر کا قفل حالانکہ قابل صدر استاش اور شرمنداز تھا لیکن خافی خاں کے نزدیک دو اندریشی سے لیجید بات تھی کھٹتا ہے کہ ”افھی کشتتن د پیچ ہدراشتتن“ والا حصہ تھا۔ ساہب کے تعلق خافی خاں کی یہیں قیاسی غلط ثابت ہوئی کیونکہ آگے چل کر وہ ایسا ثابت نہیں ہوا ساہب کے ساتھ عالمگیر میں کشادہ دلی اور یہی

میں ایک ضمیر شائع ہوا تھا جس میں اور نگز زبین پر لکھئے گئے الزاموں کی تردید کی گئی ہے۔ عالمگیر سکھوں نے الزم اٹھایا تھا کہ ” عالمگیر نے ایک حکم جاری کیا تھا کہ تمام سہندوؤں کو مسلمان بنایا جائے اور اگر کسی جگہ کے نہیں تو کم از کم کشیر کے ہندوؤں کو مسلمان بنایا جائے ۔“ عجیب ہیں ساہلام ایسے سمجھ میں نہیں آتا کہ عالمگیر نے کشیر لوگوں کے لئے یہ خصوصیت کیوں رکھی؟ رسالہ مذکور نے اس لغواز امام کا چوچا ب دیا ہے دھرم ب ذیل ہے۔

”تمام ہندوستان کی پڑتال کریں اور نگز زبین کے اول سے آخر تک حالات پڑھیں اور اس عہد کے واقعات کا بغور سطاع کریں تو کہیں نظر نہیں آئے جا کہ اور نگز زبین نے ایسا کوئی حکم دیا ہے۔ نہ مسلمان ہو چکیں نے کہیں ایسا اڑکیا ہے یو پہنچنے سو روں اور سیاحوں نے حقی کہ نکولا میں منسوجی نے جو شاہ جہاں کے زمانے سے شاہ عالم کے زمانے تک سعید درباریں رہا اور جس نے اور نگز زبین کی چھوٹی بھجوٹی تحریک قلمبند کرنے میں کوتا ہی نہیں کی۔ اور نگز زبین پنجاب بیگانہ بہار، پیاری اور دکن کے باشندوں کو جبراً مسلمان ہونے کے لئے نہیں کہتا لیکن تعجب ہے کہ وہ کشیر کے پہاڑوں میں اس قسم کا جا براز حکم جاری کرتا ہے اور بھراں صورت میں جیکہ آئندہ پیش آنے والے واقعات بتاتے ہیں کہ اور نگز زبین اور پہاڑی راجاؤں کے تعلقات نہیاں اعلیٰ تھے اور ان راجاؤں کی بھیشہ مذکور تھا اور نگز زبین اگر ہندوؤں کو زبردستی مسلمان کرنا چاہتا تھا تو سب سے پہلے ضروری تھا کہ وہ اپنے دربار کے اراکین راجہ جو سنگھ اور جسوس تانگھ وغیرہ اور بزرگوں را چھوٹوں کو جو اسکی فوج میں ملازم تھے مسلمان کرنا لیکن مقام تبلکتے ہیں کہ ایسا نہیں ہوا لیکن سکھوں کا یہ کہتا

لے کا اثر عالمگیری مصلح ۲۳۴ و قائم عالمگیری ص ۲۷۸ ، اور نگز زبین پر ایک نظر ص ۲۷۸ کا اثر عالمگیری مصلح ۲۷۸ و قائم عالمگیری مصلح ۲۷۸ خافی خاں ص ۳۰۹۔

و حوصلہ انسان ایک تھبچے سے اس کے پاپ، دادا کی سفراں کیوں  
کا بیدار نہیں لے سکتا تھا۔ اس کی عزت و محیت کبھی اس بات  
کی تخلی نہیں ہو سکتی تھی۔ تاریخ پنجاب کے مصنفوں رائے ہمار  
کہنیاں لال نے تو گویندگہ کا ایک نظم خط پیش کیا ہے جو عبارت  
کے نام ہے اس خط کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے

”میرے سخت جگر قل ہو بچے ہیں۔ کوئی جگہ پہاڑ  
و امان کی نہیں جہاں بچیکر میں اپنے معودی کی عبادت  
کر سکوں۔ بادشاہی فوج میرے قتل کے در پے  
ہے۔ اگر بادشاہ میرے خون سے درگذر کرے تو  
آئندہ اطاعت گزاری سے اکابر نہ ہو گا اور اگر  
میرے قتل ہی کا ارادہ ہے تو ایک فقیر کے قتل ہیں  
سوائے بدرامی کے کیا حاصل ہو گا؟“

شہنشاہ اور نگزیں عالمگیر نے اس عرض اشت کا  
جو جواب دیا تا ریخ پنجاب کے ٹھکرے بہادر کہنیاں لال لکھتے ہیں کہ  
جب وہ عرضی بادشاہ کے گشکنڈا رہوئی تو بادشاہ  
نے حکم دیا کہ اگر گویندگہ فقیر دل کی طرح ہے اور  
غائر جھوپی اور کشت و خون سے یا زائد تو کوئی اس کا  
مزاحم نہ ہو۔ وہ جہاں چاہے سکوت رکھے“

اور نگزیں عالمگیر کے جواب کے تعلق مہا شہنشاہی صورت  
بھی اس تصنیف میں تحریر کرتے ہیں کہ عالمگیر کا جواب عقول تھا  
پھر گردھی رکھی فوج کشی نہیں ہوئی“ اور نگزیں عالمگیر  
کی تہمتہ نگز نظری کے تعلق مشہور سوراخ ڈاکٹر سبی رائے کی  
رائے ملاحظہ رہے مایتے

”ہندوؤں کے ساتھ اور نگزیں کی تہمتہ نگز  
نظری اور نہیں کی عصب پر فقر کے دفتر سا کہڑا  
کئے ہیں کہن اس کے عجیب حکومت میں بقول نقشبندی  
ایسا کہیں نہیں علوم ہوتا کہ کسی ہندو نے بھی مدھب  
کی خاطر سرلتے جان و مال یا قدر داشت کی ہوئی  
کسی شخص سے اسکے آبائی طریق پہلیں کھلا پرستش کیئے

سے پیش آیا اسکے تعلق مکارا ماریں لکھا ہے کہ اس عصب پر  
ہزاروں بے تعلیمیاں قربان ہیں۔ اگر کھما ہے کہ عالمگیر کو اس  
کے خلاف عصب اور نگز نکل کہتے ہیں لیکن اگر عصب اسی کام  
ہے تو ہزاروں بے تعلیمیاں اس پر نشانہ کر دیجیا چاہئے“ عالمگیر کا  
برناؤ اخیر تک ساہبوک ساختہ مریزاں اور فیاضان رہا۔ عالمگیر کے  
انقال کے بعد ساہبو نے خود خاری کلکھ علم بلند کیا لیکن عالمگیر کے  
اس انوں کا بچھبھی اتنا پاس تھا کہ سب سے پہلے اس نے عالمگیر  
کی قبر کی زیارت کی اور تجاویں کو کھانا کھلا رہا۔ بہاں یہ بات غور  
طلبت ہے کہ ساہبو کو وہ کوئی کشش عالمگیریہ گی قبر کی زیارت کرنے  
پر مجبور کرتی ہے کیا عالمگیر کی تعلیمیات فطرت دھیسا کہ عام  
طور سے بچتے ہیں، نے اسی جبور کیا تھا؟ اگر عالمگیر ساہبو کے ساتھ  
مریزاں اور شفقار طریق سے پیش نہ آتا تو کوئی معنی نہیں کہ ساہبو  
اور نگزیں عالمگیر کی قبر پر جا کر زیارت کرتا۔ اگر اور نگزیں زیں  
اتنا ہی عصب اور نہیں کشش ہوتا تو ساہبو کو بآسانی مسلمان کر سکتا  
تھا کیونکہ ایک سات آٹھ سال کے بچے سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی  
کہ وہ اپنے ندہب کا پابند ہو گا۔

لین پول صاحب بھی عالمگیر کی اس خوبی کے مختار  
ہیں ان کا کہنا ہے کہ جسمونت نگھنے کے بچوں کو عالمگیر  
مسلمان کر لیتا لیکن عالمگیر نے سیوا جو کے پوتے  
ساہبو کو حبیب گرفتار کیا تو اسکی عمر سیات پرس  
کی تھی عالمگیر نے خاص اپنی نگرانی میں، سشاہی  
خیڑے کے بارہ خمیٹ کھڑا کیا۔ اس کو مہفت ہزاری عصب  
اور خطاب، نوبت، علم عطا کیا اور بہتر تاذ اخیر  
عمر تک قائم رکھا اور حجود اس کے اس کو مسلمان  
کیوں نہیں کیا؟ سیوا جو کا پوتا تو جسمونت نگھنے کے  
بیٹوں سے زیادہ بیرون کا مستحق ہے“

لین پول کا کہنا کہ سیوا جو کا پوتا جسمونت نگھنے کے بیٹوں  
سے زیادہ بیرون کا مستحق ہے۔ لیکن پھر بھی عالمگیر نے ظلم و تشدد  
سے کام نہیں ریا۔ آخر کیوں؟ صرف اس نے کہ عالمگیر جیسا بلند

تبدیر اور ادلوال عزیزی میں اور نگ رزیب پائے جھائیوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھا۔ اس کو اپنی طبیعت پر قابو تھا۔ میدان جنگ میں ایسا ذمیر کہ ہر ایک سپاہی کے مل میں جوش پیدا ہوتا تھا۔... جو حصول ہندو جاتیوں سے لیا جاتا تھا اور نگ رزیب نے موقوف کر دیا اس کیں کے بند کردیتے سے شاہی خزانے کو الگھوں کا نقشان ہوا۔ مگر عالمگیر اپنے ارادہ کا پکا تھا۔“

غور کیجئے کہ عالمگیر پر بگار کے لئے الزامات کہاں تک کوئت ہیں۔ عالمگیر پر جو کخت خینیاں کی جاتی ہیں۔ اس کا مشہور عالم اور سائنس دان و اکٹھر سپی سی رلتے نے نہایت ہی مل جواب دیا ہے۔

”بیکھال بڑا نوی عہد حکومت کے بجائے اسلامی۔

عہد حکومت میں زیادہ خوش حال تھا، شہنشاہ اور نگ رزیب پر آج کل بہت نکتہ جنیاں ہو رہی ہیں۔ اخھیں بڑا نوی ہو رکھنے نے ان تاریخوں میں ہندوستان کے کالجوں اور مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں۔ متعصب اور ہندوؤں سے نفرت کرنے والا دھکایا ہے کہ کس تدریشم کی بات ہے کہ ہندو اور مسلمانوں کو مصلحت امیز سیاست کے ماخت اس اقتراپر داری کو کج مانتے کے لئے بھجو کیا گی۔ میں سر جادو نا تم سکار ڈاکٹر محمد احمد روزخ تاریخ ڈھاکہ یونیورسٹی اور بہت دیگر اشخاص سے جھیلیں تاریخ ہند میں مانجا تھے پوچھتا ہوں کہ کیا کوئی ایک شاہ بھی دھکا سکتے ہیں کہ اور نگ رزیب عالمگیر نے بیگال کے ہندوؤں سے جزیہ وصول کیا۔“

عالمگیر کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کی سلطنت میں

باز پرس کی گئی ہو۔ اس سلسلے میں لاہور شیام داس فے اپنے ایک ضمیلوں میں لکھا ہے عہد عالمگیر کے ہندو قوم فروشن نہ تھے۔ ملت فروشن نہ تھے۔ ان کی نہ ہبی و اخلاقی حالت ہم سے اچھی تھی۔ اگر اس وقت ہندو مسلمان کا سوال ہوتا یا عالمگیر کے عروانہ استنبلا کو اکھنوں نے ہندو نہ ہب و قوم کے خلاف ایک تحریک عام کی شکل میں وکھا ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ اخھیں سلطنت عالمگیر کے ساتھ ملتی میں کی ہمدردی باقی رہ جاتی تھیں داعیات اس کے مقام رو بالعكس ہیں۔ تاریخ ہم کوستاتی میں کہ عالمگیر کے ارکان حکومت ہمان ہی نہ تھے بلکہ ہندو ہجھی تھے اور بشرت تھے۔ عالمگیر نے سلطنت کے ہر ایک اہم و اعلیٰ شعبہ میں ہندوؤں کو افسوسنا رکھا تھا پھر کیا اس نظریہ کے ہوتے ہوئے یہ کہا جائیز ہے کہ اس کو ہندو نہ ہب و ہندو قوم سے تعصبات تھا یا جو شعائرت نے ملک میں ہندو مسلمان کا ایک عام سوال پیدا کر رکھا تھا ہے نہیں اور ہرگز نہیں۔“

یہ جائع صحیح اور بے عرض تعریف ایک ہندو مصنف کی ہے۔ جس نے تاریخ کی روشنی میں انصاف کی کسوٹی پر اور نگ رزیب کو پر کھا اور اس نے اسکو جیسا کھرا پایا تھا ظاہر کر دیا۔ ۱۹۱۴ء میں پرانا نہ صاحب ایم اے نے ”ہندو مسلمان اور ان کے پوشکل اور منہجی تعلقات“ کے تیرعنیوں رسالہ آزاد میں ایک ضمیلوں شائع کر دیا تھا۔ اس ضمیلوں کا یہ حصہ ان حضرات کیلئے حضور سے قابل غور ہے جو عالمگیر کو متعصب کہتے اور بھتے ہیں۔

”ان کی ہندو رعایا ان سے اتنا ہمی پیرا کرتی تھی جتنی کہ مسلمان رعایا۔... اور نگ رزیب کی دور پیشی اور سیاست میں کوئی شک نہیں۔“

پرفیورمنو ہن قوم طاریہ کے ہوشیاری بہادری

۱۷ ۱۹۱۳ء میں لاہور کے ایک مشہور اخبار میں شائع ہوا تھا اور ۱۹۲۲ء میں ”عہد“ نے اسی ضمیلوں کا اقتدا میں پیش کیا تھا۔ ۱۹۱۴ء میں اور نگ رزیب اس سر جادو نا تم سکار جلد ۱۳ ص ۳ تاریخ ہند حصہ اول، از پیغمبر من میہن۔ مطہر عاصم ۱۹۱۶ء۔

اس ناالخصوصی کے ساتھ وزیر اعظم کو ایک خط لکھا اور اپنی سفارش میں کامیاب بھی ہوا۔ صرف یہی نہیں اس نے متعدد بارہ بندور راجہوں کی سفارشیں کیں اور ان کے حق کے لئے بادشاہ سے لڑا اور اپنی بات ہنوار کر رہا۔ یہاں دھنڈ برا کے راجہ اندر من کا تذکرہ کر دیتا ضروری ہے۔ جسے شاہ جہاں نے قلعہ اسیر میں قید کر دیا تھا اندر من نے حصول آزادی کے لئے اور نگزیب سے درخواست کی ہیں ہندوکش شہزادہ ایک ہندور راجہ اندر من کی وہاںی کے لئے اپنے باپ سے پُر زور سفارش کرتا ہے۔ شاہ جہاں اندر من کی رہائی کے لئے یہ شہزادہ طبیعت پیش کرتا ہے کہ اندر من اپنے آبائی مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرے۔

اگر عالمگیر کو ہندوؤں کو مسلمان بنانے سے اتنا ہی سکون ملتا تو اس کی تسلیم کے لئے اس سے اچھا موقع بھی ضرایم نہیں ہو سکتا تھا، کیونکہ اورنگ زیب اندر من کے نزدیک خود اچھا رہ کر شاہ جہاں کے حکم کی آڑ لے کر اندر من پر قشودہ کر سکتا تھا لیکن بخلاف اس کے جیب اسے شاہ جہاں کے اس خیال کا علم ہوا تو اس نے شاہ جہاں کو صاف صاف الحمد یا کہ یہ شرط ناقابل قبول اور ناقابل عمل ہے۔ اگر اندر من کو ہمارا کرنا ہے تو اس کی پیش کردہ شرائط پر رہائی دے جائے۔ یہ الفاظ اور نگزیب کی زبان سے ایک ہندور راجہ کی حمایت میں اپنے شہنشاہ بات کی شان میں تھے۔

اسی سلسلے کی ایک نایاں مثال کیری ٹکھکی ہے۔ دیوڑو کاراج کیسیری سنگھ شاہ جہاں کا با جگذار تھا۔ لیکن چونکہ حدود وہ فضولی خپچ اور ریاست کے معاملات سے بے خبر رہا کرتا تھا اس نئے ریاست کی آمدی اس قدر لمحٹ گئی کہ وہ پائیں دیوڑو سے خراج بھی ادا نہ کر سکتا تھا۔

”اب کیسیری سنگھ کے لئے اسکے سوا کوئی چارہ کاریا تھی نہیں رہ گیا تھا کہ عالمگیر سے درخواست کر کے جس طرح اس نئے چاندہ کے راجہ کا خراج معاف کر دیا اسی طرح اس کے فتحے جو رقم ہے وہ معاف کر لے۔ عالمگیر شاہ جہاں سے کدیکجا

ہندو عہدہ دار ملازم نہیں تھے۔ مگر جو اقیاسات پیش کئے گئے ہیں ان سے اس بے بخیاں اور اس کی تردید ہو جاتی ہے۔ عالمگیر کے بارے میں یہ خیال بھی کسی حد تک عام ہے کہ اس نے ہندوؤں کی سفارش نہیں کی۔ حالانکہ یہ بالکل جھوٹ اور افتراء پردازی ہے۔ صرف مسلمانوں بلکہ اس نے ہندوؤں کی سفارش بھی کی جنما پنج دن کے انتظامات کے سلسلہ میں اپنچور کی دیوانی کے لئے ایک لائق افسر کی ضرورت ہوئی تو اورنگ زیب نے راہ کرنی نامی ایک راجپوت افسر کی سفارش کی۔ لیکن شاہ جہاں نے اسے نامنظور کر دیا اور نکھلا کہ:-

”تفوییں خدمت اپنچور میں راؤ کرن راجپوت نام بست نداشت۔ کارہا بکسے باید فرمود کہ از عہدہ تو اندر بارہ لیکھا ہے عالمگیر شاہ جہاں کے اس مالیوس کوں جواب سے دل بروائشہ نہ ہوا بلکہ اس نے پھر لکھا کہ ”بچپن بھاطر ملکوت ناظر ہم رسید محض صواب اسست و ایں پہر قصہ فرمی آں راجہا تو اند دریافت لیکن چون خستہ اپنچور دریں ایام غیر ازان گائیگر داری و آبادان ساختن آب کا نئے نیست و اسی خودی دریپنگاہ خلافت فہم اسست بکسلو کی بر اچھو تیرہ بنا برائی حقیقت کی منصب دآباد کاری را کر دین تو عیکد دیدہ و شنیدہ عمر دھن داشتہ ہو۔“

شہزادے کی اس سفارش کو شاہ جہاں نے نامنظور کر دیا لیکن اورنگ زیب شاہ جہاں کی نامنظوری سے مالیوس نہیں ہوا اور اس وقت تک سفارش کرتا رہا جب تک کہ راؤ کرن کو ”جووار“ کے علاقہ کی قلعے پر مادر کر کے اس کے منصب سے اضافہ کر کے ایک بندور جنگ تک نہ پہنچا دیا۔ راجپور کے ایک زیندار حیات سنگھ کو بلا دھم سرکاری ملازم اس کی جائیگر سے می دھل کر دیتے ہیں۔ وہ یہ چارہ انصاف کی خاطر اور نگزیب کے پاس دوڑا چلا آتی ہے۔ اگر حیات سنگھ کو یہ خیال ہوتا کہ عالمگیر متعصباً ہے اور ہندوؤں کے لئے وہ کچھ نہیں کر سکتا تو کوئی وجہ نہیں کر حیات سنگھ عالمگیر کی پناہ میں آتا۔ وہ جانتا تھا کہ اسے پناہ مل سکتی ہے تو صرف اورنگ زیب کے پاس اور ہوا بھی ہی۔ اورنگ زیب نے

لئے لوگ دوڑھے آئے۔ کئی دن تک ایک عالم  
کو دن رات شرب برات بختی ہے  
اب خوشی کو ایسے رٹایا۔ جس شخص کا زندہ رہنا کہاں  
تک درست تھا۔ جس شخص سے سارا عالم نالاں ہدایہ پر شخص  
اسکی برت کا خواہاں ہواں کا تہذیب کیا جاتا ہی بہتر تھا۔ سبھی<sup>۱</sup>  
جیسے شخص کو کوئی قانون اور کوئی سماج صاف نہیں کر سکتا۔ پھر  
عالیٰ ملکیت پر اسلام کیسا ہے۔ مہرہ جمی جی اور نگ زیب کی انفہ  
پسندی کا ایک ناقابلِ مثال و اعقر خیر کرتے ہیں۔  
مز اتفاصل، اور نگ زیب کا بھائی تھا اور جو بڑی  
تین مداراں ہام تھا۔ شخص حدود رحمہ اور ایش اور  
عیاش تھا ایک مرتبہ اس نے ایک بیوہ کو  
کی کر گھنٹشاں برہمن شادی کر کے اپنی ڈولی سلطنت  
لارہا تھا اور جب اس کا گذر مز اتفاصل کے سکھ  
کے پاس سے ہوا تو انفاخر نے اپنے آدمیوں کے دلیلے  
چبراؤ دی اپنے گھر سنگوں والی عاقل خالی کو قوال  
فرآتم الناس بگم، اتفاصل کی والدہ اور عالیٰ ملکیت  
کی بہن کے پاس پہنچا اور دلی گھنٹام داس کے  
حوالے کر دی۔<sup>۲</sup>

اس واقعہ کو عاقل خان وغیرہ بہیں ختم کر دیا۔ اپنے تھے  
”لگ کسی طرح یہ خبر آگوں میں بادشاہ تک پہنچ گئی۔ بادشاہ  
(عالیٰ ملکیت) نے فوراً حکم جاری کیا کہ اس ناچارہ ملکوں مجبیت  
بد عادت کو تعلق میں لے جائ کر تید کر دو۔“ اسی طرح جب بھی ہندو  
پڑھنے والے غصے اگ بگوڑہ ہو جاتا تھا۔ اور نگ زیب انفاصل کے  
سلسلے میں ہم ایت کرتا ہے کہ پچاس سال سے ہی تعلق کی گئی کہیں  
تک انفاصل فرازہ ہو جائے۔ اور سڑاک کے تعلق حکم صادر کرتا ہے کہ  
انفاصل کو میں کوڑے لکھاں گا۔ اس لئے کہ کوئی دوسرا افسر انفاصل  
کو شہنشاہ کا بھائی ہونے کی وجہ سے بے دریغ کوڑے نہیں  
لگائے گا۔ کیاں ایسا منصف مراجع شہنشاہ تاریخ باریار  
بیدا کرتی۔ عالیٰ ملکیت کا حکم ملاحتہ فرمائیے۔

کی سفارش کرنے سے پہلے تحقیقات کرائی اور جب اسے لقین ہو گیا  
کہ کیسری سلکھ و اقحی قابلِ محظی ہے تو اس ہندوکش شہزادے نے  
شاہ جہاں سے سفارش کی اور کیسری سلکھ کے ذریعہ ہے اسے  
سحاف فرمائیں۔ لیکن ہندو رواز شاہ جہاں نے اپنے بیٹے کی سفارش  
روکر دی، عالیٰ ملکیت کی سلکھ کے میتوں حالات سے واقع تھا  
نا امید نہیں ہوا بلکہ اس نے اور وضاحت سے تمام حالات شاہ جہاں  
کے گوشگرد کر دیے۔ لیکن عالیٰ ملکیت کی ایک شنبھل اس کے باوجود  
عالیٰ ملکیت نے آخری وقت تک کیسری سلکھ کو اس آفت ناگہانی  
سے بچانا چاہا۔<sup>۳</sup>

وقائع عالیٰ ملکیت میں سفنا میں عالیٰ ملکیت (ص ۲۲)، کے حوالے  
سے سبھا جس کی سفاکیوں اور غارنگری کے تعلق لکھا ہے کہ ”چوں کہ  
سفنا میں سفاک اور ظالم تھا اور نہ صرف سلماں ہندو  
بھی اسکی سفاکیوں اور یہ رحلات غارنگریوں سے نالاں تھا۔  
کی گرفتاری کی جب شہر برہن تو ملک میں خوشی کے غلطے ہندو ہوئے جب  
پاپ زخمی عالیٰ ملکیت کے دربار میں روانہ کیا گیا تو راہ میں جدھر سے گئتا  
تھا۔ شریف عورتین تک گھروں سے نکل آتی تھیں۔ اور خوشیان  
کرتی تھیں۔<sup>۴</sup>

سفنا کے تعلق ستفق طوبید پر ہر بورخ اور ہر صرف کا میبا  
ہے کہ وہ حد در جہہ بیرون، سفال، ظالم، لوث، مار اور قتل و غارتگری  
میں یکتا نے زمانہ تھا۔ اس کے ناپاک وجود سے صرف سلماں  
ہندو بھی نالاں تھے۔ اور اس کی ذات سے نفرت کرتے تھے  
چنانچہ تاریخ ہندوستان میں اس کی گرفتاری پر علیاں نے خوشیاں  
مناہیں اس کے بارے میں لکھا ہے۔

”یہ مژدہ روچ پر ایک عالم کی فرجت و شادی کا سبب  
ہے..... لاکھوں آہی سیر کر کئے دیعتی  
سپھا کو پاپ زخمی ریختے، اس خوشی تھی میں  
لاکھوں ہندو سلماں ایسے تھے کہ ان کو مارے  
خوشی کے نینڈ نہیں آئی۔ جس قریب اور گاؤں میں  
یہ خوشی دیا ہے سے خوشی خوشی سیر تماشے کے

۳۷۰ مقدمہ رفعت عالیٰ ملکیت ص ۲۲۳ ۳۷۰ تاریخ ہندوستان جلد ششم بادشاہ نام عالیٰ ملکیت ص ۲۲۳  
۳۷۰ اور نگ زیب کی زندگی کا درشن اور اصلی پہلو ص ۲۵۳۔

## نطاقِ اور

حدائقِ شہیر مولانا آلوشاہ شیری کے قیمتی ملفوظات  
کا مجموعہ۔ قیمت مجلد۔ ڈر روپے ۲۵ پیسے۔

## دیہاتی معالج

ہم سب کے لئے عموماً اور دیہات و قبیبات میں  
رہنے والوں کے لئے خصوصی یہ کتاب نہایت کارامہ ہے۔  
ئئے دن کی بیماریوں اور حادثوں کا فوری، کم خرچ اور  
آسان علاج جیتا کرنے والی۔

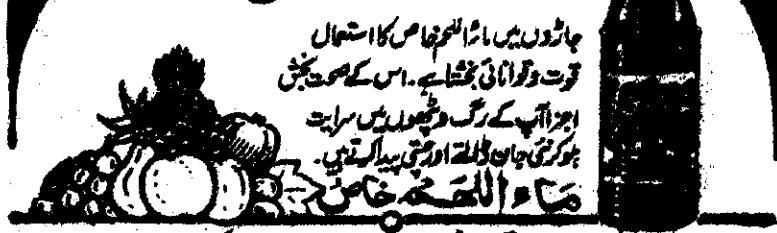
افسوں حصہ اول ختم ہو گیا۔ حصہ ثانی موجود ہے  
لیکن یہ نہ سمجھئے کہ حصہ اول نہ ہونے کی وجہ سے حصہ ثانی  
کی افادیت کم ہو گئی۔ نہیں یہ حصہ ثانی اپنی جگہ مکمل  
اوستقل ہے جس کے صفات ۳۳۳ بیماریوں، حادثوں  
اور فوری علاجوں کے قیمتی مواد سے مالا مال ہیں۔  
اُفیٹ کی عدمہ لکھائی چھپائی۔

قیمت۔ ڈھائی روپے  
مکتبہ بختی۔ دیوبند (بیو۔ پی)

”بچاں مسلح سپاہی قلعہ پاہور کے جامیں تاکہ  
سانپ کہیں سوراخ سے نہ کھل جاوے۔ یعنی یہ لوگا  
فلعے سے کوئی بھاگ نہ جائے۔ جب میں وہاں دوڑو  
پر آؤں تھا تو بچاں کوڑے جس کے سروں پر کاشتے  
لیجھ ہوتے ہیں اس لڑکے کو اپنے ہاتھ سے لکھاڑا  
کیپنگ اور اضریمیرے سماخ خرچ کو بیدار کانے کی  
جرأت نہ کر سکے چکا۔“

لالہ لاچپت رائے اپنی کتاب ”سیواجی“ میں قطراز ہیں  
کہ ہم نے تفصیلات اس لئے دی ہیں کہ ہندوؤں کو یہ علم ہو  
کہ ہندوؤں کی تحریک کا زام اور نگ زیب پر لگانا یہودہ  
بھی جبکہ ہمارے پاس تاریخی ثبوت اس بات کے موجود ہیں کہ  
ہندوؤں کی جڑوں کو کاشتے والے ہندو تھے۔“  
عالمگیر ہندوؤں کی تحریک کا ذمہ دار قطبی نہیں تھا  
اور ہر تا پہنچت وستہ پر شاد صاحب فدا کی زبان سے تائیر  
کے لئے ایسے دعا شیخ نہ تکلتے۔ مند اصحاب کی زبان سے تکل  
ہوئے یہ الفاظ کافوں کی راہ دل میں اترتے جاتے ہیں کہ  
”خد اکرے کہ ہمارے ناک کو لوگ دیسے جبلی القدر  
شہنشاہ دا اور نگ زیب عالمگیر کی قدر کنا  
سیکھیں“

## صحت کا توازن...



اُرڈنمنٹ ہلی باب اپنے اندھر سڑک پور حکومت سے فرضہ جات دی طبیبوالشن

غیر مالک کے تھے بنس کے موقع اور نیا بھر کی برس معلوٰت اپنے اضخم ارجمند اکٹری

سائون ۲۰۱۷ء۔ نئی صحت سائز کا غذہ سفید چین ۲۰۱۷ء۔  
کماہتہ اعلیٰ نظر افزود۔ طباہ بہری لیتھوگرافی اور بکاری  
بھری بیوی میں بھائی۔ دی ہی کا پاہر یہاں و سورہنی ۲۰  
تیہ ۲۰۱۷ء فیصلہ کی تھی اس صرف اسی تھکریں دیکھیں جو  
ایسے سیل بیس بیوی پر بدوہنی اور در پوشش کا درد بندگ را فٹ  
چکے ملکی روانہ فرمائیں۔

### بُرنس معلومات کی مفصلہ دائرکٹری

اس دائرکٹری میں آپ اور اندر کمری مسلمانوں کے علاوہ مسلمانوں میں شندہ الی تنا اشتیاء کے آل اندیا میں بھری خرچ۔  
اشناکشوں دا بخوبی کے تھریک پتے نیز قوی خد کا نیہ الی اوس پتے او روپ ملک کے علاوہ مشرق و مغرب پر اور کاغذوں کا لکھنے پتے ہیں۔  
اس دائرکٹری میں مندرجہ ذیل تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

اُرڈر کے ایام میں صوت و صور جان پیشی بحث کی گئی ہے۔ امر کو اکٹری  
سامنے کاروبار کے منافع پر بحث ملکی ہے۔ امر کو اکٹری  
و دشتابی پاہنہ ستری قائم کرنا چاہتے ہیں۔

اینجینئر اسٹارک، بوگ سلاوی، اسٹری جرمنی، اشکنی  
جوہنی، سوکر زینہ، اٹلی، چکر سلاری، پولینڈ الریڈن  
اوہ فریقی ہیں۔ ۹۰۰ میں اولاد اور فحشی کے پار اور کنٹ  
اشادو غیر مالک میں بروخت کرنا چاہتے ہیں  
یا غیر مالک کی کیمپی اسٹریکٹ کے معاون سے  
رومانی۔ اُرڈر کو ایسی اندھری قائم کر لیں ہیں جو  
اسکے مل ایسا تھی پتے پر اور کامنے کرنے صنعتوں کی  
کاروبار کرنا چاہتے ہیں تو اس دائرکٹری کا  
اصفت زیادہ ہے جو اسی صنعتوں قائم کر کے والوں کے  
لئے حکومت گیا سہولتیں ہیں۔ اسی طبقے میں صنعت  
پر ایک سکل کا۔ اس دائرکٹری میں شامل ہے۔ غیر ملکی امداد  
اور فارماں پرچم بھر کر ملتے ہیں تو اس دائرکٹری کا  
فراہم کرتی ہے۔ کی خوبی کی وجہ پر صدر خصوصیہ

کو مدت تھے فیصلہ کے ابوجوٹ لائنس جاری کرنے سے ۹۰۰ پیورٹ  
اکٹی پیورٹ پیورٹ کا معمولت کار کو اس سیکھانے ہے؟  
خاہاں کہاں اور کیسے مال کیا جائے؟ ۹۰۰ ملک دشائی، کی  
لٹونیکریگ کے اور کھپت ریڈا ایسی تھیں کیا مدت اور جائزہ؟  
کسی نیچی صنعت میں کسے داخل ہوں اور صنعتوں کیا مکانے میں کوت  
شکل کا اور ملکی امدادی طبقہ قائم کیا جائے؟ ۹۰۰ غیر مالک کسی طرح

تھیں کی تھیں اور جائزہ کیا جائے۔ ایک برس میں اس  
ایک عام اُدی کس حد تک اخ پر برجا ہے؟ اس پر ایک ہوں اور کار اس  
نیز معلوم ای تھا اس دائرکٹری میں شامل ہے۔ یاد رکھیے! ان الحال اس  
ڈائرکٹری کی صورت میں اس کا کہاں شائع کیجائی جسیکے ۳ ہزار سے زائد بکٹ  
چکی ہے اور ۳ ہزار کے لگ بھگ غیر ملکی کے خدماء میں کمتوں کی  
جا چکی ہے۔ اس نے آپ کا اپنے اپنے اور ملکی رقم کے روانہ کر لیے ہیں  
تھیں کیا اور ملکی امدادی طبقے۔

خطہ کیا تھا اُرڈر۔ بُلی اسٹری ایز زمیں پیل ڈوریسری صالوھیل رود بھی!  
تربیل نڈ کا یتھہ

اگر آپ کسی بھی ایتم کے منزیلیوں میں اسکے بھر کا نام اور تھے اس دائرکٹری میں مفت خانہ کرائیں اسکے لئے آپ کو  
اجڑ پسیں بھائیں اس کیلئے خود ری ہجہ کا اپنے سیئے رہا۔ کہاں کیسے اس دائرکٹری کی ایک کی غنوط کر لیں یاد رکھیے! ہمارے زادہ کی سیارہ  
کا اسٹریکٹ کے خریداری کیلئے زرخواجہ کیلئے اس کا اور دیس میں میں اسی طبقے تھے، ہمارا افراحت کی جسٹیکا!

**قاموس القرآن** الفاظ قرآن کی لاجواب بحث قرآن کو خود اپنی کی زبان میں بھیج کر لئے یہ بحث بہت مفید اور کامیاب بھی گئی ہے۔ مجلد نو روپے سو روپے کیا بچ کر سکتی ہے؟ ازب۔ خدیجہ فردوس عثمانی۔ کاذک جیل۔ دلگذار اور اثر آفرین اسلوب میں ادب و اشارہ کی رعنائیوں سے بہریز۔ قیمت مجلد ڈپٹھروپہ۔

**مفردات القرآن** قرآنی الفاظ کی شرح و توضیح پر امام راغب جو کسی کی وہ شہر آفاق کتاب جو بڑی بڑی تفاسیر کے لئے بیان دکا درج رکھتی ہے اور دو ترجمہ کے ساتھ۔ قیمت چالیس روپے۔ مولانا مودودی اور تصوف کہا جاتا ہے مولانا مودودی اس الزام کی پورت کندہ حقیقت خود مولانا کی اپنی تحریریوں کے آئینے میں ملاحظہ فرمائے۔ یہ کتاب آپ کو بتائے گی کہ مولانا اس تصوف کے دشمن اور کس تصوف کے حامی ہیں۔ قیمت — مجلد دو روپے۔

**سچا وعدہ** دین کی مدد کریں گے اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا۔ اس وعدے کو خدا نے کس طرح پورا کیا۔ اسی حقیقت سے یہ دلچسپ کتاب واقعات کی روشنی میں روشنای کرتی ہے ایک اچھوئی کتاب درس آموز اور ایمان اور ذریعہ۔ قیمت — ساڑھے تین روپے۔

**مجموعہ دلائل الحجتات** حاشیہ پر تفصیل و مشرح متن کے ساتھ ترجیح۔ مع حزب البحوث و تصحیحہ برہ ترجمہ شاہ ولی اللہ عکس طریق کی تعلیم اور دیگر مفہومیتیں۔ قیمت — تین روپے۔

**قرآن اور حدیث** تہجا قرآن کیوں ہذا ہے کافی نہیں؟ مولانا مودودی کے قلم سے۔ قیمت — ڈپٹھروپہ۔

**حضرت امام ابوحنین** کی سیاستی ندی کی یہ کتاب ہر اعتبار سے قابل قدر ہے۔ کثیر معلومات کا خزانہ۔ بارہ روپے۔

**کتاب الصلاوة** تازہ کتابیں ہر دو سے تو بہت کتابیں ہیں مگر مولا نعبد الشکور کی یہ کتاب پنی نظر آپ سے۔ قیمت — ڈھانی روپے۔

**اسلام کا نظام امن** جہاد، امن و صلح اور اصول و قانون کے بارے میں اسلام کا مکمل دلائل و نظائر کی روشنی میں۔ آٹھ روپے (مجلد ز روپے)۔

**انتخاب مکتباتِ ما مرتبی** حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتبات عظیم تاریخی شهرت رکھتے ہیں۔ اسرار و معارف اور علم قرآن و سنت سے بہریز۔ ان مکتبات کا بہت خاص انتخاب ہدیۃ ناظرین ہے۔ قیمت — پانچ روپے۔

**دنیا و آخرت** مولانا اشرف علیؒ کے چنان انگیزش معاون عظیم جن کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔ مکمل و مجلد کی قیمت — دش روپے۔

**حہین حہین** شب و روز کے تمام معمولات اور زندگی کے مہم و مہمیں متعلق حدیث میں متفقون دعاوں کا مشہور مجموعہ عربی میں اردو۔ قیمت — دش روپے۔

**معراج المؤمنین** قرآن و حدیث کی روشنی میں تازہ کتاب اور وحایتی بصائر کا مفصل مجموعہ۔ قیمت — دو روپے۔

**بیان اللسان** بہترین عربی اور ددشتزی۔ ہزار روپہ۔ الفاظ، حاویے، ضرب الامثال، تیمت مجلد — دش روپے۔

**علم جدید کا پتیخ** تازہ معرفت الاراء کتاب ٹھوں فکر انگیز اور بے حد و بیحیثی۔ اس خاص موضوع پر آجتنک کوئی کتاب اس میعاد اور انداز کی نہیں لکھی گئی۔ پانچ روپے۔



آنکھوں کی تمام بیاریوں کا دشمن

بینائی کا محافظ

اسے دوز کاموں بنایے تو نگاہ انشاء اللہ آخر عزیز نہ قائم رہے گی۔

ڈریخپت لگت ہنسیں بلکہ صدر کی دلوفت ہنسیا ہے

سرمے کیسا تھا ہماری جتنی کیسا تی سلانی بھی طلبہ بنایے

تاج حضرت شریطہ ایکنی طلب کریں



کوئی کی بھی تیزیں ششی ایک ساتھ طلب کرنے پر ڈاک خرچ معاف

دار الفیض حماقی - دیندروپن

# چراغ راہ

جنوری سنت سے اپنے دوران کا آغاز کر رہے ہے  
ماہ جنوری کے مضمون سے اپنے نظریتیں:

## مکالات

- مذہبی ثقافت اور اسلامی تدریس مصطفیٰ سیاسی مرحوم
- تنبیہ اور بینادی انسانی حقوق ائمہ آئندہ کا شعبہ نعمتیں
- دور حاضر کا انسان اور اسلام نعمتیں صدی یوں

## عالم اسلام

- تائشند کا فرض دین پسی کام طالب ممتاز احمد

## تعارف کتب

- اسلام ان ماذن ہٹری۔ تقارن، تنقید، تبریز، خوشیدہ احمد

## مشایلات تہذیب

- ذکرات حسن البنا تہذیب توبہ، معروف شاہ تہذیب

## علمی افون

- سویٹ روں میں مسلمانوں کی محنت جانی۔ مصری قومیت کی روایت۔
- اسلام میں تہذیم فراہی کا تظریق توحید۔ رحمی رسانی کے اہم تہذیبات (تہذیم)

## تہذیب

- نفترت - اسلامی سو شلزم
- بنو امیہ .. ابن کثیر
- خلافت و ملکیت - ابوالاعلیٰ مودودی اور دہرمی کتب

## چراغ راہ

مہندادارہ معارفہ اسلام

نمبر شمارہ ۱۶۵ پش نیجر چراغ راہ راست نزل ہر روزی روڈ کراچی ۹/۰ سالانہ چشمہ ۱۰

ہفت روزہ و دریما۔ ہبہ کوشل اور مرہبٹ والڑہ کا واحد ترجمان

مسلمہ و مجلس مشاورت کا نقیب۔

سالانہ چشمہ ۱۰۔ دنی روپے۔ فی پرچہ۔ بیسیں پیسے۔

نیجر ہفت روزہ تاج۔ کامٹی۔

تاج کامٹی

# میکاری قرآن کریم اور حاملین غیر

**قرآن پاک مترجم ۱۸** ترجمہ:- مولانا تھانوی۔ حاشیہ پر  
تفسیر۔ سائز ۲۷x۲۳ سے ہر لحاظ سے  
عمردہ۔ مجلد ریگزین پندرہ روپے۔

**قرآن پاک مترجم ملا بد ترجمہ** اول ترجمہ:- شافعی الدین  
محلدریگزین پندرہ روپے۔ مجلد پاٹشک اٹھاڑہ روپے۔  
**قرآن پاک معربی ۲۹** بر سطر کے بعد لائیں، کشادہ حروف  
عمردہ۔ مجلد ریگزین پندرہ روپے۔ مجلد پاٹشک دش روپے۔  
محلدریگزین آٹھ روپے۔ مجلد پاٹشک سی اساتھ بسب  
عمردہ۔ مجلد ریگزین بارہ روپے۔

**قرآن پاک معربی ۳۵** بر سطر کے بعد لائیں ۲۶x۲۳ سائز  
عسی۔ بتدی حضرات اور بخوبی  
کئے ہے بہت عمدہ ہے۔ مجلد ریگزین پانچ روپے پیسہ پیسے۔  
محلد پاٹشک ساٹھ ساتھ پیسے۔

**حامل معربی ۵** کارڈ سائز مشل نظامی۔ ہر صفحہ آیت  
پر ختم۔ باہیل پیر پر مطبوعہ کلتھر  
محلد پاٹشک کو ساٹھ چار روپے۔

**حامل معربی ۲۳** سائز پر، عسی، کافذ اچھا،  
بر سطر کے بعد لائیں۔ مجلد ریگزین  
پانچ روپے۔ مجلد چرخی آٹھ روپے۔

**حامل معربی ۲۷** بہت بخوبی تھر سائز دبیجی سائز  
باہیل پیر پر۔ مجلد پاٹشک۔  
دور و پے پیسہ پیسے۔

**یازده سورہ مترجم ۴۹** ۱۱ سورتیں، عسی طبق  
مطبوعہ کلتھر۔ مجلد پاٹشک  
تین روپے۔

**قرآن پاک مترجم ۲۷** ترجمہ:- مولانا تھانوی۔ حاشیہ پر  
تھر تفسیر۔ سائز ۲۹x۲۷ سے ہر لحاظ سے  
مطبوعہ کلتھر۔ مجلد ریگزین بارہ روپے۔ مجلد پاٹشک اٹھاڑہ روپے۔

**حامل مترجم ۲** ترجمہ:- شاہ عبدالقادر جیلانی۔ حاشیہ پر  
محلدریگزین نو روپے (محلد پاٹشک۔ گیارہ  
روپے۔ مجلد چرخی۔ گیارہ روپے۔

**حامل مترجم ۲۵** ترجمہ:- مولانا حمود صاحب حجت۔ حاشیہ پر  
تھر تفسیر۔ مطبوعہ کلتھر مجلد ریگزین  
نو روپے۔ پاٹشک گیارہ روپے۔ چرخی بارہ روپے۔

**حامل مترجم ۲۸** کارڈ سائز۔ ترجمہ:- مولانا تھانوی  
حاشیہ پر تھر تفسیر۔ مجلد پاٹشک نو روپے۔  
کارڈ سائز۔ باہیل پیر پر، مجلد پاٹشک  
چار روپے۔

**حامل معربی ۳۹** کارڈ سائز۔ بر سطر کے بعد لائیں۔  
محلد پاٹشک۔ ساٹھ چار روپے۔

**حرب الاعظہ مترجم ۵۵** سائز ۲۶x۲۳ دکتابی سائز  
ہر لحاظ سے میکاری۔ مجلد پاٹشک  
تین روپے (مطبوعہ تاج پکنی لاہور)

## صلی تاج پکنی کے عکس (مطبوعہ ہند)

**قرآن پاک مترجم** ترجمہ:- حضرت شیخ العہد۔  
تفسیر:- علامہ شبیر احمد عثمانی۔  
محلد ریگزین۔ زمین رنگیں۔ طباعت عسی۔ کافذ عمدہ۔  
ہر بیس روپے۔

مکتبہ تاج - دیوبند (بی۔ پی)

**عطر و حمیں** | دلنواز اور چرکیف خوشبو  
دیزتک ساٹھنے والی  
ایک تولہ۔ بارہ روپے — چھ ماشہ۔ ساڑھے چھ روپے۔  
تین ماشہ۔ ساٹھ تین روپے — ڈیڑھ ماشہ۔ دو روپے۔  
**گلزار سینٹ** | شبستانی علکی خوشبو۔ فہت مخش  
اورس و چڑوس

ایک تولہ۔ دش روپے — چھ ماشہ۔ ساڑھے پانچ روپے۔  
تین ماشہ۔ تین روپے — ڈیڑھ ماشہ۔ ڈیڑھ روپے۔

## تریاق معدہ

معدہ اور جگر کے لئے ایک نعمت

ریاحی تکالیف کے لئے خاص خفہ  
خواک صرف ایک رات میفھمل ترکیب ساختہ ہیجی جاتی ہے۔  
21 دن کا گورس — تین روپے

عطر یا تریاق معدہ، سرمہ درینجفت  
کے ساتھ طلب کیا جائے تو علیحدہ  
ڈاک خرچ نہیں لگتا۔

دارالقیض رحمانی۔ دیوبند (یونی)

مصنفوں دا کٹرا نسل دعوتِ اسلام | ترجیحیات اشتر دہلوی فروپے

مصنفوں دا انتیری وی الدین تاریخ فلسفۃ الاسلام | آٹھ روپے پچھر پیسے

مصنفوں سید عبد الکریم الجلیلی۔ ترجیحیات فضل میران۔ دس روپے پچھر پیسے

مصنفوں شہزادہ دارا شکوہ سفینۃ الاولیاء | ترجیح محمد علی بطنی۔ چھ روپے۔

مصنفوں امام بخاری ترجیح مولانا الادب المفرد کتاب ندگی عبد القادر بہنی آٹھ روپے

مصنفوں نظام الملک طوسی مترجمہ سیاست نامہ شاہ جسن عطا سات روپے

مصنفوں ڈی او لیری۔ مترجمہ بولوی احمد احمد فلسفۃ اسلام | چھ روپے پچھر پیسے

مصنفوں محمد ساقی مستعد خاں مسترد جمہ مائر عالمگیری | ندا علی طالب بارہ روپے

مصنفوں مرزاع المستعد خاں مترجمہ اقبال نامہ جہانگیری | زکریا مائل چھ روپے پچھر پیسے

مصنفوں سراج عقیف مترجمہ تاریخ فیروز شاہی | ندا علی طالب سوا آٹھ روپے

مکمل در حضہ۔ ارجمند برجہ سفر نامہ ابن بطوطہ پندرہ روپے

مکتبہ تجلی۔ دیوبند (یونی)

صفحات ۲۰۰ کے بجائے ۳۰۰ — سائز ۱۲\*۲۰\*۳ — سرورق نظر افزود اور خوبصورت۔

زبان آسان اور شکفتہ اوس ان سارے ظاہری محسن کے ساتھ :-

تفسیر و حدیث • حمد و نعمت • اولیاء اللہ کے حالات و ملحوظات • نیک اور بُشی اہمیوں کے

وقوعات • معاشرتی مصائب • کار آماز مسائل • جدید معلومات • تجھیپ اور عبرت آموز

و اقتداء و عبادت • گھر بیوی چھپوں اور نظیلوں کا جیوہ اور ہر یہی سے رساں کے تخت ٹکڑوں کا حسین گلہستہ۔

مدیدہ۔ نحمدہ شانی حسنی — بدل اشتراک ۵ روپے — فی پرچہ پیاس پیسے | دفتر اپنامہ مرحومان

۳۴

رضاوی ماہنامہ

دش سال پوچے ہونے پر

جنوری ۱۹۷۴ء سے

نئے دور کا آغاز

# کیونزم کے خدوخال نمایاں کرنے والی کتابیں

شلوم اور درجہ۔ غائب کے اس شوکی جنگی جاگتی تفسیر کس قسم کے انقلاب کی ضرورت ہے۔ ایک عالمہ بھثت  
سے لکھتے رہے جنوں کی حکایات نوچکان  
مقت ۲۵ پیسے۔

## اقتصادی ساراج

ساراجِ دُنیا اس دور کا ساراج ہے لیکن مدارج  
بھی مختلف ٹھیکنے پر کر سائے آ رہا ہے۔ اس کی تازہ ترین  
ٹھیکنے اقتصادی ساراج یہ ساراج اپنے پاؤں کس  
طرح پھیلا آتا ہے۔ اس کتاب میں مفصل پڑھتے ہیں قیمت ۲۵ پیسے۔

## اقتصادی تعاون

امیر اور طائفہ نوکلوں کا فرض ہے کہ وہ کمزور اور  
پس انہوں نوکلوں کی دوکریں لیکن یہ پس انہوں نوکلوں کی آزادی  
اور خود مختاری کو نقصان پہنچائے بغیر نکل ہے، ایک انتہائی  
حلومات افراد بحث۔ قیمت ۲۵ پیسے۔

## موجودہ سماج میں طبقاتی نظام

طبقاتی نظام اور اس سے پیدا ہونے والی نہایتی  
کے خلاف فلسفی اور سیاسی ایک امت سے جہاد کریں  
ہیں۔ اس کتاب میں طبقاتی نظام کی رشتہ سے غالباً  
علمی اندیزیں بحث کی گئی ہے۔ قیمت ۲۵ پیسے۔

**غیر جانبداری بطور ایک یا یا منظرہ**  
غیر جانبداری کے مسئلے پر ایک علی و دستیابی  
بحث۔ کیا عالمی سیاست کے موجودہ وظیفہ کوئی ملک  
و اقتصادی جانبدار و ملکا ہے؟ ایک انتہائی  
ضدید اور خیال افراد بحث۔ قیمت ۲۵ پیسے۔

- ہر سماں پر تغیرت کا عنہہ،  
شائع ہوا ہے۔
- خوب صورت نائیں
- ہر سماں پر ہندی میں بھی اسی قیمت  
پر دستیاب ہو سکتا ہے۔

## کیونزم اور کسان

زرعی سائل پر ایسا نیقلا نظر سے سوچ بچا۔  
کسانوں کے متعلق کیونٹوں کے حقیقی ارادے کیا ہیں؟  
کیونزم جاگیر والوں کا دماغ ہے یا خود کاؤں کا؟ اور  
ہندوستان کی زرعی ترقی کا سچ راست کون سا ہے؟ ان  
 تمام اہم اسائل کا یہ راجح حل تجزیہ، صفت رام سروپ۔  
 قیمت دور دپے۔ ۵ پیسے۔

## آزادی کی نئی وعیدتیں

آزادی کے تصور نے ایک ٹھوس تصور بننے کے  
لیے ہوتا ہی مرحملے کیے ہیں اور ان میں جوئی رنگ  
آہم یہاں ہوئی ہیں، ان سب کا حلومات افراد بیان  
ترجمہ گپاں مل۔ ۱۲ صفحات۔ قیمت ۵ پیسے۔

## کیونزم کی پہلی کتاب

دو سو سال اور ان کے جواب کیونزم کے متعلق  
جو سوال عام طور پر پوچھ جاتے ہیں، اسی کتاب میں ان کے  
خوب اور واضح جواب عام فہم انداز میں دیے گئے ہیں  
ترجمہ جلیس عابدی۔ ۹۰ صفحات۔ قیمت ایک روپیہ۔

## سووٹ روں کی حقیقت

سووٹ روں ہمارے زبانے کی ایک ٹھوس حقیقت  
ہے لیکن یہ بجا ہے میں لوگ عموماً خلار پر دیکھیے کا شکار کر کے  
دھوکا کا جاتے ہیں۔ اس کتاب میں پر دیکھیے سے بہت  
اہم حقائق کو سائنس لایا گیا ہے۔ کتاب دھوکوں میں  
چھپی ہے، جوئی قیمت دور دپے۔

## تجدد یہ جنوں

آزو کے شوی ادب میں تاریخی اضافہ، روں اور  
مشرقی روپ کے باخیر شاعروں کی ٹھوکا لیکر نظفوں کا

اس پتے سے منگائیے، مکتبہ تجلى۔ دیوبند ضلع سہارن پور (دوپی) ।

**فتاویٰ والعلوم دیوبند مکمل متوب** | محدث امدادی

والعلوم کے حصہ سال و در کاشا پہکار، دھانی پڑا سے زندگی پسے سافی

جو جو آنحضرت اور عبارات فقیہ کے ساتھ مذکور ہیں۔ زندگی کے ہر شرک کی وجہ سے  
متفق سائل کا یہ ذخیرہ اس قابل ہے کہ تمام دروس فنا فنا ہوں، اس بہر لیں  
اوپر سلسلہ گھر نامیں برائے طالعہ تھا جا۔ تائیں ختمادی و زیست جوں جوں اکٹھا  
والعلوم کا فتویٰ بھی شامل ہے۔

یقین مکمل بیٹھ پار جلوں ہیں اکیں روپے (جلد پچھی روپے)

**اشرفتیہ ریزی ریور مکمل مذکول محتشی** | ہر طبقہ کا مسلمان  
باکل عام فہم، عورتیں اور بچیاں تک فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ دو بلڈنگ میں  
مکمل بارہ روپے (جلد پندرہ روپے)

**وقصص الاولیاء** | یعنی تزہیہ البالین اور دو، ترمذی ترمذی  
جن میں اولیاء، ائمہ علما، صلحاء اور نگاتون  
کی ترویج سے نامہ بخایات و کرامات درج ہیں، پانچ حصوں میں۔

لی جست روپے

**غیرت کیا ہے؟** | مولانا عبد الجہنمی کی ایک نادر کتاب۔ جس  
غیرت کر قرآن نے "اپنے بھائی کا گشت کیا"  
سے تعبیر کیا ہے وہ کیا ہے۔ اس کی کتنی شاخص اور قصیں ہیں، اس سے متفق  
فقی احکام کیا ہیں۔ ایسے تمام سوالوں کے جواب قرآن و حدیث اور احوال  
سلف کی روشنی میں۔ میں روپے پچاس پیسے۔

**براہین قاطعہ** | بدعتات کے روپ میں ایک شہری آفاق کتاب

طرح کی موجہ میں عومن کے حنریم برداں

ابی بعثت دیتے رہتے ہیں ان کا لاجوب رد اور صحیح عقائد کا سان

پانچ روپے

## مفید کتابیں

**تفسیر حمل القرآن** | ایک عام فہم اور سلیمانی تفسیر جو مسلمانوں کی  
مزدوریات کے لحاظ سے مفید اور کارامہ ہے۔

چند افہم خصوصیات

(۱) حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے شروع سے اپنے بکر حفاروں  
ٹالہ طحہ فراہم ہے (۲) تفسیر کے ان وسائل سے جو کو ولا ناما حنوی نے تحریر فرمائے  
ہیں اس کی افادت میں اضافہ ہو گیا ہے (۳) مولانا تھانوی نے اس تفسیر کی  
افرادی و انتیازی خصوصیات پر عمل ایک تقریظ بھی تحریر فرمائی ہے۔  
هدیہ مدنی پادری ٹپڑہ روپیہ۔ مکمل بیٹھ ۳۰ روپے۔

**تاریخ الحدیث** | مکمل تاریخ الحدیث  
عائشہ ابی برخی  
چاہ زمزم کی نمود سے وصال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تک کے تمام حالات  
و اقدامات نبیت میں اور شریعی انسانیں۔

یا اپنیش مواعظ کی نظر ثانی اور نئی ترتیب کے مطابق ہے جس میں تعدد  
مصنفوں کے اضاؤں کے طلاوہ مکتبات بہری جو شہابان وقت کے ناگاتے  
میں تھے مدد اور درجہ موجود ہیں۔ تائیں خوشنا، جس میں ناصر مبارک کا مکنس  
بھی شامل ہے۔ بلا جلد پچھے روپے (جلد سالہ سه سات روپے)

**کمالین مترجم و شرح اور دلائلین** | اتنا تفسیر والعلوم دیوبند  
از مولانا محمد نعیم حب

یہ شہرپور تین تفسیر خیم تفسیر و مکالمہ و عطرے  
خصوصیات۔ (۱) اصل عربی متن مع اعراب (۲) متن کی پچھے عام فہم اور  
ترجمہ (۳) ترجمہ کے بعد تحدید تفاسیر شش تفسیر کریں، کتاب، روایت البیان  
ابن کثیر، تفسیر مسلمی، بیان القرآن وغیرہ کے متفقہ مصنفوں (۴) علمی ترکی  
سے متعلق دو طاہری تحقیق (علمی نطاہت اور قرآنی بحثات) (۵) شبان  
ترویں ربطات آیات: بلا غلت در اسلوب قرآن پر ملیخ تبہہ (۶) صحیح عقائد و مکتب  
کی ترجیحی۔ قل الاویں یا سیکل میں۔ باقول وودم چھپ پیش۔ باقی برپا و اعلان پیش

**مکتبہ تحلیٰ - دیوبند (نو۔)**